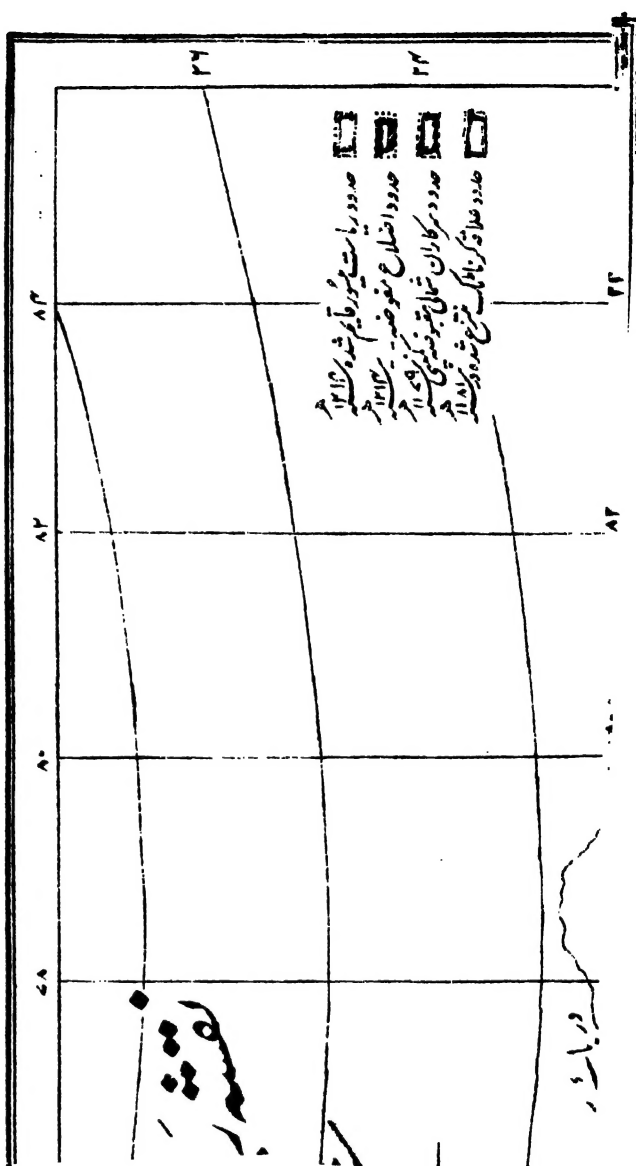




تصویر سراج الدین طالب مولف سوانح میر عالم

—



نذ

میں اس قدیمی وابستگی کی بناء پر جو مجھے عیالجناب نواب سید لاریجناب سید سید المہتمم
سلطنت آصفیہ کے دامان دولت سے اباعن جدرہ ہی ہے اس کتاب کو (جو
آپ کے ایک معزز رکن خاندان کے سوانح حیات پر مشتمل ہے) نواب صاحب
کے نام نامی پر معنون کرنے اور نذر گزارنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

محمد سراج الدین طالب

درآمد نمبر ۷۱۴۲

۱

تعریفِ کتاب

مجھ کو اوائلِ عمری سے تاریخ کے مطالعہ کا شوق رہا ہے کالج کی تعلیم کے زمانے میں اسٹیڈ
میرے اعتقاری مضامین تاریخِ قدیم و جدید بھی ہے اس تاریخی تعلیم میں میری نظر وسیع ہوئی تو مجھے
اپنے ہی ملک اور بالخصوص عہدِ آصفیہ کے متعلق تاریخی تفحص کا شوق ہوا اسی دلچسپی کا نتیجہ ہے
کہ میں نے یہ کتاب ”میرِ عالم“ تالیف کی جو سلطنتِ آصفیہ کی تاریخ کے سلسلے کا ایک درمیانی پتہ
ہے اور ایک اہم ترین عہد کے مشہور وزیرِ اعظم کے سوانحِ زندگی پر مشتمل ہے۔ اس میں حیاتِ علم
کے قطع نظر نظامِ علییناں کے آخری دور اور سکندر جاہ کے اوائلِ عہدِ سلطنت کے تاریخی حالات
تفصیلی بحث کی گئی ہے اور حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے یہ تالیف اپنے موضوع میں
کامل ہو خدا کرے کہ عوام و خواص میں مقبول ہو فقط

مؤلف

محمد سراج الدین طالب

۷۔ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ
قریبانی عیوبی - حیدرآباد دکن

خصوصیات کتاب

۱۔ اس تالیف میں اکثر ایسے رقعات و اسناد سے استناد کیا گیا ہے جن کا حوالہ یا ذکر تاریخ کی کسی کتاب میں نہیں ملتا اور جن پر اب سے پشتر ہمارے سوائے کسی اور نے استدلال نہیں کیا۔
 ۲۔ متن میں جہاں کوئی ہجری سن بتایا گیا ہے وہاں عیسوی سن ہو اور جہاں سن عیسوی بتایا گیا ہے وہاں ہجری سن سے اس کی مطابقت بتائی گئی ہے اور حتی الامکان تاریخوں کی مطابقت کی بھی کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ شاہانِ آصفیہ کے لئے وہی القاب بالموت استعمال کئے گئے ہیں جن کو مورخین سابق نے بھی اختیار کیا تھا۔

آصف جاہ اول کیلئے منفرت مآب آصف جاہ ثالث کیلئے منفرت منزل

آصف جاہ ثانی کیلئے غفران مآب آصف جاہ رابع کیلئے غفران منزل

۴۔ تا وقتیکہ کسی مجبوری کی وجہ سے اپنے ماخذ کے حوالے کی سخت ضرورت نہ ہو اس سے

اختراز کیا گیا ہے۔

ج
۵۔ جن اشخاص و امراء کا ذکر متن میں آیا ہے اُن میں سے اکثر کی تعریف فٹ نوٹ میں کی گئی ہے اور جن کے احوال معلوم نہ ہو سکے مجبوراً نظر انداز کر دئے گئے۔

۶۔ میر عالم سے متعلق جتنی چیزوں کے نوٹ میر آسکے اُن کو کتاب میں داخل کیا گیا ہے ان کے علاوہ نواب سالا جنگ بہادر کا بھی ایک نوٹ اس بنا پر شریک کیا گیا ہے کہ نواب صاحب موصوفی میر عالم مغفور سے نسبتی تعلق ہے جو شجرہ کے ملاحظہ سے واضح ہو گا اور شجرہ بطور ضمیمہ آخر کتاب میں رکھا گیا ہے۔

۷۔ ضمیمہ الف میں وہ خط بلقظہ نقل کیا گیا ہے جو اوسط جاہ نے میر عالم کو فتح میسور کے بعد لکھا تھا اس خط سے تقسیم ملک مال کی نسبت بہت سارے تاریخی معلومات فراہم ہوتے ہیں۔

۸۔ فہرست مضامین و تصاویر اور فہرست ماخذات (علیہیات) کے علاوہ ایک فہرستہ اضافی (انڈکس) بہ ترتیب حروف تہجی دی گئی ہے تاکہ اعلام و اسماء کے متعلق معلومات فراہم کرنے میں آسانی ہو اور اس فہرست میں ان اسماء یا اعلام کو بھی شامل کیا گیا ہے جن کا ذکر فٹ نوٹ میں آیا ہے۔

مؤلف

علیہیات فارسی

۱۔ اندازہ واقعات دکن	تسلی	مؤلفہ
۲۔ اوصاف نیر	تسلی	سید محمد
۳۔ باغ و بہار	تسلی	حسن علی خاں
۴۔ تیارخ گوہر شاہوار	تسلی	مؤلفہ
۵۔ تیارخ مادہ نامہ	تسلی	غلام حسین خاں جوہر
۶۔ تیارخ یادگار کمن لال	مطبوعہ	کمن لال
۷۔ تختہ العالم	مطبوعہ	عبد اللطیف شوستری
۸۔ تذکرہ بنی طیر	مطبوعہ	مؤلفہ
۹۔ تذکرہ روز روشن	مطبوعہ	مؤلفہ
۱۰۔ تزک آصفیہ	مطبوعہ	شاہ تجلی علی
۱۱۔ حقیقۃ العالم	تسلی	سید محمد ابوتراب
۱۲۔ حقیقۃ العالم	مطبوعہ	میر ابو القاسم
۱۳۔ خزانہ رسول خانی	تسلی	فیض اللہ فضل علی خاں
۱۴۔ خطوط حتمت جنگ	تسلی	للمؤلف

ڈبلیو سیس سین کار

پچ جی برگس

یم مارٹن

ہرمین ایٹھ

چارلس ریو۔

آر۔ آر پیرس

یس پچ بلگرامی اینڈ

سی ولٹ

جیمس مل۔

ہیو مڑے

ڈبلیو جے ولسن۔

۴۔ دی مارکویس کورنوالس

۵۔ دی نظام

۶۔ ڈسپاچس ٹے نیوٹن اینڈ کرپاٹن

آف مارکویس ویلزلی۔

۷۔ فہرست خطوطات انڈیا آفس لائبریری

۸۔ فہرست خطوطات برٹش میوزیم

۹۔ میمور اینڈ کرسپاٹن آف ویلزلی

۱۰۔ ہٹاریکل اینڈ ڈسکرپ ٹیو اسکچ آف

ہٹاریکل آف دی نطاسس ڈومی نی آف

۱۱۔ ہٹری آف برٹش انڈیا۔

۱۲۔ ہٹری آف برٹش انڈیا۔

۱۳۔ ہٹری آف دی مدراس آرمی



فہرست مضامین میر عالم

صفحہ	نمبر	میر عالم کا سلسلہ نسب	صفحہ	نمبر	عہد نامہ پانگل اور میسور کی تیسری جنگ
۱	۱	۱۔	۲۱	۱۷	۱۷۔
۲	۲	۲۔ اشعار سید رضی اقدس	۲۹	۱۸	۱۸۔ کھڑے کی جنگ کے اسباب اور اس کی تیاری
۳	۳	۳۔ رقصات سید رصنی	۵۲	۱۹	۱۹۔ سفارت پونہ
۴	۴	۴۔ رقعہ موسومہ شاہ دوازاں	۵۴	۲۰	۲۰۔ کھڑے کی جنگ
۵	۵	۵۔ رقعہ موسومہ غلام علی آزاد	۵۵	۲۱	۲۱۔ انگریزی فوج کی برطرفی اور فرانسیسی فوج کا اضافہ
۶	۶	۶۔ ولادت و زمانہ تعلیم	۶۴	۲۲	۲۲۔ مارکوسین ہلزی گورنر جنرل ہند اور ان کی پالیسی
۷	۷	۷۔ ابتدائی ملازمت	۶۳	۲۳	۲۳۔ عہد نامہ امدادی کی تکمیل اور فرانسیسی فوج نظام کی برطرفی
۸	۸	۸۔ خدمت و کالت	۶۵	۲۴	۲۴۔ میسور کی چوتھی جنگ اور میر عالم کی سپاہی
۹	۹	۹۔ قیام اتحاد انگریزی	۷۱	۲۵	۲۵۔ فتح سرریگ پن اور تقسیم ملک میسور
۱۰	۱۰	۱۰۔ خدمات سفارت	۷۵	۲۶	۲۶۔ ویلنزی اور میر عالم کا اختلاف
۱۱	۱۱	۱۱۔ سفارت کلکتہ	۸۶	۲۷	۲۷۔ کرک پائلرک اور غیر انسانی شادی اور اس کا عقد
۱۲	۱۲	۱۲۔ واقعات و مراحل سفر	۹۷	۲۸	۲۸۔ خدمت سے میر عالم کی علیحدگی اور ان کا انزوا
۱۳	۱۳	۱۳۔ میر عالم کا دور و کلکتہ میں اور ان کے ملاقات	۹۹	۲۹	۲۹۔ سب سے ڈی اے کی رسم کی تعریف
۱۴	۱۴	۱۴۔ واپسی اور خطاب	۱۰۲	۳۰	۳۰۔ اور اس میں شرکت نظام
۱۵	۱۵	۱۵۔ مسائل سفارت پر اہل کاروں کے جواب	۱۰۵	۳۱	۳۱۔ میر عالم کی دیوانی
۱۶	۱۶	۱۶۔ سرکاران شمالی کا تصفیہ آخر			

- ۱۵۰ - ۵۰۔ مکانات - ۱۱۲ - ۳۱۔ میر عالم اور مہبت رام -
- ۱۵۲ - ۵۱۔ منڈی کی تعمیر - ۱۲۲ - ۳۲۔ میر عالم کا استخاء -
- ۱۵۳ - ۵۲۔ تالاب میر عالم - ۳۳۔ دوا زودہ دفعات میر عالم -
- ۱۵۵ - ۵۳۔ تالاب کے کٹہ کی بچر - ۳۴۔ دوا زودہ دفعات میر عالم کا فائدہ کمپنی کے حق میں -
- ۱۵۹ - ۵۴۔ تصنیف و تالیف - ۱۲۶ - ۳۵۔ میر عالم کے باغ میں خربا لگے مغفرت نزل -
- ۱۶۰ - ۵۵۔ مصباح العارفین - ۳۶۔ سفارت سرکار دولتمدار کی گورنر جنرل کے دربار میں موقوفی -
- ۱۶۱ - ۵۶۔ زیارت عاشورہ - ۱۲۸ - ۳۷۔ فوجی بغاوت اور اس کی غلط افواہ -
- ” - ۵۷۔ شہنوی میر عالم - ۱۳۰ - ۳۸۔ مہاراجہ چند لال کی خدمت پر یککاری -
- ۱۶۳ - ۵۸۔ ماہ لقا اور میر عالم کا تعلق - ۱۳۱ - ۳۹۔ انتظام ٹواک -
- ۱۶۴ - ۵۹۔ اشعار شہنوی - ۱۳۲ - ۴۰۔ ریاست اصفیہ کا سب سے پہلا ڈاکٹر -
- ۱۶۵ - ۶۰۔ رقت میر عالم - ۱۳۳ - ۴۱۔ گرائی غلہ اور اس کا انتظام -
- ۱۶۸ - ۶۱۔ رقتہ از طرف غفران آب بہ جانِ سیم - ۱۳۴ - ۴۲۔ انتظام مملکت اور حق خدمت دیوانی -
- ” - ۶۲۔ بادشاہ انگلینڈ - ۱۳۵ - ۴۳۔ نمبرگان نادر شاہ کا ورود -
- ۱۶۹ - ۶۳۔ رقتہ از طرف نواب ارسلو جاہ بہ لارڈ - ۱۳۶ - ۴۴۔ آل و اولاد -
- ۱۷۰ - ۶۴۔ کورنوالس بہادر - ۱۳۷ - ۴۵۔ جایکرات -
- ۱۷۱ - ۶۵۔ رقتہ از طرف میر عالم بہ کرک پیانٹک - ۱۳۸ - ۴۶۔ عمارات و آثار -
- ” - ۶۶۔ حدیقۃ العالم - ۱۳۹ - ۴۷۔ ساجد اور سریشین -
- ۱۷۲ - ۶۷۔ در مجلس - ۱۴۰ - ۴۸۔ باغ کی تعمیر -
- ۱۷۳ - ۶۸۔ اخلاق و عادات - ۱۴۱ - ۴۹۔ باغ میں جنگ -
- ۱۷۴ - ۶۹۔ جو دو سخا - ۱۴۲ - ۵۰۔ ارسلو جاہ اور میر عالم کے طرز عمل کا مقابلہ -
- ۱۷۵ - ۷۰۔ ارسلو جاہ اور میر عالم کے طرز عمل کا مقابلہ - ۱۴۳ -

ط

۱۹۲	۷۷۔ خوش احمقادی	۱۸۱	۶۹۔ فہم و فراست
۱۹۴	۷۸۔ وفات و مدفن	۱۸۳	۷۰۔ رسل کا خیال میر عالم کی نسبت
۱۹۷	۷۹۔ اخبارات ہند اور میر عالم	۱۸۶	۷۱۔ ایک ملاقات کا بیان
۱۹۹	۸۰۔ خدمت دیوانی کا سلسلہ	۱۸۷	۷۲۔ حسن تدبیر۔
۲۰۱	۸۱۔ صنیمہ الف رقعہ اسطو جاموسہ	۱۹۰	۷۳۔ اطاعت آقا
	میر عالم۔	۱۹۱	۷۴۔ حزم و اقیماط و عاقبت بینی
۲۱۳	۸۲۔ صنیمہ شجرہ میر عالم۔	۱۹۲	۷۵۔ خوش اخلاقی
۲۱۴	۸۳۔ اشاریہ۔	۱۹۲	۷۶۔ غیر معمولی خطاب کی توجیہ



فہرست تصاویر میر عالم

- ۱ - تصویر مولف برشت سرورق۔
- ۲ - تصویر نواب سالار جنگ بہارہ روبرو صفحہ ۱۔
- ۳ - تصویر میر عالم روبرو صفحہ ۱۶۔
- ۴ - ہمارا چند ولال کی ایک تحریر کی تصویر روبرو صفحہ ۱۱۴۔
- ۵ - بارہ درہی کے محل کی تصویر روبرو صفحہ ۱۲۷۔
- ۶ - ہمارا چند ولال کی ایک اور تحریر کی تصویر روبرو صفحہ ۱۳۳۔
- ۷ - میر عالم کے تالاب کے بند کی تصویر روبرو صفحہ ۱۴۴۔
- ۸ - تصویر مکان میر عالم روبرو صفحہ ۱۵۰۔
- (اس تصویر کی پشت پر میر عالم کی قبر اور ہم کے کتبہ کی تصویر بھی ہے)
- ۹ - منڈی کی تصویر۔ روبرو صفحہ ۱۵۲۔
- (اس کے روادر پشت دونوں طرف منڈی کی چاروں رخ کی تصویریں)
- ۱۰ - کتبے کے کتبہ کی تصویر روبرو صفحہ ۱۵۴۔
- ۱۱ - تصویر ماشور خانہ روبرو صفحہ ۱۹۲۔
- ۱۲ - تالاب میر عالم اور چوکنڈی کی تصویر روبرو صفحہ ۱۹۵۔



تصویر عالیجناب نواب میر یوسف علی خان بہادر سالار جنگ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میرِ عالم

(کا)

سلسلہ نسب

بلدہ شوستر کے شیخ الاسلام ۱۱۵۰ھ شیعہ تک سید نور الدین تھے اس سے قبل بھی یہاں کی شیخ الاسلامی میرِ عالم کے اجداد میں تھی ان کا سلسلہ نسب سولہ واسطوں سے امام ابو الحسن موہبی کاظم تک پہنچتا ہے ۱۲۸۰ھ شیعہ سید نور الدین کے آٹھویں فرزند سید رضی پیدا ہوئے جب یہ سن شعور کو پہنچے تو ان کے والد نے خود ان کی تعلیم شروع کی اس کے بعد سید رضی نے اپنے بڑے بھائی سید عبداللہ سے تعلیم پائی اور بلدہ شوستر کے اور علماء سے بھی علوم عقلی و نقلی حاصل کئے تحصیل علم کے بعد وہاں قم اور کاشان اور تمام عراق عجم کا سفر کیا۔ عراق عرب کی بھی سیر کی مقامات مقدسہ کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے اس سفر سے علاوہ حصول تجارت کے حصول برکات کی بھی غرض تھی اس کے بعد عزم ہند کیا ۱۲۹۰ھ شیعہ میں اپنے بھائی سید حسن کے ہمراہ بندر گاہ بصرہ سے بندر گاہ سورت پہنچے اور چند روز وہاں قیام کر کے شاہجہاں آباد پہنچے یہاں سے ان کے

بھائی وطن واپس ہوئے اور یہیں ابوالمنصور خان خراسانی کے پاس مقیم رہے کچھ عرصہ بعد ان کے پاس سے ٹھکر نواب شجاع الدولہ ناظم بنگالہ کے یہاں پہنچے اور ایک زمانے تک ان کی مصاحبت و ملازمت میں رہے جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کے داماد مرشد قلی خان صوبہ دار اڑیسہ کی رفاقت میں رہے اور جب مرشد قلی خان حیدر آباد دکن پہنچے تو یہ بھی ان کے ہمراہ یہاں آئے اور ان سے جدا ہو کر مغفرت مآب آصفیاء اول کی ملازمت میں آئے ساٹھ روپیہ تنخواہ مقرر ہوئی۔ مغفرت مآب نے ان کے علم و فضل کی قدر کر کے ان سے فرمایا کہ تم کو سرکاری دارالانشاء کی خدمت سے سرفراز کیا جائیگا مگر انھوں نے قبول نہ کیا۔

اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہر ہفتہ ایک دن ہماری ملاقات کے لئے حاضر ہو کر میرے صاحب نے عرض کی ”اس شرط سے حاضر ہوا کروں گا کہ میں جس شخص کے لئے سفارش کروں قبول فرمائی جائے“ اس پر مغفرت مآب نے ان کو ہر ملاقات میں ایک شخص کیلئے سفارش کرنے کی اجازت دی اور منگل کا دن ملاقات کے لئے مقرر فرمایا۔ اسی وجہ سے اس دن میرے صاحب کے مکان پر بہت سارے حاجت مند جمع ہوتے تھے مگر وہ اُسی وعدہ سفارش کرتے جو سب سے پہلے حاضر ہوتا مغفرت مآب نواب نظام علی خان نے میرے صاحب کو تین ہزار سالانہ کی جاگیر پر گنہ پٹن چرو میں سرفراز فرمائی صاحب گلزار آصفیاء نے دس ہزار سالانہ صحاصل کی جاگیر کی سرفرازی بتائی ہے لیکن ہم اس کے اس سائیکل پر جمع نہیں دیتے اس واسطے کہ گلزار آصفیاء ۱۸۸۵ء کی تصنیف ہے اور گلزار آصفیاء ۱۸۸۵ء کی تصنیف ہے اور ظاہر ہے کہ موخر الذکر تیسری اور میرے عالم کے عہد سے

قریب تر ہے اس لئے مصنف نگارستان آصفی کے مبتدئ وہ واقعات جو خصوصاً اس کے عہد کے یا اس کے قریبی زمانہ کے ہیں صحیح نہ باور کرنے کے کوئی وجہ نہیں۔ اور قطع نظر اس کے اس مسئلہ میں اس نے اپنی یہ تحقیق بھی بتائی ہے کہ سید رضی کی جاگیر کس پرگنہ میں تھی اور اس کے اس قول کی تائید یادگار کھن لال شاہ جہاں پوری سے بھی ہوتی ہے جس نے حسب ایما چارلس مٹکاف (ریڈنٹ حیدرآباد) اپنی تاریخ مرتب کی ہے اگرچہ یہ تائید قوی نہیں تصور کی جاسکتی اس لئے کہ صاحب نگارستان آصفی کا ماخذ یہی تاریخ ہے اور دونوں کے اکثر و بیشتر مضامین بالکل متوارد واقع ہوئے ہیں تاہم جب سید رضی کی سند عطیہ کو دیکھتے ہیں تو حقیقت حال حسب بیان صاحب نگارستان آصفی ہم پر ظاہر ہو جاتی ہے پس جاگیر کی سند نواب میر یوسف علی خان سالار جنگ بہادر کے قبض و تصرف میں ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جاگیر دو ہزار چھ سو چھیاسٹھ محال کا موضع تھا جس کا نام پہلاوادی تھا اس کے متعلق مزید تفصیل ہم نے جاگیرات میر عالم کے عنوان کے تحت لکھی ہے۔

میر صاحب ہمیشہ اپنے مکان (واقع ایرانی گلی) میں رہتے تھے۔ اکثر امیر امرا میر صاحب سے ملنے آتے مگر ان کی طبیعت کے استغناء کا یہ حال تھا کہ وہ کسی کے پاس نہیں جاتے اگرچہ اپنے ملک کے مجتہد تھے مگر محفل ملاقات میں مذہبی تذکرے یا مباحث کو آنے نہ دیتے۔ اپنی عزلت گزینی کے زمانے میں امور خانہ داری و معاش کا انتظام بھی اپنے سر نہ رکھا۔ سید رضی نے سادات تفرش کے ایک بزرگ میر ابو الفضل خاں کی لڑکی مساقہ بادشاہِ بگم سے

سید رضی جس مکان میں رہتے تھے اس کو میر عالم نے اپنے بھتیجے عاشق حسین خان کو دیدیا۔ جو حال ان کی اولاد و احاد کے قبضہ میں ہے۔

عقد کر لیا اور ان سے دولٹ کے ہوئے اور ایک لڑکی (۱) میرا بوالقاسم بھی
 ہمارے رکن سلطنت ہیں جو بعد میں میر عالم کے خطاب سے مخاطب ہوئے اور انہیں
 حالات زندگی میں جو اوراق مابعد میں قارئین کے آگے پیش کئے جائیں گے (۲) سید
 زین العابدین یہ ابتدائے شباب ہی میں حیدر آباد چھوڑ کر ٹیپو سلطان کی ریاست میں
 اور ان کے ملازم ہو کر معتمد علیہ بنے عمر وہیں کافی آخر ٹیپو سلطان کی شہادت کے پانچ مہینے
 بعد ۱۸۱۷ء میں مرض سرسام سے سرریگ پٹن میں انتقال کیا اور دولٹ کے یادگار چھوٹے
 (۱) سید باقر میرزاں خاں بہادر (۲) سید حسین۔ ان کے والد کا جب انتقال ہوا ہے تو یہ
 یعنی سید حسین نہایت کم سن تھے میر عالم نے اپنے بھتیجے کو اپنے بھائی کے زنا نے کس
 اپنے پاس بلوایا اور اپنے ہی پاتس سلیم و تربیت کی اور ابھی وہ کم عمر ہی تھے کہ اپنی دیوانی
 زمانے میں سید موتن خاں بہادر کی لڑکی کے ساتھ نہایت تکلف کے ساتھ شادی بھی کر دیا
 میر عالم کے انتقال کے بعد یہ سن رشد تک منیر الملک کے زیر نگرانی ہے۔

۱۔ صاحب تحفۃ العالم اور صاحب نگارستان سمعی نے ان کا نام حسین لکھا ہے اور صاحب گلزار اصفیہ نے یر عاشق حسین بہادر
 بتایا ہے مگر ہے کہ پہلا نام جو اور دوسرا خطاب۔

۲۔ منیر الملک علی زماں خاں شمس الدین محمد حیدر خیر جنگ کے (جو غفران مآب کے عہد میں پہلے داروغہ علی خان پراور پھر صوبہ داری
 اورنگ آباد سے سرفراز ہوئے تھے) پوتے اور محمد صفدر خاں غیور جنگ کے بیٹے تھے اور ان کی (منیر الملک کی) والدہ
 بھرتہ گیم، درگاہ قلی خاں سالار جنگ مومن الدولہ موتن الملک خاں دوران کی صاحبزادی تھیں اور وہ نواب سالار جنگ
 میر دوست علی خان بہادر کے جد امجد غفار الملک سالار جنگ کے جد تھے اور میر عالم کے داماد۔

عوام میں یہ امر مشہور ہو گیا ہے کہ میر صادق (جو اپنے ذاتی عناد کی بناء پر سریرنگشت کی آخری مہم میں سہل انگاری کر کے ٹیپو سلطان کی شہادت اور ملک کے انگریزوں کے ہاتھ پر فتح ہونے کا باعث ہوئے) میر عالم کے بھائی تھے۔ اس میں شک نہیں کہ ان کے بھائی زین العابدین ریاست میسور کے ملازم تھے لیکن کوئی ذمہ دارانہ خدمت ان کے سپرد نہیں تھی اور نہ یہ امر متحقق ہے کہ میر صادق مذکور انھیں کا عرف یا خطاب ہے اگر ایسا ہوتا تو صاحب نشان حیدری نے جہاں ان زین العابدین شیخ ستری اور انکی تصنیف تذکرۃ البلاد و الحکام کا ذکر کیا ہے ان کے اس نام یا خطاب سے بھی ضرور روشناس کراتے۔ بہر حال اس سونپن کا اثر میر عالم کی نیک نامی پر اچھا نہ پڑا اور چونکہ میسور کی چوتھی جنگ میں میر عالم سپاہ سرکار عالی کے سپہ سالار رہے ہیں۔ اس لئے عوام کو اس امر کے یقین کرنے کا موقع ملا کہ میر صادق کے ساتھ ساز باز کر کے انھوں نے کامیابی حاصل کی حالانکہ اس مہم میں میر عالم نے نہ میر صادق سے کوئی ریشہ دوانی کی نہ کسی اور سے کوئی ساز باز۔

(۳) مریم بیگم ان کی شادی بہرام الملک سے ہوئی تھی جن کا نام تیلجی تھا یہ عید اقل خاں لب چاک کے بیٹے اور سادات بارہہ سے تھے جو حضرت مغفرت مآب کے عہد میں ہرکوب کی داروغگی کی خدمت انجام دیتے تھے اور حضرت غفران مآب کے عہد میں برہان الدولہ برہان الملک کے خطاب سے سرفراز اور صوبہ داری ایلچپور سے ممتاز ہوئے مریم بیگم کے بطن سے بہرام الملک کو تین لڑکے ہوئے اور دو لڑکیاں۔

۱۔ میر عالم کے عہد میں ایک سو سوار اور دو سو جوانان باری جاگیر سے سرفرازی پائی اور ۲۔ رجا دی الشانی ۱۲۳۱ھ میں انتقال کیا

سید صاحب کو ایک حرم کے بطن سے ایک لڑکی اور تھی جس کا نام سکینہ بیگم تھا اس کی شادی میسوری ہم کے زمانہ میں میر ابو القاسم نے مستقیم الدولہ سے کر دی تھی۔

سید صاحب کا انتقال شبِ دو شنبہ ۲۴ جمادی الاول ۱۲۹۲ھ ۲۹ مئی ۱۸۷۵ء کو ہوا اور دائرہ میر مومن صاحب میں دفن ہوئے اعظم الامر ارسطو جاہ ان کے سوم کی فاتحہ تعزیت کے لئے مکان پر آئے اور ان کے بڑے صاحبزادے میر ابو القاسم کو دلِ دلا سے دینے کے بعد یہ مقررہ سنایا کہ موروثی جاگیر ان کے نام بحال کر دی گئی اس عنایت کی خوشی میں میر ابو القاسم نے ایک مینا کار ولایتی پیش قبض اور ایک ولایت کا لکھا ہوا مجلد اعظم الامر کی نذر کیا۔

سید رضی علوم عقلی و نقلی میں لائق و فائق اور معلومات مذہبی کے لحاظ سے اپنے ملک کے مجتہد تھے۔ اکثر علمی کتابوں پر انھوں نے حاشیے چڑھائے افسوس کہ یہ حاشیے بے نشان ہیں انشاء و شاعری میں کامل و ماہر تھے اقدس تخلص کرتے تھے ایک فارسی دیوان مرتب چھوڑا اور ان کے مناسبات بھی مشہور ہوئے مگر نہ دیوان چھپا اور نہ مناسبات یہاں ہم ان کے چند اشعار اور ایک دور قعر نقل کرتے ہیں جن سے فنِ شعر میں سید صاحب کی جدت طبع کا

لے حاجی محمد زمان شوستری تاجر حیدر آباد میں وارد ہوئے اور ایک عورت سے یہاں نکاح کیا اس سے ایک لڑکا نزار عبد الغنی تولد ہوا میر عالم نے پیاس موطنی و دیانت اپنی بہن سکینہ بیگم کو ان کے عقد میں دیا اس سے ان کو مرزا محمد علی نام ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوئیں میر عالم کی تربیت کی وجہ سے وہ امر کلیات میں ذیل ہوئے اور مستقیم الدولہ خطاب پایا۔

اعظم الامر ارسطو جاہ غلام سیّد خاں قلعہ دارا و فرخ نژاد خاں کیانی الاصل کے بیٹے تھے عہد دیوانی رکن الدولہ میں ملازم تھا آئے اور صوبہ دہلی اورنگ آباد سے سرسرازی پائی اور پھر صوبہ دہلی سے موتوں کے حکم قلعہ اوس میں بھیجے گئے جہاں وہ رکن الدولہ کے انتقال تک مقیم رہے ان کے بعد بلکہ آئے اور دیوانی سے سرسرازی پائی اپنی پوتی جہاں پسر بیگم کو مغفرت منزل سکند جاہ کے جلالہ عقد میں ملا۔

مستقیم الدولہ انتقال کیا۔

۷
اوز شریں ان کے معیار انشاء پر دازی کا اندازہ ہو سکیگا۔

من شعارہ

ربود شوخی حُسنش دل فگار از ما فغاں کہ منزل خود را گرفت یار از ما
بشرع عشق و طاعتش از دو کون خلافت و عہدہ ز خوبان انتظار از ما

نباشد خود نمائی مردم افتادہ از پارا کہ رنگینی نباشد سایہ گلہائے غمخوارا

نرم شو کر سخت گیرانِ کلاصوت گیر نیست خامہ فولاد ہرگز لایق تصویر نیست

سخت ریون فارغ انداز کاوش اہل جہاں در زمین سخت رسم کندن مینا نیست

چرب نرمی در مزاج مودمانِ خام نیست روغن بادام ہرگز با گل بادام نیست
نیست سوئے عالم حیرت و دورنگی راگز در سواد کشور تصویر صبح و شام نیست

جذب نفعی پاک طینت از کس منظور نیست جذب روغن در شراب چینی فغفور نیست
ظالم از چیزے کہ اندوز و ندارد بہر شمع مومی در فضائے خانہ زنبور نیست

۱۔ مختلف تذکروں اور رقعوں سے جتنے اشعار ہمدست ہوئے وہ سب نقل کر دیے گئے تاکہ دست برد زانہ سیکھے تو محفوظ رہیں

در شهر حسن عاشق بے شور باب نیست عیبی چو عیب بے نمکی در کیا نیست

خون غورم روز شب چہرہ کا ہی بابت بے نوا گشتہ ام و صولت شاہی بابت
گہرا از جسم کہ دستم خم خون خوار و جو ہست تاشتی تن خوف تنہا ہی بابت
شعلہ را گشت ہوا باعث افزونی قص تا ہوس ہست بدل شوق منہا ہی بابت
چشم میدرخلوق ندارم اقدس تاکہ امید بر الطاف الہی بابت

عشرت آبادی ز فیض فقر مارا سکن است نان خشکے چوں بدست یارم کن سکن است
گوشہ گیری آب حیوانست نخت سبزا ایمن از مردن بود فیروزہ مادر معدن است
ماند سالم از خطر ہر کس کنار از خلق تہیت خوشہ از برقت ایمن تاکہ دور از خرم است

رفتہ زوئے ظلم گردوں بیشتر از عدل شد این کماں از بسکہ یکجا ماند آخر خانہ کرد

ظالم از عہدہ با رستم خویش کشد عقرب از کج روشی بر سر خود خویش کشد

پرتو خورشید را آئینہ سازد گرم تر مہر کم را سینیہ صافی ہا فراواں می کند

دولتِ بے زبگاں سرمایہ سنگیں دلیت خاک چوں یاقوت گرد و سنگ خامی شود

ریاضت و جہاد نفس باشد حرمِ برداں خوش آن پہلو کہ ترکش بندش یوں یارگڑ

مدار امید نفع پاک طینت راز ناپاکاں کہ رفعِ شنگی چوں آب از صہبائی آید

عمر بہ پیچ می رود رحم و جفاے یار کو وصلِ سبک عنانِ جہد و ہجر گراں وقار کو

رقعات

(۱) موسومہ شاہ نواز خاں در مبارک بادِ سرسرازی نوبتِ جو۔

نواب صاحب والامناقب مشفق مہرباں متبادلہ و قدوہ نیاز منداں ستلا۔

ابلاغ و دعواتِ مخالفتِ سماتِ را کہ گل سرسبدِ ہدایاے نیاز مندانِ صافی طویت

است مقدمہ عرض مدعا نمودہ چہرہ کشائے شاہدِ مطلب می گرد کہ در ایں آواں سجاد

اقران کہ ططنہ کوس آوازہ عنایتِ نوبت از پیشگاہِ عاطفتِ سدہ نیتہ جاہِ طلال

بہ آں قدر شناسِ مخلصانِ عقیدتِ مالِ سامعہ افزوزِ خاص و عام گردیدہ و نوا

تفریحِ فرمائے ایں نوید سرا سرا مید در فضاے بہاتِ ستہ خاطرِ وضع و تہریر

نفیرِ شہرت کشیدہ گوشہ نشینانِ عراقِ درستِ اخلاص را کہ بہ مقتضائے قانون

راست اعتقاد دی شدہ عاے ترقی مقامات خدام لازم الاحترام را پیوستہ ساز دارند و بہ نغمت زیر و بم متر و علانیہ دل و زبان سوال ترفع درجات ملازمان سموالکان را وظیفہ صبح و شام می شمارند واجب است کہ مانند کرناہمہ تنہا نگریدہ تقارہ ہائے ادائے تہنیت را بلند صدا نمایند۔ اللہ تقدس و تبارک ایں عطیہ عظمیٰ را بر آں جناب و جمیع احباب مبارک کند و ایں موہبت کبریٰ را مقدمہ ترقیات بسیار و ترفعات بے شمار سازاد۔

(۲) موسومہ شاہ غلام علی (آزاد تخلص)۔

ہموارہ اریکہ ہدایت و ارشاد بہ تکیں ذات قدوسی سمات جناب بیاد و فضیلت آتسنا شرافت و مناعت آیات سلالہ دودمان شامخ الارکان مصطفوی نقاودہ خاندان رفعت کیوان مرتضوی مرستہ معنی بشر صورت ناسوتی ظاہر لاہوتی سیر علیاق گسل تجرد شعار و ارستگی خصلت لامکاں تیار محرم خلوت خانہ مکاشفت و شہود واقف اسرار خفیہ عدم و وجود مدرک خفایق کثرت درعین وحدت ذات عالم دقایق تجلیات مختلفہ اسماء و صفات عارف معانی خفی و جلی مولانا سید غلام علی سلمہ اللہ مزین باد۔

بعد از اہدائے دعاے کہ سجادہ نشینان خطایر قدس ہنگام تسماعش زبان بہ کلمہ آمین آشنا سازند مرفوع خاطر حقایق مظاہر می دارد کہ صغیر خاتمہ بلاغت بیان کہ بہ بین نیت کام و وہاں در اقلیم سخنوری صاحب خط منشور و در لمر و ہفت خطہ خط

قبض و بسط جمیع امور است در مقام تقریر و تحریر شوق لقاء گرامی کہ نمونہ از نعیم
 موعود و جنت عدن است بجز و قصور معروف چہ پیمایش بحر ذار بقبح محض^{خیال}
 و مساحت ساحت اقطار غبرا۔ لوجب فرض محال لاجرم صفحہ مضمون را مطرغ نقوش
 الفاظ توضیح مدعای سازد۔ ہر چند قلم زبان و زبان تسلیم این ہیچداں از بدو حلت
 شعور و تیز کہ ابتداءے تجرع کاسات کدورت است آشنائے گزارش و نگارش
 گلہ از آشنایان نگر دید و کاتب فکر است ایں بے استعداد و قوم شکایت و تنہا
 ہرگز بر لوح اہلہار ترسم نمودہ

زبان شکوہ مانیت شمع ہر مھل چونک آتش مادر جگر نہاں باشد
 اما چوں در بعض اوقات اہلہار سردہری یاراں موجب گرمی ہنگامت
 است کلمہ چند ازین مقولہ زبان کلک نظم سلک جاری می گردد

گوش کن تا اندکے از غم دے خالی کنم می توان یک جرعه خور و از جام لالہاں
 چہ واقع است کہ عزلت گزینان را ویہ مجوری بالمرہ از خاطر دوستاں
 فراموش شدہ اند و نام گوشہ گیران بیت الا حزان مفارقت بقول مطلق از
 التفات ہمدماں محو گردیدہ است ع دوستی کے آخر آمد دوستداراں چیدہ
 دیں مدت مدید ہرگز سواد کلمات مکتوبی از آں ملاذ کہ در چشم بصیرت محبت
 پرستماں جواہر سرمہ معنوی ہمانست باعث روشنی دیدہ ہجراں کشیدہ
 و بیاض صفحہ کتابتے از آں معاذ کہ در کیش شیدا یان اقلیم الفت مرہم کا فوری

روحانی عبارت از آلست الیتام بخش جرات ناسور دل اخلاص نزل
گردیدہ ۵

یک نگاہ گرم او گاہے بگاہ دل نشد برقی مایک دم چرخ کلبہ حاصل نشد
ہر چند بقدم تامل سراسر عرصہ آشنائی را طے می نماید بتقصیرے کہ موجب
استحقاق این ہمہ بے التفاتی باشد بر غنی خورد ۵

چرا آہوئے چشم وحشی جانان میدانن کہ من ہرگز بنودم در میاں آیا چہ یاد من
با وصف این مرتب ۵

نمی رنجم اگر از خاطر یاراں فراموشم کہ خود از بے شعوری کردہ ام گمراہ دہارا
مجلد از مفصل احوال شکستگی اشتغال این است کہ بخوی کہ شاید از افواہ و
مترددین این سمت مرفوع سمع شریف شدہ باشد در فرخندہ بنیاد بہ انقطاع از خلق
روزگار و قطع معاشرت مردم چہ بیگانہ و چہ خویش و تبار در چار دیوار نہاں نہا
عزت و در زاویہ کاشانہ گوش نشینی تنگن است چہ این معنی مکرر بہ تجربہ رسیدہ
کہ از صحبت ابنائے ایں عصر خرمضرت دنیوی و اخروی حاصل نیست از
اختلاط انسان صورتان اہرمن سیرت ایں زماں غیر از مکارہ روحانی چنانی
چیزے عاید ایں کس نمی شود قطعہ

نان جوین و خرقہ پشین آب شو سی پارہ کلام و حدیث پیمیری
یا نسخہ سہ چارز علمے کہ نافع است در دین نہ لغو بوسی و اثر بختی

بایک دوا آشنا کہ نیز ز دہ نیم جو در پیش چشم مہتشان ملک سجری
 زیر مردمان کہ دیوار ایشان خد کند در گوشہ ہنہاں شدہ نشیہ چینی
 ایں آن سعادت است کہ برے خد بر آب حیات درون ملک سکذری
 اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا ذِي الْإِلَهِ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ مترصد است کہ بخلاف
 ایام گزشتہ مخلصان صافی طویت را پیوستہ بہ اطلاع بخشی حقایق احوال خجستہ
 ممنون و مسرور فرمایند زیادہ کشت عافیت بزر باد۔



ولادت اور زمانہ تعلیم

سید رضی کے بڑے صاحبزادے سید ابوالقاسم کی ولادت ۱۶۶ھ ماراہ رمضان روزِ نیشنبہ مطابق ۱۸ جولائی ۱۲۵۷ء کو بلدہ حیدرآباد میں ہوئی۔ عمر کے پانچویں سال کے آغاز پر حسب دستور ان کی تسمیہ خوانی ہوئی اور اس کے بعد ان کے چچیرے بھائی سید جواد بن عبداللہ شوستری نے ان کی تعلیم کی ابتدا کی فارسی زبان ان کی مادری زبان تھی اس میں انھوں نے اپنی قوتِ آخذہ اور جدتِ طبع کی بدولت بہت جلد معمولی نوشتہ خواند سے گزر کر اعلیٰ قابلیت حاصل کی بعد ازاں سید رضی نے خود اپنے لڑکے کو عربی تعلیم دی بہت کم عرصہ میں عربی میں بھی انھوں نے بہت اچھی لیاقت پیدا کی۔ چنانچہ عربی کتاب پڑھ لینے اور بات چیت کرنے پر قادر ہونے کے علاوہ قلم برداشتہ عربی لکھنے میں بھی ہمارے حاصل کی ان کے رقعات میں بعض عربی بھی ہیں جن کے دیکھنے سے اُن کی اعلیٰ عربی بیست کا ثبوت ملتا ہے۔ مولوی ابوتراب فاضل سے فقہ کا مطالعہ کیا تعلیم سے فراغت حاصل کر کے بعد فارسی انشاء اور شاعری کے جانب رجوع ہوئے عین اس زمانہ میں جب کہ انھوں نے

لے غفران مآب کے عہد کے مشاہیر علماء سے گزرے ہیں زیارتِ حرمین الشریفین سے حیدرآباد تشریف لائے بعد انھوں نے سلسلہ تدریس قائم کیا اور اکثروں نے ان کے آگے زانوئے ادب طے کئے اکثر علوم کی مشہور کتابوں آپ نے ماشیے لکھے ہیں۔

تعلیم سے فراغت پائی اور عرصہ شباب میں قدم رکھے ان کے والد نے اپنی عزت گزینی کی وجہ سے اپنی جاگیر اور امور خانہ داری کا جملہ انتظام انہیں کے سپرد کر دیا ان انتظامات سے اگرچہ انہیں فرصت بہت کم ملتی تھی تاہم اس کے بعد جو کچھ بھی وقت لمبا بیکاری میں نہ رہا کرتے بلکہ علمی مشاغل میں گزارتے ان کو علاوہ اور علوم و فنون کے خصوصاً ریاضی میں خاص مہارت تھی اور اس زمانے میں جبکہ میر ابوالقاسم کی عمر تقریباً بائیس سال تھی۔ صمصام الملک کی مجلس میں ریاضی کے مسائل پیش اور حل ہوتے تھے اسی تقریب سے یہ بھی وقت نکال کر شریک مجلس ہوتے اور اکثر لوگوں پر ان مسائل ریاضی کے حل کرنے میں سبقت لیجاتے تھے۔ اسی وجہ سے صمصام الملک ان کو چاہنے لگے اور ان کی مجلس میں ان کی آمد و شد زیادہ ہو گئی۔

بعض اشخاص فطرتاً عاشق مزاج ہوتے ہیں اور بعض بتقاضائے سن عاشق مزاج بن جاتے ہیں میر عالم بچپن کے عاشق مزاج تھے اسی وجہ سے ان کی طبیعت کو شاعری

۱۔ صمصام الملک میر عبدالحی خان صاحب مآثر الامراء صمصام الدولہ شاہ نواز خان کے بڑے فرزند تھے ۱۱۸۱ھ میں اورنگ آباد میں پیدا ہوئے ۱۱۸۲ھ میں خطاب غانی و منصب سے اور ۱۱۸۳ھ میں صمصام الدولہ صمصام جنگ کے خطاب سے سرفراز ہوئے اور ۱۱۸۴ھ میں منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار و علم و تقارہ و ماہی مراتب و پالکی حمالہ دار اور خطاب صمصام الملک سے معزز و مباہی ہوئے ۱۱۹۶ھ میں قلعہ کولاس کے قریب وفات پائی۔ آدمی عالم فاضل اور علم دوست تھے ان کے والد کا ایک باغ یا قوت پورہ کے دروازے کے پاس ٹیشن کے جنوب مغربی سمت میں اور نالاب میر حلیہ کے بند کے شمالی رخ پر انہیں کے نام سے موسوم ہے جس میں ان کی قبر بھی موجود ہے باغ کی صورت اگرچہ اب باقی نہیں ہے، تاہم ہادلی اور مکان کے کھنڈر سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے زمانے میں اچھا بلوغ ہو گا۔

خاص لگاؤ تھا۔ جب یہ سن رشد کو پہنچے تو ان کی عاشق مزاجی دو آتشہ ہو گئی غنواں سنا
کی امنگ بھری طبیعت نے عاشقانہ شاعری کی طرف مائل کیا اور شعر و کلام میں رغبت پکپی
زیادہ ہوئی پُر درو اور پُر اثر اشعار کہنے لگے اس کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ میرا بوالقاسم نے
اصلاح سخن بھی کسی سے لی یا نہیں لیکن جتنا کلام ان کا دیکھنے میں آیا ہے اس سے استادانہ
انداز پائے جاتے ہیں اس فن میں ان کے کئی شاگرد بھی تھے جس کا ذکر آئندہ مناسب موقع
پر کیا جائیگا۔

ابتدائی ملازمت | یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ ان کی ملازمت کی سلسلہ جنابی اسی
شاعری سے ہوئی یعنی یہ کہ یوں تو جاگیر دار ہونے کی حیثیت سے درباردار الہامی میں
ان کی آمد و رفت تھی ہی لیکن ان کی قابلیت کا اظہار دیوان وقت اعظم الامراء سطوحا پر
نہیں ہوا تھا ایک دفعہ ان کی تعریف و توصیف میں چند شعر موزوں کئے اور ان کے خطہ
میں گزرنے وہ اعلیٰ درجہ کے مردم شناس اور اہل کمال کے قدردان و خواہشمند تھے
اشعار سے میرا بوالقاسم کی قابلیت کا اندازہ لگالیا اور بڑے ہی شوق سے ان کو اپنے
دربار میں روزانہ باریابی کی اجازت دی کچھ عرصہ بعد اپنی ذاتی قابلیت کی سفارش پر
یہ اعظم الامراء کے خاص منشی بنے خط خطا و رسل و رسائل کے مسودے وغیرہ کرتے اور
ان کے ملاحظہ میں پیش کرتے اس تجربہ کے بعد دیرینہ کار اعظم الامراء نے اس ہونہار
نوجوان کی لیاقت اور معاملہ فہمی کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کر لیا اور وہ ان کو کام کا آدمی

لے افسوس ہے کہ باوجود سعی و میلان ان اشعار کا کوئی پتہ نہیں چلا ورنہ ضرور ہدیہ قارئین کئے جاتے۔



تصویر میر عالم دیوان ریاست نظام (۱۲۱۹ھ تا ۱۲۲۳ھ)

چند رکانت پریس

سمجھنے لگے اور انھیں یقین ہو گیا کہ میرا ابوالقاسم ایک ایسا ہونہار نوجوان ہے جو علی امور ریاست اور پیچیدہ کاروبار ریاست کے سمجھنے اور سلجھانے کی خاص قابلیت رکھنے کے علاوہ ذمہ دارانہ خدمات کی انجام دہی کے لائق بھی ہے اس لئے وہ ایسے موقع کی تلاش میں تھے جس میں ان کا علی امتحان بھی ہو اور حوصلہ افزائی بھی۔

اس زمانے میں برنارڈ شکایات رعایا دریافت و تصفیہ معاملات کے لئے ایک صدر تعلقہ دار کے ہنگامی تقرر کی ضرورت داعی ہوئی اور اُس پر ارسطو جاہ کو موقع ملا کہ گاندھ سے میرا ابوالقاسم کے تقرر کی منظوری حاصل کی اور وہ اس اہم خدمت پر پہلے پہل مامور میرے عالم نے برسرِ موقع پہنچ کر ایسا انتظام کیا کہ رعایا کی بھی تشفی اور خوشنودی ہوئی اور بندگانِ عالی کی بھی۔

خدمت و کالت | اس حسن کارگزاری کا اثر ارسطو جاہ کے دل پر خوب ہوا اور جو غور و خوض نے اس کو محسوس فرمایا اور جب مدراس پریسڈنسی نے مسٹر ہالند کو ریزیڈنٹ بنا کر اس غرض سے حیدرآباد بھیجا کہ سرکارِ نظام اور انگریزی کمپنی کے مابین اتحاد قائم کریں تو اسی بنا پر عظیم الامور نے اعلیٰ حضرت سے معروضہ کر کے ان کو اپنے اور انگریزی سیفیر کے درمیان وکیل مقرر کیا۔ سیفیر انگریزی کا استقبال اور اس کی سربراہی وغیرہ بھی انہیں کے سپرد تھی۔ مسٹر ہالند کی آدبِ گلت جس طرح کی گئی اس کا اندازہ مسٹر جیمس مل کے اس مختصر جملہ سے ہوتا ہے۔

”بڑے اعزاز کے ساتھ اس (مسٹر ہالند) کا استقبال کیا گیا اور اس کو انگریزوں سے اتحاد

قائم کرنے کا حتمی اطمینان دلایا گیا۔“

علاوہ مسئلہ اتحاد کے جس امر کو طے کرنے کے لئے رزیڈنٹ موصوف آئے تھے وہ یہ تھا کہ
کے ذریعہ ملاحظہ ملازمان عالی میں گزرا۔

قیام اتحاد انگریزی | اگر اس امر کو جس کے تصفیہ کے رزیڈنٹ مذکور خواہاں تھے یہاں
تفصیلاً بیان کیا جائے تو قارئین بھی قیام اتحاد کے متعلق مفید معلومات حاصل کریں گے
صلابت جنگ کی طرف سے ۱۷۷۷ء میں سرکاران شمالی میں سے سکا کول اور
راجندری بعض خدمت فوجی فرانسیسیوں کے قبضہ و تصرف میں تھے جب انگریزوں
اور فرانسیسیوں میں جنگ چھڑی تو انگریزوں نے تمام سرکاران شمالی پر قبضہ کر لیا جن میں
سکا کول اور راجندری کے علاوہ ایلور، مصطفیٰ انگر (کنڈاپلی) اور متضی نگر (گنٹور) بھی
شامل تھے اس کی اطلاع صلابت جنگ کو ہوئی تو انھوں نے انگریزوں کو اپنے علاقے سے
بکال باہر کرنے کا ارادہ کیا ان کے اس تہیہ سے آگاہ ہو کر انگریزی کمپنی نے کرنیل فوڈ
ذریعے یہ درخواست کی کہ ان اضلاع کی سند جس طرح اور جن شرائط کے تحت فرانسیسیوں کو
دی گئی تھی اسی طرح ان کو دیدیجائے یہ درخواست پذیرا ہوئی، لیکن اس سند کی رو سے وہ
صرف سکا کول اور راجندری پر قبضہ کرنے کے مجاز تھے اور اس کے تحت ان پر ان شرائط
کی پابندی لازم آتی تھی جن پر ان کے قبل فرانسیسی کاربند تھے اور انگریز پورے علاقہ
پر بلا کسی شرط کے قابض رہنا چاہتے تھے تاکہ دکن کے اندرونی خطے کو سمندری تعلقات
منقطع کر کے فرانسیسی یا دوسری کسی یوروپین بحری طاقت کے اس راستے اندرون ملک

لے لیا کہ صرف اللہ و صلابت جنگ میں نظام مل جائے بلکہ باقی تھے جنہوں نے ملکہ نامہ جنگ شہید بلکہ خود ملکہاں قبل ہی استیفاء و قربانیا
سات سال ہجراتی کی ہے۔

داخل ہونے کا سد باب کر دیں اور اس کے علاوہ یہ کہ ایک ایسا مقام اپنے قبضہ میں رکھیں جو کلکتہ اور مدراس کے مقامی مرکزوں سے بین بین ہوتا کہ دونوں مقام کی گورنمنٹوں میں استدعا و دفعہ آمد و رفت میں بہولت کا باعث ہو ان امور کے مد نظر انھوں نے ہنڈشاہ غلیہ سے یہ معروضہ کیا کہ فرانسیسی کن کے ایک علاقہ پر بلا استرضاء ہنڈشاہ قابض ہو گئے تھے جس کو ان کے صوبہ دار وکن نے جائز قرار دیا تھا انگریزوں نے ان کو اس علاقہ سے باہر کر دیا ہے اس کا رگزاری اور وفاداری کے صلے میں یہ علاقہ سرکار ان شمالی انگریزی کمپنی کو بطور انعام عطا فرمایا جائے۔ یہ معروضہ منظور ہوا اور ۱۷۶۵ء میں اس کی سند عطا ہوئی شاہی سند تو انھوں نے حاصل کر لی لیکن قبضہ ایک عرصہ تک زیر تصفیہ رہا اس واسطے کہ جب صلاحتیں کے جانشین نظام علی خاں کو اس سند کی اطلاع ملی تو وہ یا تو ترک توں کی بناء پر یا اس بناء پر کہ ان کے مقبوضہ علاقہ میں سے ایک قطعہ ان کے قبضہ اختیار سے خارج ہو جائے گا قلیل میں فراہم ہوتے رہے اس زمانے میں جبکہ اودھر مرہٹوں کی اور اودھر حیدر علی کی قوت برسر ترقی تھی اس علاقہ پر جبراً قبضہ کر کے نظام سے مخالفت پیدا کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے اس لئے کمپنی نے جنرل کلاڈ کو بحیثیت سفیر نظام علی خاں کے پاس روانہ کیا کہ حکمت عملی سے اس علاقہ کو اپنے قبضہ قدرت میں لالیں۔ اس سفیر کے ذریعہ ایک عہد نامہ ۱۷۶۷ء میں طے پایا جس کے شرائط پر نظام نے یہ تصور کیا کہ بغیر کسی مزید صرفے یا کسی انتظام یا ممبر کے انھیں معقول فوج اپنے لئے مل گئی اور جس سال فوج کی ضرورت نہ ہوگی اس سال کی بابتہ ایک معتد بہ رقم ان سرکاروں پر بطور پیشکش انگریزی کمپنی سے مل جایا کریگی اور انگریزی

کھینچی کو اس سے وقتیہ فائدہ یہ حاصل ہوا کہ سرکاران شمالی کے عارضی قبضہ کے زمانے کے بقایا، محاصل کا جو دعویٰ نظام کو تھا وہ بالکلہ معاف کر دیا گیا اور سرکاران شمالی پر بلا مداخلت غیرے ان کا مستقل قبضہ ہو گیا۔ حقیقی فائدہ یہ ہوا کہ انھیں اس امر کی طرف سے ایک گونہ اطمینان ہو گیا کہ مقابلہ حیدر علی والی ریاست میسور نظام اپنے حلیفوں میں شریک ہو اس کے بعد ہی میسور کی ہم (۱۷۹۲ء) پر غفراں مآب انگریزوں کو مدد دینے نکلے لیکن چیدرا علی کی ریشہ دوانی سے وہ انگریزوں کا ساتھ چھوڑ کر ان کے ساتھ متفق ہو گئے ایک دو لڑائیوں کے بعد غفراں مآب انگریزی کھینچی سے صلح کرنے پر مجبور ہوئے اس واسطے کہ ترنا ملی کی جنگ میں شکست پانے کے علاوہ انگریزی فوج کے وزگل تک در آنے سے یہ اندیشہ تھا کہ حیدر آباد پر ان کا قبضہ ہو جائیگا۔ بہر حال نظام نے اپنے وزیر رکن الدولہ کو مدد اس بھیجا جنھوں نے وہاں پہنچ کر انگریزی گورنمنٹ سے ایک عہد نامہ طے کیا اور باہمی مصالحت ہو گئی اس کے ایک مہینے بعد انگریزوں کو یہ اطلاع ملی کہ بسالت جنگ (برادر نظام علی خاں) نے اپنی جاگیر گنٹور (مضی نگر) میں فرنسیسی فوج جمع کی ہے جو اپنے لئے آلات حرب موٹا پمپلی بندر کے ذریعے فراہم کر رہی ہے

اسے سرسوتی خاں نام۔ موٹا بجاری تھے۔ ان کے اب وجد ہدایت محی الدین خاں مظفر جنگ و غازی الدین خاں فیروز جنگ کی سرکاری مختلف خدمات انجام دیتے رہے غفراں مآب نے ان کو ابتدائی عہد میں چار ہزاری منصب اور علم و نقارہ اور اختتام خطاب سے سرفراز فرمایا اور ۱۷۹۳ء میں جب غفراں مآب تاخت پونہ سے واپس ہوئے تو ان کو خدمت دیوانی اور منصب ہفت ہزاری شش ہزار اور باہمی مراتب اور خطاب رکن الدولہ سے سرفراز کیا بارہ سال خدمات دیوانی انجام دیں آخر ۱۷۹۸ء میں ایک گادی کے ماتہ شہید ہوئے ان کی اولاد نہیں رہی البتہ ان کے بھائی شریف الملک کی اولاد کا سلسلہ معال قائم ہوئے اب شیر جنگ بہادر نواب جنگ بہادر انہیں کی یادگار ہیں اسے برائے عہد نامہ ۱۷۹۲ء طے پایا تھا کہ گنٹور کا علاقہ چونکہ بسالت جنگ کی جاگیر میں تھا اس لئے ان کے مین حیات انگریزی کھینچی اس پر قبضہ نہ کرے اسی وجہ سے یہ انھیں کے قبضہ میں تھا۔

اس پر انگریزوں نے ان سے مصالحت شروع کی اسی زمانے میں حیدر علی نے ان کے علاقہ پر حملہ کی دھمکی دی تھی۔ اس خطرے میں بابت جنگ نے انگریزوں سے قطعہ نہیں ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے انھوں نے اپنی فرانسیسی فوج درخواست کر دی اور اس کے منہ انگریزی فوج رکھ لی اور علاقہ گنٹوران کو اجارہ پر دیدیا۔ بابت جنگ کے ساتھ معاہدہ ہونے کی اطلاع ملنے پر نظام نہایت ناخوش ہوئے اس خیال سے کہ اس فوجی امداد سے ان کے بھائی (بابت جنگ) کے طاقتور ہو جانے کا امکان تھا اس کے علاوہ وہ اس وجہ سے بھی ناراض ہوئے کہ گورنر جنرل نے مسٹر ملیٹ سیفرنایگور کو ایک خط لکھا تھا جو نظام کے ملک سے بعض علاقے حاصل کرنے میں ناگور کے راجہ سے مصالحت کرنے اور اس کو مدد و سہ سے متعلق تھا۔ نظام کی اسی ناراضی کے زمانے میں مسٹر ہالند کو سیفرن کی حیثیت سے حیدر آباد بھیجا گیا تھا۔ تاکہ کمپنی کی رقی مشکلات کا عذر پیش کر کے بقایا میں کچھ کمی کرائیں اور اگر نظام ہربان نظر آئیں تو چند ایسے شرائط کے تحت جو معافی بقایا کا جواب ہو سکیں کل بقایا کو معاف کرائیں اگر اس سے انکار کیا جائے تو ان (ہالند) کو ہدایت کی گئی تھی کہ بقایا اور جارج ٹینک کی ادائیگی کی نسبت یہ اطمینان دلائیں کہ رقم جمع ہوتے ہی ادا کر دی جائیگی مسٹر ہالند نے حیدر آباد پہنچ کر یہ معلوم کیا کہ نظام نے فرانسیسی اس فوج کو جو بابت جنگ کے پاس سے برطرف ہوئی تھی اپنے پاس ملازم رکھ لیا ہے اس پر سے یہ بات پیدا کی کہ فرانسیسی فوج کی ملازمت اور ان کے طرز عمل کی نسبت پورا اطمینان دلانے کے بعد ٹینک کی ادائیگی جائیگی اس طرح

یہ سلسلہ زیر تصفیہ ہی رہ گیا اور سٹراٹلینڈ ریاست حیدرآباد اور اوس کے مختلف امراء و وزراء کے متعلق مفید مطلب معلومات فراہم کر کے واپس ہو گئے۔

اس وکالت میں میر ابوالقاسم کو اپنی قابلیت کے اظہار کا صرف اتنا موقع ملا کہ ادھر اعلیٰ حضرت اور مدار الہام کے احکام کو غور سے سن لیں سمجھ لیں اور ادھر سفیر انگریزی کے کانوں تک پہنچا دیں اور ادھر کے معروضے یہاں عرض کر دیں اس کام کے لئے معائنہ اور اوائے مطلب کی قابلیت خاص ہونی چاہئے جس سے میر ابوالقاسم متصف تھے کیا انھوں نے با حسن الوجہ اور بلا شکایت انجام دیا اور اسی خوبی نے ان کی آئندہ سفارت کے لئے سفارش کا کام دیا۔

خدمات سفارت

سفارت کلکتہ | سنہ ۱۸۷۷ء میں غفران آباد نے میر ابوالقاسم کو پانچ ہزار روپے ماہوار مقرر کی اور دو لاکھ روپے سفر خرچ دیکر کلکتہ کی سفارت پر گورنر جنرل ارل کوڑنوالس کے پاس روانہ فرمایا۔

یہ پانچ منصبدار (۱) عاقل اللہ (۲) عباس علی خاں نظام یار جنگ (۳) میر عبدالعزیز خان لہ ارل کوڑنوالس انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہندوستانی مقبوضات کے گورنر جنرل لارڈ ڈی لیک (۱۸۷۷ء) کے عہد میں عاقل اللہ میر علی گڑھ کے پچھیرے بھائی تھے ولایت خوسر سے یہاں آنے کے بعد انھوں نے یہیں شادی کر لی اس عقد ان کو ایک لڑکی شرف النساء بیگم نام ہوئی جس کو انھوں نے میر جہدی یا رفاں فرزند مرزا قاسم کے عقد میں دیا جس سے ایک لڑکی خیر النساء بیگم پیدا ہوئی اور وہ رنڈیٹ کرک پیاڑک حشمت جنگ سے خوب ہو گئی تھی اور سوجام کی دیوانی کے زمانے میں عاقل اللہ کو ایک جاگیر عطا ہوئی تھی جو ان کے بعد شرف النساء بیگم پر بحال ہوئی۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

(۴) غلام نبی خاں (۵) میر ابو تراب خاں انکے ہمراہ تھے اور اَلْقہ شلقتہ میں علاوہ بازار شکر کے سات زنجیر با تھی جن میں سے دو عماری ولے اور دو حوضہ ولے تین چار جامہ رکے اور سترہ بار بردار اونٹ اور ساٹھ سوار تھے میر ابو القاسم نے جگنا تھ پوری کی راہ اختیار کی اس سفارت کی غرض یہ تھی کہ انگریزی کمپنی کی پیشکش کے بقایا اور سرکار گنٹور کو حسب معاہدہ سابقہ تفویض کمپنی کرنے کے مسائل کا تصفیہ کیا جائے اس کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۹۳ء م ۹ ستمبر میں انگریزی کمپنی نے جو معاہدہ بابت جنگ سے کیا تھا وہ غفران کی اطلاع کے بغیر ہوا تھا اسی وجہ سے انھوں نے خیال کیا کہ ۱۸۱۶ء م ۶ ستمبر کا عہد نامہ فسخ و منسوخ ہو گیا جب ۱۹۶ء م ۱۱ ستمبر میں بابت جنگ نے وفات پائی اور انگریزوں نے بروئے عہد نامہ ۱۸۱۶ء م ۶ ستمبر سرکار گنٹور پر قبضہ کرنا چاہا تو اہلکاران نظام نے ۱۸۶۷ء کے عہد نامہ کے انفساخ کے تصور پر ان کی مزاحمت کی۔ پکتان کناوی کو کمپنی نے ۱۸۶۲ء م ۱۱ ستمبر میں بطور سفیر بھیجا کہ وہ سرکار مذکور کو نظام سے واپس لے اور جو خرچ کہ نظام کو واجب الوصول تھا اس کی تفتیح و حساب کرے کہ وہ خیر التوا میں پڑ گیا تھا۔ ضلع گنٹو کی

(بقیہ ماضیہ گزشتہ) ۳ میر عباس علی خاں نظام یا جنگیر کاظم علی کے صاحبزادے ہیں جو میر عالم کی خالہ کے بطن سے تھے اور اس موقع پر جب کہ منفرت منزل (سکندر جاہ) کی سالگرہ خاص کا جشن میر عالم کے باغ میں منایا گیا تھا یہاں تک کہ خطاب اور پنجزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت سے سرخراز ہوئے۔

۱۸۶۲ء م ۱۱ ستمبر کو پکتان کناوی ایک شخص ہے جو ۱۸۶۲ء م ۱۱ ستمبر میں حیدر آباد بھیجا گیا اور یہ وہ سرجان کناوی نہیں ہے جو ۱۸۶۹ء م ۱۲ ستمبر میں حیدر آباد میں رزیدنٹ تھے اور جن کا خطاب دلا در جنگ تھا۔

دایسی کا حکم اور عمل تو فوراً ہو گیا مگر تقابلاً خراج کا تصفیہ نہیں ہوا اور تبراضی طرفین اس کا فیصلہ گورنر جنرل کی رائے پر رکھا گیا اور اسی غرض کے لئے ابوالقاسم حکمتہ واند کو گئے اس سفر کی روئداد اور وہاں پہنچنے کے بعد کے واقعات میر عالم نے ارسطو جاہ کے نام کے خطوط میں تفصیل سے بطور روزنامہ لکھے ہیں۔ ہم کو جو خطوط ملے ہیں وہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۰۳ء سے بعد کے ہیں اس کے قبل کے حالات سفر ہدست نہیں ہوئے یا رخ مذکورہ کے خط میں لکھتے ہیں۔

واقعات و مراحل سفر گنگنام سے ایک مقام پر جو سرحد کنٹک میں واقع ہے منزل ہوئی اور اس کے دو منزل بعد دریائے شور کی شاخوں اور دلدل (جس کا عرف عام انھوں نے چور بالو بیاں کیا ہے) کی وجہ سے آدمیوں اور جانوروں کو بڑی تکلیف ہوئی اور گزر چلکا باجو بحر محیط کی ایک بڑی شلخ ہے اور ایسی وسیع کہ اس کو دیکھ کر قدرت حق کا شاہدہ ہوتا ہے پار ہو راجہ رام پنڈت تعلقہ ارکنٹک کو ایجا نگر سے اپنے آنے کی اطلاع دی گئی تھی اور راجہ رارایا سے اس کے نام خط بھی لکھایا گیا تھا اور سربراہی کے لئے گورنر جنرل کی طرف سے بھی خط پہنچے تھے باوجود اس کے کہ وہ اوڑیسہ کے اور راجاؤں کے ساتھ مشغول بہ پیکار تھا۔

تعلقہ ارگنڈر چلکا اور دوسرے تعلقہ اروں کو تاکید کی کہ دریاؤں کے عبور میں اور فزنی غلہ و ضروریات میں مدد دیں۔ اسی وجہ سے باوجود اس کے کہ علاقہ کنٹک میں سال حال قحط عظیم ہو گیا ہے اور دریاؤں بڑی بڑی حائل میں ہم کو سفر میں بڑا آرام ملا۔ دریائے چلکا کے عبور کے بعد یہ عجیب اتفاق پیش آیا کہ جتنے ادنیٰ ہمراہ تھے سب یک قلم ساکت و صامت ہو گئے پہلے تو توشیح ہوئی آخر معلوم ہوا کہ دریائے مذکور کے کنارے ایک قسم کا

چارہ ہوتا ہے جس کے کھانے سے اونٹ مست ہو جاتے ہیں اونٹوں کو علاج معالجے کی غرض سے دیہ میں چھوڑ کر اریہ کے چھکڑوں میں جگنا تھپوری کو روانہ ہوئے جو چلکے سے دو منزل پر ہے سرحد کٹک میں داخل ہونے کے وقت سے جگنا تھپوری پہنچنے تک دن کو احتیاط و خبرداری اور شب کو طلایہ اور ہوشیاری کے ساتھ منازل طے ہوتے رہے اس واسطے کہ اندنوں اس علاقہ کے راجاؤں کے قتلہ و فساد کی وجہ سے یہاں بے بسی پھیلی ہوئی ہے جگنا تھپوری میں چار روز قیام ہوا یہاں تمام اونٹوں کے منجملہ بارہ اونٹ چنگے ہو کر آئے اور ہم راجا رام پنڈت کے بھائی کی معرفت جو اپنے بھائی کے حکم ہماری ملاقات کے لئے آیا تھا چھکڑے کرایہ سے لیکر چار منزل میں کٹک پہنچے راستہ میں مسلسل دو رات ایک دن بے موسم بارش جاری رہی اس وجہ سے ایک مقام زائد کرنا پڑا۔

کٹک میں راجہ رام پنڈت کا لڑکا اور ان کا کارپرداز کوڑنگ راؤ اگر ملے اور راجہ رام پنڈت کا خط پہنچا یا جس میں اس نے اپنے نہ آنے کی معافی چاہی تھی اور سر انجام فتنہ معین شتر باردار جو پنڈت مذکور نے بھیجے تھے لائے۔

پھر باران رحمت الہی نازل ہوا اور چاروں طرف یکساں برستار ہوا پانچویں دن ابر کھلا اور اسی روز ہم نے کٹک سے کوچ کیا رخصت کے وقت پھر پنڈت مذکور کا لڑکا اور کارپرداز آئے اور دوستاریں اور چار تھان ملل کے اور ایک دو سالہ اور ایک تھان کنجاب کا بندہ کو اور تین تھان ملل کے اور تین دستاریں منصبداران مہاراجی کو توضع

کیس اور میں نے پنڈت کے لڑکے کو ایک خلعت بادلہ اور ایک تھان کخاب کا اوٹیک
دو سالہ دیا۔

بلدہ کٹک سے ہماندی کوٹکٹ اور کشتیوں میں عبور کیا گیا۔ یہ ندی بلحاظ وسعت
اسم باسملی ہے اس کی وسعت اسی سے معلوم ہو سکتی ہے کہ گذشتہ سال طغیانی کے
وقت یہ پانسو کروہ زمین پر محیط تھی اور عرض میں چلکا سے مل گئی ہے جو چھ منزل کے
فاصلہ پر ہے ملک کٹک میں جو قحط ہوا کرتا ہے اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ اس کی
طغیانی سے تمام ملک کی زراعت یک قلم غرقاب ہو جاتی ہے اس کو عبور کرنے کے بعد
بندر پالیسر کی طرف روانہ ہوئے بے موسم بارش کی وجہ سے جو قریباً ہر روز ہوتی رہی
مختصر مختصر کشتیوں پر بے حساب ندیاں عبور کی گئیں چنانچہ ایک دفعہ پانچ کوس کی ایک
نزل میں چار ندیاں ایک دن ایک رات میں پار ہوئے۔

جگنا تھ پوری سے لیکر بندر پالیسر تک جو قحط ہوا ہے اس کا بیان ممکن ہی نہیں
بے شمار انسان و حیوان تلف ہو گئے اور ہندو مسلمانوں کے کتنے ہی بچے فروخت ہو گئے
بہر حال ہم افضال الہی کے ساتھ بندر پالیسر پہنچے نزول باران رحمت جاری ہے۔
دو جا کے راستہ میں وہاں کے تعلقدار استقبال کو آئے اور سامان سربراہی لائے۔
میرے اُس خط کا جواب جو میں نے گجنام سے گورنر جنرل بہادر کو لکھا تھا بندر پالیسر
سے ایک منزل ادھر ملا۔ پالیسر سے چار منزل کے فاصلہ پر جاج پور میں میدنی پور کے
نوجدار کی طرف سے جو معتبر تعلقداروں سے ہیں مولوی سرفراز علی کی عرضی اس امر کی

آئی کہ وہ استقبال کے لئے جلسہ پہنچ گئے ہیں۔ بندر پالیسٹر کی انگریزی کوٹھی کے مختار کارمسٹر
 وجوہٹ کا خط اس مضمون کا پہنچا کہ بندہ کل مزاج کے سبب سے تبدیل آب و ہوا کے طوڑ
 چند روز سے جلسہ میں سکونت پذیر ہے استقبال کے لئے حاضر ہونے میں مجبوری ہے
 پیمبر نام میرا نائب پالیسٹر میں موجود ہے وہ خدمت عالی میں پہنچتا ہے اور تکمیل ضروریات و تقسیم
 خدمات میں حاضر و مگر مہنگا چنانچہ پالیسٹر پہنچنے کے روز تین کو اس آگے اگر اس نے استقبال کیا
 ایک اشرفی اور پانچ روپے نذر پیش کئے۔ بندہ نے حیدر آباد سے نکلنے کے وقت کلکتہ پہنچنے
 کمپنی وغیرہ کے لوگوں سے نذیر کہیں نہیں لیں راستے میں بعض کپتانوں نے بھی ایک ایک اور دو دو
 اشرفیاں نذر پیش کیں کسی سے نہیں لی گئی پیمبر کی نذر بھی قبول نہیں کی گئی صرف ہاتھ رکھا گیا۔
 بندر پالیسٹر پہنچنے کے بعد راجا رام پنڈت کا نائب مرار پنڈت ملاقات کے لئے آیا اور
 سامان ضیافت بھیجا اور پیمبر نائب بھی میوے اور ترکاری کی ڈالی اور مرغ اور بکری بھیجے اور ہر
 و فرمائش کی تعمیل کی، بارشس ابھی جاری ہے بندر پالیسٹر میں بھی ایک مقام ہوا۔

پالیسٹر سے تین منزل پر بندر پالیسٹر پہنچے یہاں مولوی سرفراز علی اور فتح علی بیگ
 تھانہ دار نے لوازم استقبال بجا لاکے پانچ پانچ روپے نذر پکڑے جو بدستور لئے نہیں گئے
 مگر جو کچھ اجناس ضیافت انھوں نے پیش کئے تھے اگر چیکہ وہ بہت زیادہ تھے تاہم اس
 خیال سے کہ اس کے لینے سے انکار کرنا ایک بات ہے قبول کرنے میں پس و پیش نہیں
 کیا گیا۔ مسٹر وجوہٹ دو تین انگریزوں کے ساتھ شب میں ملاقات کو آئے اور میوہ اور
 ترکاری کی ڈالی روانہ کی۔ دوسرے روز کوچ کر کے میدنی پور کی طرف راہی ہوئے منزل

کے بعد پھر باران رحمت علی الاتصال ایک شبانہ روز جاری رہا۔

میدنی پور سے سات کو س فاصلہ پر وہاں کا تعلقدار مسٹر پارویس نے جو حسب اہلئے گورنر جنرل ایک منزل پیشوا کر ٹھہرا ہوا تھا اور ایک منزل آگے آکر استقبال کیا اور ملاقات کر کے میدنی پور جانے کی اجازت چاہی اور شب میں روانہ ہو گیا۔ بندہ دوسرے دن پور پہنچا۔ تبدیل بار برداری کی وجہ سے ایک مقام ہوا یہاں نہ شکستہ توپ کی رسم ادا ہوئی۔ اور نہ میں نے انعام دیا۔

میدنی پور کے تعلقدار نے جلیسہ سے میدنی پور تک مکرر سرانجام ضیافت روانہ کیا یہاں کے تعلقدار محمد بیگ نے اپنی عدالت کے داروغہ کو جس کا منیب مرشد آباد میں رہتا ہے ہمارے ساتھ کر دیا دوسرے دن میدنی پور سے کوچ کر کے سات منزل میں ۱۱ رجا دی الثانی سنہ ۱۲۰۳ روز دوشنبہ کو دریائے گنگا کے کنارے پہنچے جس کو عبور کر کے شہر کلکتہ میں داخل ہوتے ہیں۔ راستہ میں بردوان کے راجہ اور تعلقدار نے خطوط اور وکلاء بھیجا اور بعض مقامات پر سامان ضیافت اور میوے کی ڈالی روانہ کی۔

کلکتہ کے پاس دریائے گنگا پر پہنچنے کے قبل میر عالم کو اطلاع ملی کہ عبور دریا کے کشتیاں بھیجی جا رہی ہیں اگر کشتیاں پہنچنے سے قبل آپ کنارے پہنچ جائیں تو کشتیاں کنارے پہنچنے تک آپ توقف کریں۔

کلکتہ کی گورنمنٹ کے دارالانشاء کے تعلقدار اور صدر مہرجم مسٹر چیری تھے ان کے دفتر میں سات منشی تھے ان میں سے ایک مسمی حمید خاں کو

لے اس سے معلوم تھا کہ اس نئے نئے علاقہ کے بحالی کے غیر کے ورد پر توپیں سطح سر کھجائی تھیں جس طرح کہ ریڈیٹ کے بعد پور جاری ریاستیں ۱۲

میر عالم کے استقبال کے لئے روانہ کیا گیا جو ان سے کوپل پور کے مقام پر آئے اور ترپٹن کے ایک پہرہ حفاظت کے لئے اور دوہر کارے راہنمائی کی غرض سے ان کے ہمراہ کئے گئے تھے اور منشی نے اس امر کی اطلاع بھی کی کہ کشتیاں اور بحرے آرہے ہیں اور خود میر عالم کے دریا سے پار ہونے کے لئے گورنر جنرل نے اپنے خاص کی کشتی فیل چہرہ بھیجنے کا حکم دیا ہے منشی مذکور دریا کے کنارے قیام گاہ تک ساتھ آکر ان کے وہاں اتر چکنے کے بعد رخصت ہوئے پنچشنبہ کو حسب قرار داد میر عالم دریا کے کنارے گنگا کو عبور کر کے اس حویلی میں جو ان کے قیام کے لئے تجویز ہوئی تھی فروکش ہوئے۔

عبور سے پیشتر استقبال کا مسئلہ میر عالم کے نزدیک بہت کھٹکا کہ ان کا استقبال محض ایک منشی کے ذریعے عمل میں آیا۔ حالانکہ انگریزی کمپنی کے جتنے سفیر حیدر آباد آئے ان کے اعزاز استقبال و مدارات میں بہت زیادہ کئے گئے اور انہیں خیال ہوا کہ اگر اس موقع پر خاموشی اختیار کی جائے تو آئندہ کے لئے عملدار آدمی ہی ہو جائیگا اور اصل مسئلہ کے تصفیہ میں بھی اس کا اثر بُرا بیٹھیکا۔ اس لئے اس مسئلہ پر روشنی ڈالنے کے لئے ایک خط مسٹر چیری کو لکھا۔ جس میں انھوں نے بتایا کہ مسٹر جانسن کے استقبال کیلئے نواب شمس الملک جیسے امیر باتو قیر شہر کے باہر تک آکر اپنے ہمراہ حضور کی ملازمت میں لے گئے اور دولاور جنگ

لے شمس الملک محمد فخر الدین خان، شیخ ابوالخیر خان شکوہ آبادی کے پوتے تھے اور ابوالفتح خاں تنج جنگ کے صاحبزادے جن سے غفران آباد کی صاحبزادی بشیر النساء بیگم منسوب تھیں صاحب پائیگاہ تھے اور امیران پائیگاہ حالہ۔
نواب معین الدولہ بہادر، نواب سلطان الملک بہادر، اور نواب لطف الدولہ بہادر کے (تیسری اور چوتھی پشتیں)
جلال محمد تھے۔

مٹر کنوی کے استقبال کے لئے باوجود اس کے کہ میر عالم کا انتخاب ہو چکا تھا اس کو موٹ کر کے انھوں نے یہ مشورہ دیا کہ سرکارِ دولتدار کے مدارِ الہامِ عظیم الامراء کے فرزندِ اجمہد سیف الملک استقبال کے لئے بیرونِ شہر تک تشریف لیجائیں اور اسی پر عمل ہوا اس کے بعد یہ خوش ظاہر کی کہ مٹر چیری مع کونسل دویم اپنی فروگاہ تک آکر ان کو لیجائیں۔ اس خط کا جو کچھ جواب مٹر چیری نے لکھا وہ تو معلوم ہو سکا لیکن اس کے بعد منشی حمید خان میر عالم کے پاس آئے اور ان کے ذریعہ جو کچھ معلوم کیا گیا میر عالم کے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے۔

”منشی حمید خان نے زبانی بھی مٹر چیری کے مطالب کو تفصیل کے ساتھ دہرایا مختصر یہ کہ صاحبانِ کونسل صرف دو ہیں جن کو کثرتِ کار کی وجہ سے مطلق فرصت نہیں خارجاً معلوم ہوا کہ چونکہ مٹر کنوی اور میر محمد حسین (منشی رزڈنٹ) نے تفصیلات حضور (غفرانِ مآ) اور عنایات حضرت (ارسطو جاہ) سے جو مجھ مورِ ضعیف (میر عالم) پر مبذول ہیں۔ اطلاع نہیں کی ہے۔ مٹر چیری نے یہاں (کلکتہ) کے بعض مغر زین سے میرے احوال دریافت کئے اور جب ان کو میری کیفیت اور میرے والد مرحوم کے حال سے آگاہی ہوئی کہ وہ شجاع اللہ کی صوبہ داری کے زمانے میں وہاں تشریف رکھتے تھے اور ان کے لوگوں نے جو میرے والد اور ان کے تعلقات سے واقف تھے امر واقعہ سے اطلاع دی تو منشی حمید خان میرے استقبال کے لئے بھیجا انھیں بجا نہیں معلوم ہوا“

”منشی صاحب موصوف سے زبانی کہا گیا کہ صورتِ حال دو امور سے خالی نہیں یا تو کپنی میں رسمِ استقبال کا دستور ہے یا نہیں ہے اگر نہیں ہے تو اس کا بجالانا ہی ضرور

نہیں ہے اور اگر ہے تو آئینِ نیاستہ کے ساتھ اور اسی رتبہ سے جس سے کہ سرکارِ دوام
 میں کمپنی کے ایلچیوں کے ساتھ عمل ہوتا ہے بجالانا چاہئے لیکن اس کا کوئی جواب نہیں
 آیا۔ آخر ۱۳ رجادی الثانی کو گورنر جنرل کے حکم پر مسٹر چیری استقبال کے لئے نہیں بلکہ ملاقات
 کے لئے آئے اور رسمِ استقبال موقوف ہی رہی اور ملاقات میں کمالِ انسانیت کے ساتھ
 معذرت چاہی اور یہ بیان کیا کہ کلکتہ پہنچنے پر گورنر جنرل خود لو ازمِ احترام و اعزاز بجالائیں گے
 مسٹر چیری نہایت ذہین اور فارسی اور ہندی زبانوں میں ماہر ہیں اور چونکہ میرا
 گورنر جنرل کے درمیان ترجمان ہی ہیں اس لئے میں نے ان کی بڑی مالیفِ قلب کی اور رست
 کے وقت ان کو بیغہ و سرسبند اور خلعت بادلہ کار چوبی اور دو سالہ اور کنخاب کا تھان دیا
 لیکن انھوں نے صرف کنخاب کا تھان لیا باقی کے لئے معذرت چاہی۔

چودھویں تاریخِ پنجشنبہ کے دن میں نے صبح ہی اپنا سامان روانہ کر دیا۔ پہر دن چڑھا
 مسٹر چیری آئے اور مجھ سے مل کر واپس ہوئے اور کنارے پر میرے سامان کے اُتارنے
 کا اہتمام کرتے رہے گورنر جنرل نے اپنے خاصہ کی کشتی فیل چہرہ میرے لئے بھیجی تھی وہ
 آنسو کی بنی ہوئی تھی اس کے اوپر ایک سائبان بطور بنگلہ عماری تھا۔ مسٹر چیری نے
 مجھے اپنے ہمراہی منصبداروں کے ساتھ اس پر سوار کرایا اور خود بھی اس میں سوار ہو گئے
 کشتی چلی۔ ملاح گاتے بجاتے ہماری کشتی کو کھینے لگے جب میں دوسرے کنارے پہنچا تو
 میں نے اپنی کشتی کے ملاحوں کو ایک سو روپیہ انعام دیا اس واسطے کہ کشتی خاصہ کی تھی
 اور بینک گورنر جنرل کے سوا کسی اور شخص کی سواری میں نہیں آئی تھی اور باقی اور

کشتیوں اور بحروں کے ملاحوں کو پچیس روپیہ دئے۔“

میر عالم کا دروہ کلکتہ میں اور ”کشتی سے اتر کر میں پالکی میں سوار ہوا اور پالکی گورنر جنرل کے محل
ارل کورنوالس سے پہلی ملاقات کی طرف بڑھی۔ مسٹر چیری تھوڑی دور ساتھ رہ کر آگے بڑھے اور

جب میں گورنر جنرل کی ڈیوڑھی پہنچا تو وہ واپس آئے اور اُس بالا خانے کے دروازے
جس میں گورنر جنرل کا اجلاس ہوتا ہے پالکی کو اتار کر گورنر جنرل نے اپنے رفیق کرنل اس کو
پالکی تک استقبال کے لئے بھیجا مسٹر چیری نے اُن سے تعارف کرایا اس کے بعد ہم دروازہ
میں داخل ہو کر سیڑھیاں چڑھنے لگے ابھی سیڑھیاں ختم نہیں ہوئی تھیں کہ گورنر جنرل سے
چار چشمی ہوئی جو معاہدہ اپنی کرسی سے اٹھ کر اپنے در والان کو طے کر کے پیشوا آئے ان کے آنے
تک میں بھی زینہ طے کر چکا تھا لب زینہ معانقہ ہوا اس کے بعد میرا ہاتھ گرمجوشی کے ساتھ
اپنے ہاتھ میں لیکر اپنا کمال اشتیاق ظاہر کیا اور مزاج پُرسی کی اور اپنے ہمراہ لجا کر محل ایک
لابی کرسی پر جو وسط میں رکھی ہوئی تھی اپنے برابر بٹھایا اور خیریت مزاج بندگانِ عالی دریاہ
اور حضور سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کر کے کہا کہ اگر مسافت بعید مانع نہ ہوتی تو خود ملاقات
کے لئے آتے اور اس کے بعد راستہ کے احوال اور اپنے علاقہ داروں کے انتظام سربزہا
کے متعلق دریافت کرتے رہے جس کے متعلق بندہ نے بیان کیا کہ بہ افضال جناب الہی اور
بہ اقبال حضرت بندگانِ عالی آمادہ سے طے مسافت اور آپ کی ملاقات سے سفر کے رنج و
تعب کی تلافی ہوئی اور جیسی کچھ گرمجوشی اور شگفتگی انھوں نے ظاہر کی ایسی ہی میں نے بھی کی

اس کے بعد خود کھڑے ہو کر اپنے اعیان و انصار کو باکرہ ایک کا تعارف کرایا اور ان کو میرے ہمراہی منصبداروں کے تحت بٹھلایا۔ اسی تعارف کے دوران میں انھوں نے کہا کہ میں نے آپ کے دوست مسٹر جانسن کو بھی بلوایا تھا لیکن شدت بیماری کے باعث وہ آنے سکے اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ عنایت نامہ حضور اور تحفے جو میں نے اپنے ہمراہ لائے ہیں ہیں لائے جائیں گے یا خلوت میں جواب ملا کہ مکتوب حضور خلوت میں لیا جائیگا چنانچہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے خلوت میں جو اسی بالا خانے پر جائے نشست سے متصل تھا آئے اور اپنی رسم کے موافق اس مکان کے دروازے کو ایک کنجی سے جو اپنے حبیب میں رکھا کرتے ہیں بند کر لیا۔ وہاں کرسیوں پر بیٹھنے کے بعد عنایت نامہ میں نے دست بستہ دیا۔ اور حضور کی جانب سے دعائے شوق پہنچائی۔ انھوں نے مسٹر چیری کو عنایت نامہ دیا اور مجھ سے کہا کہ حضور سے جو مجھے اشتیاق و اتحاد ہے وہ خارج از بیان ہے اور نیز جو اشتیاق اور دوستی کہ مجھے نواب اعظم الامرا بہادر سے ہے وہ بہت زیادہ ہے میں نے کہا کہ حضور کا غلبہ اشتیاق اور خیر اندیشی ہی ہے کہ مجھے بخلاف رسم سرکار یہاں آپ کے پاس روانہ فرمایا گیا۔“

اس کے بعد میر عالم نے اس امر پر اپنی محبت کا اظہار کیا ہے کہ اظہار اشتیاق و گرمجوشی میں خود انھوں نے سبقت کیوں نہ کی اسی سلسلہ میں اسطو جاہ کی جانب سے سلام پہنچا کے یہ ظاہر کیا کہ جس طرح سرکار کپنی کی خیر خواہی کے سوائے کوئی اور ذاتی یا

لہ اس سے شاید سوز یا کچھ مراد ہے۔

نفسانی غرض گور زجنرل کے مطمح نظر نہیں ہے اسی طرح ارسطو جاہ کا بھی حال ہے اور اسی مناسبت طبعیت کے اعتبار سے ان کو بھی گور زجنرل سے غائبانہ اشتیاق و محبت پیدا ہو گئی ہے۔ گور زجنرل نے اس کے بعد ان تحفوں کو لینے سے معافی مانگی جو حضور نے اُن کے لئے روانہ فرمائے تھے لیکن میر عالم کے بڑے اصرار پر انھوں نے اس کو برنر تمام لوگوں کے روبرو لینے کا اقرار کیا۔ اس کے بعد دونوں خلوت سے باہر آئے اور میر عالم نے اجناس تحفہ منگوائے اور گور زجنرل کے ملاحظہ میں لائے جن میں سے شمشیر اور کٹار کو لیکر وہ بہت خوش ہوئے۔ تحایف میں بقیہ اشیاء حسب ذیل تھیں۔

جینغ مع سرتیج دو رقم۔ کنٹھی مروارید مع دھلنگی الماس ایک رقم۔ خلعت بادلہ و کارچوبی پانچ پارچہ۔ کنخاب ایک تھان۔ دو شالہ ایک زوج۔ ہاتھی ایک زنجیر۔ گھوڑا ایک راس۔

انھوں نے ان کو لیتے ہوئے اس امر کا اظہار کیا کہ میں ان تحفوں کو محض غلط بندگانی قبول کرتا ہوں۔“

اس کے بعد گور زجنرل نے وعدہ کیا کہ وہ دوسرے روز پھر دن چڑھے میر عالم کی فرود گاہ پر آئیں گے اور اپنے ہاتھ سے عطر و پاندان ان کے اور ان کے ہمراہیوں کے آگے بڑھائے اور تالاب فرش شایعت کی اور معانقہ کر کے رخصت ہوئے اور بعد ملاقات توپوں کی شلک سر ہوئی۔ میر عالم واپس ہو کر اس مکان میں جو ان کے قیام کے لئے مقرر کیا گیا تھا فروکش ہوئے۔

دوسرے روز حسب وعدہ گورنر جنرل وادیکو آئے وہ چوکرٹے میں سوار تھے۔

ان کی خواہی میں کرنل راس اور سٹرچیری تھے اور دوسرے ہمراہی عہدہ دار اور گاڑیوں میں تھے پچاس سو بھرنیلہ گھوڑوں پر ہم کاب تھے۔

اس ملاقات میں میر عالم سے قلعہ اور اس کے سلاح خانے اور شہر کی سیر کی فرمائش کی گئی جس کو انھوں نے قبول کیا اور انھوں نے اشتیاق ملاقات و محبت کی تمہید کے ساتھ بند گانہ عالی اور ارسطو جاہ کی تصویریں اس عنایت نامہ کے ساتھ جوان تصویروں کے ہمراہ اسی باب میں لکھا گیا تھا گورنر جنرل کو دیں وہ ان کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے اس کے بعد عطر و پاندان دیا گیا واپسی علی میں آئی۔

۱۷ ارجادی الثانی ۱۲۸۷ھ سے اصل مسئلہ کے متعلق سوال و جواب آغاز ہوئے اور قریباً چار مہینے تک میر عالم اور ارل کورنوالس کے مابین گفت و شنود ہوتی رہی جس کی تفصیلی اطلاعیں میر عالم وقتاً فوقتاً اپنے خطوط کے ذریعے ارسطو جاہ کو کرتے رہے۔ فی الآخر ماہ شوال ۱۲۸۷ھ مطابق جولائی ۱۸۷۹ء میں بقایا بے شکیش کی بالاقساط ادائیگی اور آئینہ اور امور کو جان کنوی کے ذریعے طے کرنے کی قرارداد کر کے وہ براہ بنارس و ناگپور حیدر آباد واپس ہوئے۔ واپسی کے وقت ارل کورنوالس نے میر عالم کو سر بیچ اور جیفہ ایک زوج اور ایک رقم کنٹھی اور سات پارچے خلعت اور ایک ایک قبضہ شمشیر اور سپر ایک منزل پالکی اور ایک زنجیر یاد فیل عنایت کیا۔

واپسی اور خطاب | وہ ۲۶ رجاوی الاول سنہ ۱۲۰۳ کو بلدہ پہنچے اور اسی مہینے کی سلخ کو حضور میں باریاب ہوئے ارل کورنوالس کا خط اور اس کے ساتھ بقایائے شکیش کی باتہ نو لاکھ سولہ ہزار چھ سو پینسٹھ روپے گیارہ آنے کی تین ہنڈیاں اور قیمتی جواہر اور تحفے تحایف ملاحظہ میں گزرنے اور مورد الطاف شاہی ہوئے اسی سلسلے میں میر عالم خطاب پایا اور پنہزاری ذات دوہنرا علم و تقارہ و پالکی جھالردار اور خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئے اور ان کے فرزند میر رضی کو میر دوران خطاب ملا۔

اس سفارت میں جو کچھ سوال جواب ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ میر عالم کو اپنے ملک و مالک کے حقوق کا کیا کچھ خیال تھا ان کے تفصیلی دلائل و مباحث جو انہوں نے اس موقع پر گورنر جنرل کورنوالس کے پاس پیش کئے ہیں ان کے قوت استدلال و قابلیت مناظرہ پر کافی روشنی پڑتی ہے جو اصحاب ان امور کو تفصیل سے معلوم کرنا چاہتے ہوں وہ رقعات میر عالم کے اس نسخے کو ملاحظہ کریں جس کو ہم نے خاص طور پر اصل سودا سے مرتب و شائع کیا ہے۔

دوران قیام میں پانچ باریہ ارل کورنوالس کے نیگلے پر گئے اور پانچ ہی بار ارضا ان کی فرودگاہ پر آئے ان دس ملاقاتوں میں گورنر جنرل میر عالم سے اس قدر خوش ہوئے کہ وہ اعلیٰ حضرت کو یہ لکھنا چاہتے تھے کہ سفارت کا جہدہ میر ابو القاسم اور ان کی اولاد و انھاد کے لئے مخصوص کر دیا جائے مگر میر عالم نے ان کو اس سے باز رکھا اور کہا کہ بنگالی مختاریں جس کو چاہیں یہ خدمت دیں ارل صاحب کی یہ تحریک بھی تالیف قلب کی قبیل سے

تھی تاکہ میرے عالم کو اس طرح اپنا بنالیں۔

سائل سفارت پر ازل کو نو اس کا جواب

اس سفارت میں جو مسائل طے ہوئے اس کا اظہار کروں گا
نے اپنے ایک خط میں کیا ہے جو عہد نامہ کی حیثیت رکھتا ہے

اور میرے عالم کے ذریعہ بندگان عالی کے پاس روانہ کیا گیا اس کے مضامین کی تفصیل انگریزی گورنمنٹ نے اپنے اوپر فرض گردانی جن امور کا تصفیہ اس میں ہوا ہے وہ ارل صاحب ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:-

”سابقہ ۱۸۸۱ء کے عہد نامہ کے مطابق نظام نے سرکار گنٹور کو تفویض کمپنی نہیں کیا اور کمپنی نے پیشکش ان کو نہیں دیا۔ نظام چونکہ ان دنوں امور اہم میں مصروف تھے اس لئے کمپنی نے اس معاملہ میں نہ کوئی تحریک کی اور نہ کوئی پیروی جب نظام فارغ ہوئے تو ریڈنٹ کو بھیجا گیا۔ تاکہ سرکار گنٹور کی تفویض کے متعلق کپتان کناوی نظام کو توجہ دلائے اور سرکار ان شمالی کی پیشکش کی بابت نظام کو اطمینان اور یقین دلائیں کہ کمپنی واجباً تقاضا پیشکش نظام کو ادا کر دیگی اور آئندہ بھی بروقت ادا کرتی رہے گی جب نظام نے سپردگی گنٹور حکم جاری کر کے دوستی و وفاداری کا ثبوت دیا ہے تو کمپنی بھی ان سے مراسم معیشتی اور ان مضامین عہد نامہ پر جن کے معنی غیر معین اور جن کے مطالب صاف نہ تھے ہم نے میرا ہوا القاسم کے ساتھ گفتگو کی اور میرا ہمارا درباب داخل کرنے ضمانت کے اور مفعول کرنا جزو سرکار ان شمالی کا (ادائی بقاء پیشکش کے اطمینان کے لئے) جو میرا ہوا القاسم نے بیان کیا تھا واجب تھا کیونکہ اس امر کے واسطے ہماری رائے میں ایسا نڈاری قوم انگریزی مفعول ہے“

نظام نے تجدید عہد نامہ کی خواہش کی تھی اس کے متعلق ارل کو زوالس نے لکھا کہ:۔
 ”ہم نے اکثر موقع پر کپتان کناوی کی معرفت اور میر ابو القاسم کی زبانی اور شروع تحریر
 ہذا میں بیان کیا ہے کہ میرا مقصد ارادہ یہ ہے کہ عہد نامہ ۱۷۶۸ء ع م اللہ کی تعمیل ہو اور
 ہمیشہ آپ کے ساتھ دوستی اور اتحاد قائم رہے اور آپ کو بھی میرے بیان سے اور نیز
 تصریح شرائط پیچیدہ سے جو میں نے کی ہے یقین ہوا ہو گا کہ میں تصفیہ ہر ایک امر کا بنیاد صدا
 و صفا پر کرتا ہوں مگر یہاں ہم کو بلحاظ بحث میر ابو القاسم یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب
 کوئی وجہ قوی عہد نامہ جدید کے لئے ظاہر نہ ہو اس وقت تک ہمارے ملک کے آئین
 اور انگلستان کے شاہ و کچینی کے احکام اور نیز ایمان اور حرمت م انگریزی مانع تجدید عہد
 نامہ ہیں اس لئے تبدیلی عہد نامہ مذکور کو ہم نے قبول نہیں کیا اگرچہ یہ منظور نہیں کیا گیا تاہم آپ
 ہمارے اس اختیار کے لحاظ سے جو شاہ اور انگریزی پارلیمنٹ سے ہم کو حاصل ہے
 اس میری تحریر کو بطور عہد نامہ تصور کریں کیونکہ یہ چھٹی منظورہ کونسل ہے اور اس سے زیادہ
 تصریح کے لئے میں آپ کو میر ابو القاسم کی زبان پر حوالہ کرتا ہوں جس کو میں نے اس
 تمام گفتگو میں آپ کا وفادار صادق اور آگاہ اور خیر خواہ ملازم مقبر اور معتمد تصور کیا ہے
 اور اس کو اختیار حاصل ہے کہ کوئی عہد نامہ جس سے فائدہ سرکارین متصور ہو انعقاد کرے۔“
 میر ابو القاسم بہت نازک موقع پر سفیر کی حیثیت سے کلکتہ گئے تھے اس زمانے میں
 نظام کو تین طرف سے خطرہ تھا۔ شمالی اور مغربی طرف سے مرہٹوں کا اور جنوبی سمت سے
 ٹیپو سلطان کا۔ مرہٹوں کے ساتھ تو ایک عرصہ سے مخالفت چلی آرہی تھی اور ٹیپو سلطان

بالکل حال میں مخالفت پیدا ہو گئی تھی۔ ان دونوں سے سربراہ ہونے کے لئے نظام کو ضرورت تھا کہ کسی تیسری قوت کے ساتھ متفق ہو جائے انھوں نے فرانسیسیوں کی نظر دہرائی تو انھیں معلوم ہوا کہ وہ ڈیپو سلطان کے زیر اثر ہیں اور جو کچھ فرانسیسی فوج ان کے پاس ملازم تھی اس سے خود وہ مطمئن نہیں تھے اور اس کے علاوہ گزشتہ انگریزی فرانسیسی جنگ کے بعد سے ہندوستان میں فرانسیسیوں کی قوت اس قدر کم زور ہو گئی تھی کہ ایسی زبردست ریاستوں کے مقابلے کے لئے ان سے امداد کی توقع رکھنا محض بیکار تھا اس لئے نظام اور ادن کے وزیر اعظم کو اسی میں سہولت نظر آئی کہ انگریزوں کے ساتھ قدیمی رشتہ اتحاد کو اور مضبوط کر لیا جائے اور اسی بناء پر بعض اس کے کہ فسخ معاہدہ (۱۷۶۴ء) کی وجہ سے اور مقررہ پیشکش کو بروقت ادا نہ کر کے مدتوں بقایا رکھنے کی علت میں قبضہ گنطور کی نسبت انگریزی کمپنی کو ٹھکا سا جواب دیدیا جاتا صاحب منشاء تصفیہ اور اتحاد قائم کرنے کی غرض سے ایک سفارت کلکتہ بھیجی گئی۔ ظاہر ہے کہ ان اغراض کے تحت جو سفارت قائم ہوئی ہو اس کو اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے کن امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہوگی یہ زمانہ وہ زمانہ ہے جبکہ انگریزی کمپنی جس کا مطلع نظر ابتدا محض جلب منفعت تھا ملک گیری کی جنگوں میں حصہ لیکر اتنے خسارے میں آ گئی تھی کہ اس کو اتنا کثیر روپیہ پیشکش کے طور پر نظام کو ادا کرنا نہایت گراں تھا۔ ایسی صورت میں سیف کا طرز عمل یہی ہو سکتا تھا کہ اہل کمپنی کو اپنے بقایا کی طرف سے اتنا تنگ پکڑے کہ وہ آسان شرائط پر ان کا اتحاد منظور کر لیں اور یہی میر عالم نے کیا۔

سرکاران شمالی کا تصفیہ آخر | یہی سرکاران شمالی جن کے متعلق اتنے مباحث و مناظرے

ہوئے اور مصارف عظیم برداشت کئے گئے۔ آخر ۱۸۶۷ء میں انگریزی ریاست میں قطعی طور پر شامل ہو گئے ان اضلاع پر حیثیت مالکانہ قابض ہونے کا جو تخیل اہالیان کمپنی کی ہوا تھا اس کا ذکر ہم نے قیام اتحاد کے عنوان کے تحت کر دیا ہے اس نوبت پر میر عالم کے ذریعے تفویض سرکار اور شپکیش کی نسبت جو تصفیہ ہوا وہ ان کے (اہالیان کمپنی) کے حسب دلخواہ نہیں تصور ہو سکتا تھا اس واسطے کہ انگریزی کمپنی کے قبضہ میں ان سرکاران کے عطا کی شاہی سند موجود تھی اور ان کے نزدیک اس سند کے ہوتے اس حصہ ملک کے قبضہ کی بابت کسی خراج یا شپکیش کا ادا کرنا بے ضرورت تھا اور قطع نظر اس کے اس خطہ پر نظام کے مالکانہ حقوق رہنے کی وجہ سے یہ توقع ہو سکتی تھی کہ کسی زمانے میں وہ اس کے دعویدار ہوں گے اور وہ یہ بھی تصور کرتے تھے کہ اس علاقہ سے نظام کے قبضہ کا انتزاع اُسی زمانے میں ہو چکا تھا جب کہ وہ فرانسیسیوں کے تصرف میں تھا اور ان کے پاس سے انگریزی کمپنی نے اپنے قبض و تصرف میں لایا تھا ایسی صورت میں نظام کے حقوق شاہی کو تسلیم کرتے ہوئے شپکیش ادا کرنا اپنی فوقیت (Suzerainty) منولنے کے منافی نظر آتا تھا ان امور کی بناء پر وہ چاہتے تھے کہ اس برائے نام تعلق کو بھی نظام سے نکال لیں اور اس طرح ہی کے زمانہ میں اس کے متعلق گفت و شنید شروع کر دی لیکن اس کا تصفیہ آخر اہالیان کمپنی نے میر عالم کے ہمدیوانی میں کیا۔ اور اس طریقہ سے ریڈنٹ کرک پیارٹک نے اپنا ذاتی عناد جو ان کو ایک خاص وجہ سے (جس کا ذکر انھیں اوراق میں کیا گیا ہے) ان کے ساتھ

پیدا ہو گیا تھا نکال لیا۔ اس کی تحریک کے متعلق معلوم یہ ہوتا ہے کہ کمپنی کے ساتھ اتحاد و شرکت کے مفاد و استحسان اور غفران مآب کا طرز عمل بتاتے ہوئے کی گئی تھی لیکن میرے عالم نے اس کو ٹالنے کی کوشش کی مگر یہ ممکن نہیں تھا کہ کمپنی اپنے مقاصد اہم کو نظر انداز کر دیتی۔ آخر یہ تحریک جن امور کے مدنظر اور جن اعتراضات کے ارتقاء کے بعد درجہ پذیرائی کو پہنچی سر جارج بارلو باریٹ گورنر جنرل ہند کے ۲۵ اکتوبر ۱۸۶۱ء کے خط موسومہ سکندر جاہ کی عبارت ذیل سے ظاہر ہوتی ہے:-

”از روئے ہر مہمہ کہ در آں بشرکت طرفین باقدام نمودہ شد ملک و جائداد جدیداً ملکہ و جائداد قدیم دولت آصفیہ شامل گردند و قصد زیادہ طلبی و ضبط و تکتسیر اختیار آں والاقتد در میان ممالک سامی و احتلال حقوق موروثی آں عالیشان از طرف ایں سرکار بھیج نوع بعمل نیامدہ است بلکہ ہر گاہ آں والا قدر بذن نظر ابرا از ایں کہ فوائد استحکام بنیاد یگانگی و اتحاد فیما بین دولتین آچہ در سرکار سامی عاید گردیدہ بر صغیر خاطر اشتقاق مظاہر ہیچہ درجہ شرف انتقاس و ارتسام یافتہ است و چشکیش سالانہ بابتہ سیکا کول و غیرہ بطوع و رغبت معاف و مرفوع القلم فرمودہ بودند اہالی ایں سرکار تقلیل حاصل سرکار آں والا قدر و حصر و ایت و صد گرامی مطلق منظور نہ داشتہ لوازم استعذار عدم اقبال امر مجوزہ اعنی معاف و مرفوع القلم شد و جب قراری فرمایند اور وہ بودند.....“

ہمدانہ پٹنل اور میسور کی تہنیک | اس زمانے میں میسور سلطان نے اس خیال سے کہ دکن میں حیدر آباد اسلامی اور سب سے بڑی ریاست ہے اس سے اگر اتحاد قائم کر لیا جائے تو پھر

کوئی اور طاقت ایسی نہیں رہتی جو ان کا مقابلہ کر سکے اپنے وکیل محمد غیاث کو حیدر آباد بھیجا تاکہ وہ حضور نظام سے مل کر ٹیپو سلطان کے ساتھ سمدھادے کے رشتہ اتحاد کے قیام کی تحریک کرے لیکن یہ پیغام اس امر کے اظہار کے ساتھ کہ نظام ایک اونی نائیک کے ساتھ قربت قائم نہیں کر سکتے مسترد کر دیا گیا۔ اس کے بعد کچھ ایسے اسباب پیدا ہوتے گئے کہ نظام ٹیپو کا اتحاد قائم نہ ہو سکا چنانچہ لارڈ کورنوالس کے ایک خط مؤسوسہ میر عالم کے دیکھنے سے ٹیپو سلطان کے خلاف ایک جذبہ پیدا ہوتا ہے خواہ اس کی کوئی اصلیت ہو یا نہ ہو۔ ہم یہاں اس خط کے ایک حصہ کو نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں جس سے امرند کو رصاف ظاہر ہوتا ہے۔

”و شاہد صدق مقال آں ہر باں یکے این ست کہ ہر گاہ دلاور جنگ (کپتن جانجی)

پیام تصیم عزم پر خاش با ٹیپو و درخواست شرکت از نواب آصفیاد بہادر دریں مہم نمود
نواب اعظم الامراء بہادر محض بیاس دوستی دوستدار دریں مقدمہ چناں سعی فرمودند کہ ہر وقت
بظہور آمد با دیگر مراتب رسیدن و کلائے ٹیپو نایک ہمراہ فرستادہ ہلے سرکار و رو بکار آورد

پیغام اقرار نامہ مجدد و شاق آمدن کلمات ایشاں و رونیا فتن آں ہا در حضور چہرہ وصول
افروختہ مسرور و بہ مراتب مرقومہ مطلع ساخت از مضمون خطوط مرسلہ

آں ہریان و دلاور جنگ بہادر بہ اطلاع ایں جانب رسیدہ است بالفعل کہ احوال زمانہ
باین قسم ظاہر و ہموید اصدائے سلسلہ دوستی و یگانگت فیما بین گوش گزار ہر یک از امیران

لے نایک ایک مختصر پیادہ فوج کا جہد ہے ٹیپو سلطان کے دادا اسی جہد پر مامور تھے اور باپ اسی جہد سے ترقی کر کے
سلطنت میسور کے مالک بنے تھے۔

ایں دیار گردید و بفضل ایزد سبحانہ یوٹا فوٹو غریو این اتفاقات و گلیانگ ایں مواساتہ نگنبد
دوار و تخت ارض می رسد و میپو نایک پلیت و بدینیت خود و مزاج بے ایسانی و نقض عہد ہر
منودہ در خاطر سرکار کمپنی انگریز بہادر و نواب آصفیاء بہادر و پنڈت پردھان پیشوا صاحب بہا
خضم و معاند و برہمن اینت و آرام خلایق و مستدعی تصرف مملکت رؤسان نواح متصور
گردیدہ باشد در جنین وقت نظر بر پاس مراتب حقوق سرکار کمپنی انگریز بہادر و برائے پیشتر
پیش ہنہاد خواطر ہر یک از شریکان داشتن و کلائے او در حضور نواب آصفیاء بہادر خیلے ایبا
و نامناسب بنا بر آں ایں جانب از راہ خیر خواہی سرکار نواب آصفیاء بہادر و لمجاظار اوہ مصمم
خود در انصرام ہر تدبیر اینکہ شمل بر کامیابی مطالبات متعلقہ وقت باشد در رخصت و کلائے
مستصلح می گردد و بوجہ از بودن و سوال و جواب نمودن آہنہا آنجا خدا نخواستہ حرف
سررشتہ دوستی و رفاقت فیما بین نواب صاحب و نواب آصفیاء بہادر و ایں جانب در آید۔
اس استرداد پیام سے متاثر ہو کر ٹیپو سلطان نے اپنی فوجوں کو علاقہ بند گانغالی
کی طرف حرکت دی اور مالک محروسہ کے جنوبی علاقوں پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کے سننے
کے بعد غفران مآب ٹیپو سلطان کے مقابلے کے لئے انگریزوں سے تجدید معاہدہ کی طرف
مائل ہوئے اور او دھر انگریز یہ چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان کو شکست دینے کے لئے نظام
اتفاق کر لیں پس غفران مآب کے حکم پر اسطو جاہ نے میر عالم کے ذریعہ کمپنی کو تحریک کی
جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میر عالم اور سرجان کنادی کے ذریعہ ایک عہد نامہ ۱۷۹۹ء ع ۱۲۰۴ھ
میں مابین سرکار و ولتدار و عظمت مدار بمقام پانگل طے پایا جس کے شرائط یہ تھے:-

جنگ کے لئے نظام انگریزی گورنمنٹ کو دس ہزار سوار دیں گے جن کا خرچ انگریز گورنمنٹ اٹھائیں گی اور ملک مفتوحہ فریقین پر علی التوئیہ تقسیم ہوگا انگریزوں نے اس عہد نامہ میں مرہٹوں کو بھی شامل کر لیا جس سے غرض یہ تھی کہ ٹیپو سلطان مرہٹوں کے ساتھ اتحاد قائم کر کے اور قوی ہو جائیں۔ ان کے آس پاس کی قوتوں میں سے انگریز اور نظام اور مرہٹے ان کے مخالف تھے اور فرانسیسی ہندوستان میں اتنے قوی نہ تھے کہ ان کا کوئی لحاظ رکھا جاتا بعد میں البتہ ٹیپو سلطان نے راست فریخ حکومت سے سلسلہ جنابانی کی جو میسور کی چوتھی جنگ کی وجہ تحریک قرار پائی اب ٹیپو سلطان اپنی فرانسیسی فوج کے ساتھ تہارہ گئے لیکن قبل اس کے کہ ٹیپو سلطان کے مقابلے پر متحدین کی فوجیں نکلتیں بعض اور شرائط کا طے ہونا بنگالہ کے عہدہ داروں کے نزدیک ضروری تھا اس لئے منجانب نظام اسطو جاہ نے میر عالم کے ذریعے حسب ذیل عہد نامہ انگریزی رزٹنٹ کے پاس روانہ کیا:-

”قول و قرار دوستی و اتحاد برائے دفع دشمن یعنی ٹیپو فیما بین سرکار کمپنی انگریز و سرکار قوۃ مستطاب معلیٰ انقاب نواب آصف جاہ بہادر صوبہ دار ملک دکن و سرکار پیشوا سوائی مادھوراؤ نراین پنڈت پر دھان بہادر معرفت احترام الدولہ کمپن جان کنوی بہادر دلاور جنگ بموجب اختیار و اقتدار کہ از طرف گورنر جنرل اہل کار نوالس بہادر کہ برائے انصرام و انتظام جمیع امور

۱۔ یہ نامہ عہد نامہ جات مرتبہ کمپنیز میں شریک اور طبع نہیں ہوا ہے چنانچہ بنگالہ سے فوج بھیجنے کی نیت ایک عہد نامہ سن ۱۸۱۷ میں ہوا ہے اس کی شرط خیم میں جو والدہ دج ہے (یکھو ایچ پی سنس ٹری ٹریز طبع سوم جلد ۱ صفحہ ۳۰) وہ اسی عہد نامہ کی دوسری شرط سے متعلق ہے یہ ممکن نہیں کہ عہد نامہ مذکور مرتبہ جہد نامہ جات کو بدست نہ ہو پھر نہیں معلوم کہ کن وجوہ کی بناء پر یہ عہد نامہ جات مذکور میں داخل و شامل نہ ہو سکا۔

در تمام باد در بند و ستان متعلقه کمپنی انگلیز بہادر از جانب پادشاہ جم جاہ و پارلنٹ گریٹ
 مامور اند بہ بہادر موصوف مفوض گشتہ بموجب دفعات ذیل بعل آمد ہر سہ سرکار بر آں ثابت
 مستقل خواهند بود و شرایط مندرجہ آں بلا تفاوت از ہر سہ سرکار بعل خواهد آمد۔

دفعہ اول۔ ہر سہ عہد نامہ ہائے سابق کہ از صلابت جنگ مرحوم معرفت کرنیل فریڈ
 در ۱۸۶۱ء عیسوی و از نواب علی القاب نواب آصف جاہ بہادر معرفت جنرل کلیو در ۱۸۶۶ء عیسوی و معرفت
 کارپردازان چیناپٹن در ۱۸۶۸ء عیسوی تحریر یافتہ و مکاتبہ گورنر جنرل اہل کار نوالس بہادر مرقوم
 ہفتم ماہ جولائی ۱۸۶۹ء کہ بجائے عہد نامہ چہارم است بحال و برقرار مگر آں دفعات کہ از
 عہد نامہ حال بوجہ دیگر انتظام یافتہ باشد دوستی دایمی نسلاً بعد نسل فیما بین ہر یک از طرفین
 و قائم مقام طرفین بموجب عہد نامہ ہائے سابق بحال و برقرار۔

دفعہ دوم ویکم ٹیپو باہر سہ سرکار باوجودیکہ عہد داشت نقض عہد باہر سہ سرکار نمود
 ازین سبب ایس ہر سہ سرداران متفق شدہ عزم نمودہ حتی المقدور بنیہ اعلیٰ آرند کہ آئندہ برائے
 بد عہدی کردن در دوطاقت نتواند ماند و چون ہر سہ سرکار در ایس ہم شریک اند ملکہ کہ ازین
 ہم بتصرف در آید مع آمدنی آں از وقت تصرف باخراین و دفاین معتد بہ میان کمپنی و نواب
 علی القاب و راؤ پنڈت پردھان کہ پنڈت معز برائے شرکت درین ہم و مامور کردن فجے
 معقول اقرار نمودہ اند نہ حصہ مساوی مناسب سرحد ملک ہر یک تقسیم خواهد یافت مگر تعلقات
 پالیگیران مرقومہ دفعہ دہم از عہد نامہ فیما بین کمپنی و راؤ پنڈت پردھان کہ معرفت مٹرالٹ قرار
 یافتہ و بحضور نواب علی القاب فرستادہ شدہ و باز ازین جارفتہ اگر بصلحت شرکت داخل تقسیم
 شد

مستثنیٰ از ملک متصرفہ مذکورہ است افواج نواب معلی القاب و راؤ پنڈت پردھان و ملک متین
داخل شدہ شروع جنگ و تخیر خواهند کرد اگر پیش از آن انگریز ملک از ٹیپو خلاص کنانند در آن
حصہ ہر دوسرا نیست۔

دفعہ سیوم۔ بولکلا، ہر سہ شرکا، برائے حاضر بودن پیش افواج ہر سہ کہ بر سر این مہم باشند
پروا نگي شود و نظر بر این کہ شرکا، را موافقت و اتحاد دلی ہمہ گیر ہمیشہ بحال و برقرار ماند قرار یافتہ
کہ در صورتی کہ فیما بین دو شریک تکرارے بمیاں آید شریک سیوم کفیل باشد کہ فیما بین ہر دو
شریک واسطہ شدہ حتی المقدور سعی و کوشش نماید کہ تکرار مذکور را از روئے واجبہ یزیدیل دستی
رفع سازد۔

دفعہ چہارم۔ بیچ کس از شرکا، بیچ سوال و جواب علیحدہ با ٹیپو نماید بلکہ ہر چہ بیچایے
از طرف ٹیپو پیش کئے بیا یڈاں کس اطلاع بدیگراں بدہد و مصالحہ با ٹیپو بے استرضائے ہر
شرکا، عمل نیاید۔

دفعہ پنجم۔ اگر ٹیپو بعد مصالحہ بلکہ قدیم یا جدید از سرکار کمپنی یا سرکار نواب
معلی القاب یا سرکار راؤ پنڈت پردھان مصدر خلل و فساد گرد دینے ہر گاہ ابتداء خلل و فساد
از طرف ٹیپو باشد ہر یک از شرکا، حفاظت و حراست ملک ہمہ گیر از اذیت و بدعت او کفیل
خواہد بود و درخواست اخراجات حفاظت از ہمہ گیر نخواہند نمود۔

دفعہ ششم۔ تعلقات مقبوضہ و متصرفہ ہر سہ سرکار و مقبوضہ و متصرفہ رنقا، و توسلا
ہر سہ سرکار کہ ہر یک از شرکا، بموجب دفعہ صدر کفیل حفاظت تعلقات مذکورہ خواہند بود و اسامی

آں تعلقات بعد انجام مہم مفصل نوشتہ شود۔

دفعہ ہفتم۔ ایں عہد نامہ کہ مشتمل بر ہفت دفعات است نواب معلی القاب نزد راؤ پنڈت پردھان دلاور جنگ نزد مسٹر مالٹ برائے اطلاع ہر دو معفر خواہند فرستاد بعد از آں دو قطعہ مزین بہرہ و دستخط نواب معلی القاب پیش گورنر جنرل اہل کارنوالس بہادر فرستاد گورنر جنرل موصوف در عرضہ چہل و پنج روز یک قطعہ را بہرہ و دستخط خود کردہ پیش دلاور جنگ بہادر واپس خواہند فرستاد کہ بہادر موصوف تفویض نواب آصف جاہ خواہند نمود و قطعہ دویم را در دفتر کچینی داخل خواہند کرد و تا رسیدن قطعہ مہری و دستخطی گورنر جنرل موصوف دلاور جنگ بہادر قطعہ مہری و دستخطی خود را از نواب معلی القاب واپس خواہند گرفت۔“

اس تہ نامہ کے مسودے کو کپتن جان کناوی نے گورنر جنرل کے پاس منظوری کے لئے روانہ کیا جس نے بہت کچھ حک و فک کے بعد اس کو منظور کیا اور چونکہ اس کے دفعہ دوم کی اصلاح کو گورنر جنرل نے پنڈت پردھان پیشوا کی رضامندی کی شرط سے منظور کیا تھا اس کو پیشوا کے پاس بھیجا گیا وہاں سے واپس آنے پر تکمیل پایا۔ اس عہد نامہ کی تکمیل کے بعد ایک اور معاہدہ اس امر پر طے پایا کہ ملک ٹیپو سلطان پر حملہ کرنے کے لئے منجانب نظام انگریزی فوج کو بنگالہ سے طلب کیا جائے جس کے دفعہ پنجم میں عہد نامہ مذکورہ کے دفعہ دوم کا حوالہ ان الفاظ میں دیا گیا ہے :-

”آچہ غنیمت بدست جمعیت پٹالن ہلے مذکور آید داخل سرکار بندگان عالی خواہد شد سوائے خزانہ و دواخانہ معتد بہ کہ بموجب دفعہ دویم عہد نامہ میان ہر سہ شرکا تقسیم خواہد یافت“

ان معاہدوں کے تکمیل پانے کے بعد ۱۷۹۱ء میں متحدین کی فوجیں لگے بڑھیں۔
 بنگلور پر معرکہ ٹھیرا اس جنگ میں نظام کی طرف سے ان کے صاحبزادے سکندر جاہ شریکیت
 جنگ ہوئے اور ان کے ہمراہ رکاب بڑے بڑے امرا تھے جن میں ارسطو جاہ اور اوج کے
 صاحبزادے سیف الملک شیر الدلہ مرتضیٰ یار خاں معروف بہ مالی میاں، یا معالی میاں اور
 میر عالم بھی تھے۔ بقول صاحب حدیقۃ العالم ایک دفعہ لارڈ گورنر جنرل نے ٹیپو سلطان کے
 لشکر پر شبخون مارا اس کے بعد ہی ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۰۶ھ ۱۳ فروری ۱۷۹۲ء رات کے
 وقت ٹیپو سلطان نے غلام علی خاں اور رضا علی خاں کو بطور سفیر صلح افواج مخالفین کی طرف
 روانہ کیا یہ عید گاہ کے قریب اترے جہاں ان کے لئے ڈیرے نصب کئے گئے تھے
 اسی صبح کو ڈیرہ پہرہ چڑھے میر عالم اور دلاور جنگ سر جان کنادی اور بجاجی پنڈت
 ان سے ملے اور صلح کی گفت و شنید ہوئی آخر وکلا ٹیپو سلطان صلح کی پیش کردہ شرائط پر راضی
 ہوئے اور وعدہ کیا کہ انھیں شرائط پر اپنے آقا ٹیپو سلطان کو بھی راضی کر لیں گے اور
 خیموں کو چھوڑ کر اپنے آقا کی طرف گئے اور ان کو سمجھا بجا کر شرائط ذیل پر راضی کر لیا۔

(۱) تینوں لشکر کے سرداروں کو تین کروڑ روپیہ نقد دیں۔

(۲) اپنے مقبوضہ ملک کا نصف حصہ ان تینوں فریق کو دیدیں۔

(۳) ادائی رقم مشروط اور ملک کی واگذاشت تک اپنے لڑکوں کو بطور ریغمال ان کے

حوالہ کر دیں۔

ٹیپو سلطان نے ان شرائط کو قبول کر کے صلح نامہ پر دستخط و مہر تصدیق کر دی اس کی رو سے سترہ لاکھ سولہ ہزار پگوڈا محاصل کا ملک نظام کو ملا۔ تکمیل صلح نامہ کے بعد میر علی سکندر جاہ بہادر کے ہمراہ رکاب پانگل کی طرف واپس ہوئے جہاں غفراں مآب آغا جنگ سے اس وقت تک ٹھہرے ہوئے تھے اور ۱۲ رمضان المبارک کو وہاں پہنچ کر حضور کی ہجو سے شرف اندوز ہوئے۔ اس صلح میں جو علاقہ ممالک محروسہ میں شامل ہوا اس کے بندوبست و عمل دخل کے احکام میر علی کو ملے وہ ایک مرکزی مقام قرار دیکر وہاں پہنچے اور اپنے عہدہ داروں کو ہر سمت میں بندوبست کے لئے روانہ کیا جن میں راجہ چند لال کارنگ جنگ مستقیم الدولہ - عبدالعزیز خاں بھی تھے۔ اس سمت کے بعض زمیندار (مثلاً راجہ انا گو ندی زمیندار کنگ گیری و کارنگی وغیرہ) غلط فہمی سے سرکار نظام کے ان عہدہ داروں سے برسر پیکار ہوئے لیکن معمولی لڑائیوں میں ہی وہ سب راہ راست پر آگئے کوئی جنگ طرک نہیں کھڑی کی جنگ کے آباء اس کی تیاری اور ایک عرصہ کی علالت کے بعد ۱۲۹۲ھ میں انتقال ہو گیا

اس واقعہ سے اعظم الامراء حواس باختہ ہو گئے ایسے موقع میں جبکہ بعض معاملات میں مرہٹوں اور نظام کے مابین تعلقات میں کشیدگی کے آثار نمایاں ہو رہے تھے مدارالہام ریاست کی یہ حالت نامناسب تھی اس لئے میر علی نے حضور میں عرض کی کہ مدارالہام کے اصلاح مزاج کی کوئی تدبیر کرنی چاہئے تاکہ پیش پا افتادہ معاملات کی یکسوئی بہ احسن الوجوہ ہو سکے

علی حضرت نے انھیں سے علاج پوچھا۔ انھوں نے یہ تدبیر بتائی کہ پیر و مرشد اپنے کسی صاحبزادے کو

ان کے آغوش میں دیدیں تو اس عنایت و سرفرازی کی خوشی سے ان کا مداوا ہو جائیگا پس
 اعلیٰ حضرت نے اسطو جاہ کو یاد کر کے دل دلا سہ دیا اور سر پیچ مرصع اور ایک فرد شال کی مرمت
 فرمائی اور اس کے ساتھ اپنے سب سے چھوٹے صاحبزادے میر جہانگیر علیخان ظفر خاں سلطان الدین
 رئیس الملک سلیمان جاہ بہادر کو (جن کا سن چھ مہینے چھ دن تھا) اعظم الامرا کی زبردست بلنامہ
 (جو مشیر الدولہ مالی میاں کی حقیقی والدہ تھیں) کے آغوش میں دیدیا۔ اس سرفرازی سے اعظم الامرا
 کے حواس بجا ہوئے اور رنج و غم فی الجملہ دور ہوا اور وہ اس قابل ہوئے کہ ریاست کے
 معاملات میں عموماً اور مرہٹوں کے معاملہ میں خصوصاً دلچسپی لیں۔ سرکار نظام اور پیشوا کے باہمی
 معاملات کی یکسوئی پیشوا کے وکلاء کے ذریعہ ہوتی نظر نہ آئی تو بندگان عالی نے اودھر میر عالم کو
 پونہ کی سفارت پر روانہ فرمایا اور ادھر فرج کی تہذیب و ترتیب کے احکام اسطو جاہ کو دئے
 بعض تاریخوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سر دیکھی اور چوتھ کی بابت مرہٹوں اور نظام میں ایک صحت
 سے تکرار چلی آرہی تھی اس کو رفع کرنے کی خاطر میر عالم پونہ بھیجے گئے تھے لیکن تاریخ حقیقۃ العالم
 میں اصل معاملہ کو مخفی رکھنے کی کوشش کی گئی ہے چنانچہ اس میں خود میر عالم کے الفاظ ہیں
 اس سفر کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ :-

”وایں دولت خواہ کہ پیشیں ازیں حسب الحکم حضور برائے درستی بعض امور بہ تو“

رفتہ بود سعی مشکور از آنجا معاودت نمودہ بتیانخ چہار دہم شہر مزبور احراز شرف

لے یہ اعظم الامرا کے انتقال کے بعد ان کی تمام جائداد کے اکثر و بیشتر حصہ پر قابض و تصرف مجھے اودان کے بعد وہ تمام علاقہ و جائداد غرضاً
 میں داخل ہو گئی ۱۱ لے اسکی نسبت حیدر آباد افیسر کے ٹولٹ کا خیال ہے کہ اس موقع پر اہل ٹولٹ حقیقۃ العالم پونہ گیا ہے کہ میر عالم
 (جن کے نام وہ تاریخ مشہور ہو گئی ہے) لیکن خیال غلط ہے بعض ایسے خطوط ماری نظر سے گزرے ہیں جن کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے
 کہ میر عالم نے پونہ کے سفر سے غلط فہمی میں یا ان کو اس سفر میں لکھے گئے ہیں کہ غلط نظر ایک غلط ایسا بھی ہمارا دیکھنے میں آیا ہے جس میں میر عالم نے
 اپنے سفر و سفارت کی اطلاع گورنر جنرل مرزا کو کی ہے ۱۲

ملازمت کردہ مورد عنایات خداوند نعمت گشتہ دراجہ شام راج و رگھوتم راؤنیر
درآں روز بہ آستان بوسی مباہی شدند۔“

اس موقع پر ممکن تھا کہ صریحاً ”بنا بر تصفیہ سر دیسمی وادائے چوتھ“ لکھا جاتا۔ اس طرز تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض امور ایسے بھی تھے جن کا پوشیدہ رکھنا باعتبار اصول سیاست لازم تھا ہم جہاں تک غور کرتے ہیں کوئی امر ایسا نہیں معلوم ہوتا جو اس طرح خفیہ رکھے جانے کے قابل ہو چونکہ میر عالم کے اس سفارت پر روانہ ہونے کے بعد ہی کھڑے کی جنگ آغاز ہوئی ہے اس لئے قیاس یہ ہوتا ہے کہ اگر اس جنگ کے اسباب پر نظر ڈالی جائے تو ممکن ہے کہ اس سفارت کے تمام یا بعض اغراض پر روشنی پڑے۔ لیکن اس طرف توجہ کرنے سے اور زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ اس جنگ کے اسباب پر بھی کسی مورخ نے تفصیلی روشنی نہیں ڈالی ہے اس معاملہ میں اس عصر کی تاریخیں ایک دوسرے کا خلاصہ معلوم ہوتی ہیں۔ ان میں سے تزک آصفیہ اور حقیقہ العالم محض محاسبہ چوتھ اور سر دیسمی کی طرف اشارہ کرتے ہیں گرانٹ ڈف نے اپنی تاریخ برطانیہ آف دی مرہٹا میں کھڑے کی جنگ کا ذکر کسی قدر تفصیل سے کیا ہے اس کے اسباب میں یہ بیان کرتے ہیں کہ مرہٹوں کو نظام کے بعض علاقے کی سر دیسمی اور چوتھ کی رقم کے متعلق برطانیہ سے مطالبہ تھا اور اسی طرح نظام کو مرہٹوں سے بعض مطالبے تھے جن کے تصفیہ کی نسبت نظام کا خیال تھا کہ میور کی جنگ کے بعد کوئی ثالث مقرر کیا جائیگا۔ اور چاہتے یہ تھے کہ تصفیہ کا دار و مدار انگریزوں پر رکھا جائے لیکن جنگ کے بعد جب کارنوالس کی مجوزہ ٹریٹی آف (۱۷۹۲ء) اعلیٰ گورنمنٹ سے منظور نہ ہوئی جس کی رو سے کمپنی دیسی ریاستوں کے معاملات میں

مجاز مداخلت ہو سکتی تھی۔ تو سر جان شور نے بحیثیت گورنر جنرل نظام اور مرہٹوں کے درمیان مداخلت سے صراحتاً انکار کر دیا۔ اس کے بعد مرہٹوں کے وکلاء جو دربار نظام میں تصفیہ مطالبات کے خواہاں ہوئے جن کے ساتھ دارالہمام (اوسط جاہ) نے برسرِ دربار تہذیب کی ادیرہی وجہ تحریک جنگ ہوئی۔

سفارت پونہ | میر عالم عین اس زمانے میں جبکہ انگریز مداخلت سے انکار کر رہے تھے پونہ کی سفارت پر روانہ ہوئے اس سے یہ قیاس قائم کیا جاسکتا ہے کہ نظام چاہتے تھے کہ اپنا شیر پونہ دربار میں بھیج کر معاملات کا تصفیہ کر لیں یا یہ کہ میر عالم چونکہ اکثر انگریزی عہدہ داروں سے شناسائی رکھتے تھے اور پونہ دربار میں انگریزی عہدہ دار سٹریٹلٹ رزیڈنٹ کی حیثیت سے موجود تھے اس لئے ان کے ذریعے وہ ادھر اور یہاں حیدر آباد کے رزیڈنٹ سر جان کنڈوی کے ذریعہ سے گورنر جنرل پر اس معاملہ میں مدد دینے کے لئے زور ڈالیں چنانچہ سر جان کنڈوی کے ایک مراسلہ سے اس کا اظہار ہوتا ہے جس نے اپنے یکم جنوری ۱۸۹۲ء کے ایک مراسلہ میں گورنر جنرل کو اس امر کی جانب توجہ دلائی تھی کہ نظام بوجہ اس کے کہ مرہٹوں کے خطرے میں ہیں انگریزوں کے ساتھ مصالحت پر آمادہ ہیں اس موقع کو ہاتھ کر لیا جائے تو اس سے ان کے مالک انگریزوں کے زیر اثر آجانے کی توقع ہے میر عالم ہی کو سفیر بنا کر پونہ بھیجنے کی وجہ ان کے ایک خط سے جواہر لال نے سر جان شور کو لکھا ہے یہ معلوم ہوتی ہے کہ راولپنڈی پر دھان کے سربراہ کا عہدہ داروں نے

لے کاروائس کے ولایت جانے پر سر جان شور گورنر جنرل مقرر ہوئے تھے جو ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۱ء تک (۴۵ سالہ) اس خدمت پر رہے اور بعد میں لارڈ ٹین ہوئے۔

یہ استدعا کی تھی کہ میرے عالم اس سفارت پر نامزد کئے جائیں چنانچہ اس خط کی عبارت یہ ہے
 ”..... دیس دلا برائے تنقیح معاملات فیما بین کہ بہ حسب اشتراک سرکار عالی و راؤ پٹنڈا

پردھان از قدیم الایام بعلت اقہ چہارم و سر دیکھی را و موصوف ہمیشہ از ہر دو سرکار و بکار شیخ و
 از حضور پر نور رخصت مخلص بر طبق استدعائے کارپردازان را و موصوف حاصل گردید
 انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب روانہ آں طرف می گردد.....“

بہر حال میرے عالم کے اس سفارت کے واقعات کی تفصیل معلوم نہیں ہوتی جو کچھ حالات
 اس سفر کے معلوم ہوتے ہیں وہ ان کے لکھے ہوئے اور ان کے موسومہ خطوط سے معلوم ہوتے
 اور اس طرح جتنے معلومات بھی فراہم ہو سکے یہ ہیں کہ میرے عالم ۱۲۰۰ کی عید الضحیٰ کے بعد اس
 سفارت پر حیدرآباد سے راہی ہوئے ان کے ہمراہ فوج کا ایک گارڈ موسیٰ جام متیس کی کمرنگی
 میں تھا اور راجہ شامراج اور راجہ رگھوتم راؤ ان کے شریک سفارت تھے لیکن وہ میرے عالم کے
 بعد بلدہ سے روانہ کئے گئے تھے جو ان سے ۲۸ ذیحجہ کو پونہ سے قریب ملحق ہوئے ۲۲ ذیحجہ کو
 وہ دریائے بھیمرا کے کنارے پہنچے اور پیر گانوں کے گھاٹ سے ۲۵ ذیحجہ کو دریا عبور کیا۔
 ۲۹ ذیحجہ کو سرداران مرہٹہ اور پٹنڈا پردھان سے ملاقات کی مسٹر مالٹ (انگریزی رزیڈنٹ
 مقیم پونہ) سے صرف یہ اطلاع ملی کہ کارپردازان ریاست مرہٹہ نے میرے عالم کے وہاں پہنچنے
 قبل امرابہ البحث کے متعلق دوستانہ تحریک کا آغاز کر دیا تھا جسکی تفصیل نہ میرے عالم کے کسی خط سے
 معلوم ہوتی ہے نہ حیدرآباد کے رزیڈنٹ کے کسی خط سے اور نہ ہم اس کو صحیح باور کر سکتے ہیں اس
 کہ اگر دوستانہ تحریک کا آغاز ہو جاتا تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ جنگ چھڑ جاتی جیسا کہ بعد میں ہوا۔

اس زمانے میں ایک روز دربار وزارت میں ارسطو جاہ نے میر عالم کے وکیل مستقیم الدولہ سے شکایت کی کہ میر عالم جاتے ہوئے تو کہہ گئے تھے کہ منزل بمنزل کے واقعات اور حالات اور اپنی خیریت سے اطلاع دیتے رہیں گے لیکن اب تک کوئی کیفیت نہیں معلوم ہوئی جب تک کوئی اطلاع نہ ملے طبیعت متروک رہی۔ مستقیم الدولہ نے یہ کہہ کر رفع خیال کیا کہ منازل طولانی اور راستہ میں ٹپہ کا انتظام ہونے کے باعث ایسا ہوا ہوگا ورنہ وہ ضرور ہر منزل کی اطلاع و کیفیت لکھتے معلوم یہ ہوتا ہے کہ جب میر عالم پونہ پہنچ گئے تو وہاں کے واقعات و روئادہ شہا سے تفصیلاً ارسطو جاہ کو اطلاع کی ہوگی لیکن افسوس یہ ہے کہ وہ ہم کو ملے نہیں۔

کھڑے کی جنگ | میر عالم کے پونہ پہنچنے کے بعد بھی باہمی غلط فہمی رفع نہیں ہوئی تو معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ مرہٹوں کی فوج اپنے علاقہ سے گزر کر مالاک محروسہ میں درآئی جس کی اطلاع ملنے پر نظام بھی اپنی افواج کے ساتھ بیدری سمت کوچ فرمائے آخر ۲۹ شعبان ۱۲۰۹ء ۲۱ مارچ ۱۷۹۵ء کو بیدری سے آگے کھڑے کے میدان میں مرہٹوں کی فوج سے مقابلہ ہوا کہتے ہیں کہ اس جنگ میں مرہٹوں نے بندگان عالی کے بعض سرداروں کو جو عظیم الامرا کے مخالفت اپنا بنا کے ان کو اس امر پر راضی کر لیا کہ وقت ضرورت لڑتی ہوئی فوج کو مدد دینے سے کسی

۱۔ مستقیم الدولہ نے اپنے ایک خط مؤسومہ میر عالم میں اس کا ذکر کیا ہے چنانچہ خطا کے اس قسم کی اصل عبارت یہ ہے۔
 ”..... و ذکر خبر آجناب گلہ آمیزہ زبان آوردند کہ بوقت رخصت گفتہ شدہ بود کہ از دود ہر منزل از نوید خیر خود آگہی می دادہ باشند کہ تا رسیدن خبر طبیعت معلق خواهد بود در جواب عرض نمودہ شد کہ ظاہر یہ سبب طے منازل طولانی و نبودن ٹپہ بر سر راہ اتفاق نہ شدہ باشد والا منزل بہ منزل اطلاع نوشتہ فرستادند.....“

حیلے باز ہیں اسی وجہ سے جنگ کا نتیجہ اعلیٰ حضرت کے حق میں مفید نہ نکلا۔ لیکن مارش میں نے اس لڑائی میں نظام کی شکست کا سبب یہ بتایا ہے کہ ان کے ساتھ جنگ میں ان کا زنا بھی تھا۔ جس میں ان کی غریبی بی توپوں کی آوازوں سے ڈر کر اس امر پر مصر ہوئیں کہ نظام میدان جنگ میں توپوں کی زد سے دور ہٹ جائیں حتیٰ کہ انہوں نے یہ دھمکی دی کہ اگر وہ نہ ہٹیں گے تو وہ بے پردہ مردانے میں نکل آئیں گی سبب کوئی ہو بہر حال مجبوراً اعلیٰ حضرت کھڑے کے قلعہ میں ٹھہر گئے اور مخالف فوجیں آس پاس پڑی رہیں صلح کی چھڑچھاڑ شروع ہوئی ان شرائط صلح پر آخر بند گانغالی نے رضامندی ظاہر کی :-

(۱) اعلیٰ حضرت بابتہ ادائی بقایا، چوتھ مسلغ تین کروڑ سونتیس لاکھ روپے محال کا علاقہ مرہٹوں کو دیدیں۔

(۲) اپنے وزیر اعظم الامرا کو بطور ایسر مرہٹوں کے پسر دکر دیں۔

اس صلح سے فوج ہو کر اعلیٰ حضرت بیدرواپس ہوئے میر عالم کو جب جنگ چھڑ جانے کی اطلاع ملی وہ پونہ سے واپس سے ہوئے ۱۲ رمضان ۱۱۹۸ھ کو پیر علی شاہ کو بیدر میں بند گانغالی کی قہر بوسی شرف حاصل کیا اور اللطاف شاہی ان کے حال پر مبذول ہوئے۔

انگریزی فوج کی برطرفی اور فرانسیسی فوج کا اضافہ

نظام کھڑے کی جنگ میں انگریزوں کے انکار احانت سے آرزو تھے اور ہونا بھی چاہئے تھا۔ اس واسطے کہ کمپنی سے اب تک جتنے معاہدے ہوئے تھے اس میں یہ شرط ضرور تھی کہ وہ فوجی مدد دیں گے چنانچہ ۱۱۸۱ھ میں ۱۱۸۱ھ کے

عہد نامہ میں بعض پانچوں سرکاران شمالی کے قبضے کے انگریزی کمپنی نے وعدہ کیا تھا کہ ایک دستہ فوج نظام کے صحیح و واجب معاملات کے تصفیے کے لئے حسب ضرورت مستعد و آمادہ رکھیگی اور جس سال نظام کو ضرورت ہو تو اس سال صرف تین سرکاران (راجہ جندی ایلور مصطفیٰ انگریز) کی بابت پانچ لاکھ روپے بطور شپیش دیگی۔ لارڈ کارنوالس نے جو خطبہ عہد نامہ ۱۸۱۷ء میں تصدیق کیا تھا اس میں بھی اس عہد نامہ کی توثیق نہیں کی اور ۱۸۱۷ء میں عہد نامہ کے معاہدہ پانگل میں بھی اس کی کوئی توثیق نہیں ہوئی تھی اور سرکاران شمالی بدستور انگریزی کمپنی کے قبض و تصرف میں تھے پس اس عہد نامہ کی رو سے انگریزی کمپنی کو چاہئے تھا کہ سرکار نظام کی ملازم انگریزی فوج کو ان کے مطالبہ پر دے دیتی اگر دنیا نہیں چاہتی تھی تو اس کو چاہئے تھا کہ مرہٹوں اور نظام کے درمیان دخل ہو کر بیچ بچاؤ کر دیتی۔ لیکن دکن کی دیسی ریاستوں میں سے جس طرح میسور کی قوت کو کمزور کر دیا گیا تھا اسی طرح وہ چاہتے تھے کہ یہ دونوں قوتیں بھی توڑ دی جائیں واقعتاً کے اعتبار سے یہ لازم تھا کہ اگر کوئی تیسری قوت مداخلت کر کے بیچ بچاؤ کرے تو یہ دونوں ضرور لڑ پڑتے ایسی صورت میں صحیح اصول سیاست یہی ہو سکتا تھا کہ نیوٹرل پالیسی اختیار کر کے دونوں کو لڑنے اور اس طرح آپس میں لڑ بھڑک کر کمزور ہونے دیا جائے اور اس کے بعد ان کی کمزوری سے تیسرا فائدہ اٹھائے۔ اس اصول کے سوائے اگر کوئی اور اصول اختیار کیا جاتا جیسا کہ ارل کارنوالس نے ٹریٹی آف گارنٹی کی تجویز نکالی تھی تو وہ یقیناً آئندہ کمپنی کی نابزگی باعث ہوتی اس امر کے مد نظر کمپنی نے عدم مداخلت کے اصول کو اختیار کیا اور نظام مرہٹوں کے

باہمی معاملات میں دخل دینے سے انکار کر دیا۔ جب انگریزی کمپنی نے مرہٹوں کے مقابلے میں فوجی مدد دینے اور مداخلت کرنے سے انکار کر دیا اور نظام کھڑے کی جنگ کی شکست سے پر دل ہو گئے تو راجہ شامراج نے جوار سطوا جاہ کے مرہٹوں کے سپرد ہونے کے بعد سے حد دیوانی پر مامور تھے ان امور کو بند گانگالی کے ملاحظہ میں لایا کہ اس انگریزی فوج سے سرکار بڑا ہی صرفہ بیٹھتا ہے اور پھر وقت ضرورت کام بھی نہیں آتی اس لئے اس کا رکھنا امراف میں داخل ہے اس پر نظام نے اسکی برطرفی اور فرانسیسی فوج کی بھرتی کا حکم جاری فرمایا۔ اور ان کی تنخواہ میں ایک علاقہ (میدک) دیدیا۔ اس کی اطلاع انگریزی کمپنی کے عہدہ داروں کو ہوئی تو ان کے ریڈینٹ شوکت جنگ ولیم کرک پیٹرک نے اس خیال سے کہ یہ قوم ریاست حیدرآباد میں قوت نہ پکڑے اس کے خلاف ذریعہ مراسلہ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۷۹۷ء لکھا کہ یہ قباحت سے خالی نہیں خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ انگریزی اور فرانسیسی قوموں کے درمیان محض خیر خواہی عائدہ رؤیان و فوائد عموم خلاقی کی بناء پر نزاع و اتفاق پھیلا ہوا ہے اس قوم کو اس طرح ترقی و افتاد دنیا آئین اتحاد انگریزی کے منافی ہے اور اس کے نتیجہ میں ان کے خیال میں بعض امور کے احتمالات کا امکان ہے اصل رقعہ کی عبارت حسب ذیل ہے۔

”میر صاحب مہربان قدردان مخلصان سلامت

دیں دلا از خارج سموع شد کہ تعلقہ میدک بتعهد اثر والدہ ولہ موسیٰ ریموں قرار یافتہ نوشت خواند قبولیت مشارالیه داخل سرکار شد چوں دادن تعلقہ بایں فرقہ علی الخصوص جنہیں جا کہ از سرحد کمپنی انگریز بہادر از بعضی مقام چنڈاں فاصلہ ندارد و در عقل مخلص کہ از تہ دل لایا

سرکارِ دولتِ آپیش نہادِ دارِ خالی از قباحتِ عمدہ نمی نماید خصوصاً و جنسِ وقتِ کیمیا
 ایں قوم و قوم مابطورے کہ نزاع و نفاق است برائے سامی روشن و مبہن است و ہرچہ
 کہ ایں نزاع صرف برائے فوائدِ حقوقِ خود نبودہ بلکہ متضمنِ خیرِ خواہی عامہٴ رُسیان و متعلّ فواید
 عمومِ خلایق است و چوں سرکارِ عالی و سرکارِ کمپنی انگریز بہادرِ نظرِ کمال اتحادِ حکم و احادیثِ ارد
 ایں مردم را در عرصۂ ترقی و اقتدارِ بایں وضع آوردن منافی آئین اتحادی تو اند شد و از وقوع
 ایں جنسِ امورِ احتمالاتِ چند در چند خدائے خواستہ در خیال کوتاہ بینان گنجایش تو اند داشت
 بنا برآں از راہِ دولتِ خواہی اظہارِ ایں مراتب ضرور اقتاد آں مہربان دانا و دور اندیش
 حسن و قبح ایں معنی را غور نمودہ بعرضِ اقدس اشرف رسانند زیادہ مسترت باد۔

شمر حد خط و لیم کرک پارک

اس رقعہ میں ایک استدلال یہ ہے کہ میدک جو موسیٰ ریموں کے تہجد میں دیا گیا تھا۔
 انگریزی کمپنی کے بعض سرحدی علاقہ سے زیادہ فاصلہ نہیں رکھتا اس لئے اس کا ان کے سپرد
 کرنا منافی اتحادِ انگریزی ہے حیدرآباد کی ریاست سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ میدک
 قریباً مرکزِ ممالکِ محروسہ میں واقع ہے اور اُن دنوں میدک سے قریب کوئی علاقہ انگریزی
 کمپنی کے قبضہ یا تصرف میں نہیں تھا یہ استدلال محض اس وجہ سے کیا گیا تھا کہ اس تہجد سے
 فرانسیسیوں کے جس اقتدار و قوت کے پلنے کا امکان تھا اس کو قائم نہونے دیا جائے
 اس میں شک نہیں کہ جس طرح انگریزی فوج کے عہدہ دار فرانسیسیوں کے مخالف تھے اور چاہتے
 کہ ان کو نظام کے ساتھ متحد ہونے اور ان کے از دیاد قوت کا باعث ہونے سے روکا جائے

اسی طرح نظام بھی یہی چاہتے تھے کہ فرانسیسی اور انگریزی فوجوں کو پہلو بہ پہلو ایک حالت پر لیکر چلیں تاکہ اگر خطرہ فرانسیسیوں سے ہو تو انگریزوں سے مدد لیں اور اگر انگریزوں سے ہو تو فرانسیسیوں سے مدد حاصل کریں جب تک ہماری ریاست اس پر عمل پیرا ہی کسی مغربی قوت نے اس پر غلبہ نہیں پایا۔

اسی زمانہ میں اس فرانسیسی فوج کے ایک حصہ کو سرکار نظام کی طرف سے کڑپہ اور کھم میں متعین کیا گیا تاکہ اس فوج کے ذریعے اُن مخالفین کا سد باب ہو سکے جو اس سمت سے ممالک محروسہ پر دست درازی کریں۔ چونکہ یہ تعلقہ انگریزی کمپنی کی سرحد سے متصل تھے اس لئے لارڈ کورنوالس کو شبہ ہوا کہ یہ کوئی جارحانہ کارروائی ہے چنانچہ اس نے اپنی یادداشت نمونہ ۱۵ جون ۱۷۹۷ء میں یہ لکھا ہے کہ:-

”یہ کارروائی مجرمانہ تو نہیں البتہ شبہ انگیز ہے موسیٰ ریموں کی فوج کو وہاں سے واپس بلانے کے لئے نظام کو مائل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔“

انہیں تعلقوں کی متعینہ فرانسیسی فوج میں اضافہ کرنے کے لئے ایک اور حصہ جمعیت بھیجنے علاقہ سرکار عالی سے میر عالم کے ذریعے پروانہ راہداری طلب کیا گیا تھا شاید اس وجہ سے کہ انگریزی علاقہ پر سے وہاں پہنچنے میں سہولت تھی۔ رزیدنٹ ولیم کرک پیارڈک نے کئی جگہ کی بنیاد پر میر عالم کو لکھا کہ اجراء پروانہ سے مجبوری ہے یہاں اس غرض سے کہ وجوہ مبینہ صاف روشنی میں آئیں رزیدنٹ موصوف کے خط مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۷۹۷ء کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے:-

”..... اول ایں کہ ایں سخن کلیہ نو وغیر معمولست یعنی رفتن جمعیت سمت کھم از تعلقہ سرکار
کپنی انگریز بہادر خصوصاً چوں دیرس و ملا ضرورتے زیادہ تر داعی ایں مراتب بنودہ باشند نسبت
گذشتہ کہ پارہ در ماہہ دیجہ از جمعیت موسیٰ ریوں کھم بدون عبور از تعلقات سرکار مدوح و زوٹہ
دوم اینکه چہ احتیاج تواند بود کہ جمعیتے دیگر بر جمعیتے کہ آنجا موجود است فرستادہ شود و چنین مقام
کہ ملحق از تعلقات سرکار کپنی کہ بفضل الہی با سرکار دولتدار اتحاد و اثنی حکم و احدث دارد۔
سیوم اینکه تا الآن در نظر عوام بس تعجب و نادوستانہ می نمایند کہ چنین وقت چگونہ مزاج
حضرت بندگانعالی متعالی مناسب می نمایند کہ احدے و تنفس از جمعیت فرانسین برپا
باشد بر مکلفی مثل کھم کہ کمال الحاق تا سرحد سرکار کپنی انگریز بہادر دارد پس ہر گاہ حال چنین
باشد احوال از زیادہ متعین شدن ایں جمعیت دیرس چنین مقام چہ قدر خیالات روخواہ نمود
بر حضرت بندگانعالی متعالی روشن است کہ در ایں وقت مابین فرقه انگریز ایں فرقی کہ بزعم خود خوا
رئیس فرانس می شمارند مناقشہ در پیش است و ہر چند آں مناقشہ نوعی است کہ در آں صحت
پاس فواید و حقوق خود منظور نبودہ بلکہ خیرخواہی عامئہ رئیسایں و فوائد عموم خلایق پیش نهاد نا
است چنانچہ در شفق و شب شمع ازیں مراتب نوکریر خامہ و داد گردیدہ تا ہم و چنین وقت چنین
منازعہ از نگاہداشتن حضرت بندگانعالی متعالی جمعیت فرانس را بر سرحد سرکار کپنی خداوند کہ
رئیسان گرد و نواح چہ گمان با بخاطر برد و انجام ایں معنی ہر چند کسے دور بینی بکار بردنی تواند
در یافت نمود یعنی کہ کلام قباحت و کمرات ازیں ناشی تواند شد چہ نظر بر بدخواہی ایں فرقی
علی الخصوص در حق اہل انگریز و فی الجملہ در برہمی انتظام عامئہ برپا در چنین جائے نازک مصلحت آں

می نماید حکومت و اقتدار بدست یکے از امر ایا باشد که بعقل دور اندیش فواید دوستی ہائے ہر
سرکار بخیاں خود جادادہ ہمیشہ در فکر ایں باشد کہ خدا نخواستہ خللے در میان اتحاد کہ بفضل الہی محکم
است روندہد۔ بہ کسانے کہ مطابق رویہ دوتیرہ خود ہا ضرورت نظر بفواید خود رخنہ در بنیاد
دوستی ہا اندازند۔ چہ ارم اینکہ نظر بر ایں با جہرا کہ چندے گرنیگاہ سرکار کمپنی انگریز بہادر چہ
گورہا و چہ سپاہیاں با وجود تفتیات و حکم محکم حضرت بندگانعالی متعالی در باب سپردن آہنہا
در ظل حمایت موسیٰ ربیوں می باشند دریں صورت چہ طور اطمینان سرکار کمپنی انگریز بہادر
خواہد شد کہ موسیٰ جامتیس وقت عبور از تعلقہ سرکار مدوح دیگران را ہمیں وضع پیش خود جا
نخواہد داد۔ اگر گویند کہ خطر ایں معنی زاید است چہرا کہ دریں صورت باز حکم عالی متعالی در باب
واپس دادن خواہد رسید جواب می گوئیم کہ موسیٰ امتیس را از خیال ایں معنی باز ماندن از ایں
حرکت معلوم۔ چہ مشارالہ خواب می داند کہ صد و احکام چیزے است و عمل آوردن چیز دیگر
و اگر منافعی مرقوم القدر گویند کہ ہر چند ایں جمعیت در حکم اہل فرانس ہستند تا ہم آں را جمعیت
فرانس نتوان شمرد چہرا کہ در میان ایشان و دیگر جمعیت سرکار دولت مدار در متابعت تفاوتے
نیست۔ جواب می گوئیم با وجودیکہ با سبب ظاہر در حضور چنین باشند لیکن حقیقت ایںست
کہ سرداران مذکور آں جمعیت را باطناً پیش خود جمعیت نمی شمرد بلکہ بظاہر ہم بے پردہ ایں جمعیت را
بجمعیت فرانس نامیدہ اثر ایں مراتب کہ بہ ثبوت پیوستہ سنجیدہ گردد۔ خلاصہ دوستدار چوں
دولت خواہ سرکار دولت مدار و نوکر سرکار کمپنی انگریز بہادراں ایں قدر مجاہد و ایما تا برائے غور
نمودن دانیایاں ترقیم ساختن لازم و واجب دانستہ آں مہربان کہ بفضل الہی دانا و دور اندیش

فہمیدہ انداز تمام مراتب بمیزان عقل و دوراندیشی سنجیدہ بحسن و قبح آں پے بروہ بعض اثرات
اقدس رسانند و از وادون دستک معذور دارند۔ زیادہ مسرت باد۔“

جواب کہ پیش کئے گئے ہیں حقیقۃً اُصول استدلال و سیاست کے مطابق ہیں اگر یہ
فرض کیا جائے کہ بعض انگریزی کمپنی کے فرانسیسی گورنمنٹ ہوتی اور نظام انگریزی فوج کو وہاں
متعین کرنے کے لئے پروانہ راہداری اُن سے طلب کرتے تو بہ اُصول حکومت ان کا بھی
صحیح جواب ہی ہوتا کہ پروانہ راہداری دینے میں مجبوری ہے، گو دلائل بعینہ یہ ہوتے۔

اس زمانے میں انگریزی اتحاد کے صلاح کار اور سفیر میر عالم تھے جب انگریزی فوج کی
برخواست کا حکم اُن کو پہنچا تو انھوں نے اپنی دوراندیشی اور عاقبت بینی سے معروضہ کیا
کہ یہ امر خلاف مصلحت ہے کیونکہ انگریزوں کے ساتھ سعی بلیغ اور حسن تدبیر سے اتحاد پیدا کر کے
ان کی فوج کو ملازم کر لیا گیا ہے اور اسی سے ہماری ریاست کا استحکام اور سطوت و صولت قائم
اس حکم سے بندگان عالی کا رعب و داب ان کے دلوں سے اور اس ریاست کے دشمنوں سے
اٹھ جائیگا اور حادثات اور مہمات پیش آتے جائیں گے جن کا مقابلہ دشوار ہو جائیگا مگر اس
معروضہ پر کوئی لحاظ نہیں ہوا اور فوج کی برخاست کا حکم بحال رہا۔ برطرف شدہ فوج کتنی چلی
(علاقہ سرکار نظام) تک ہی پہنچی تھی کہ صاحبزادہ عالیجاہؒ نے ۹ رزدی ۱۲۰۹ھ بم ۲۷ جون ۱۷۹۵ء کو

۱۔ حدائق العالم مطبوعہ مطبع تیدی ص ۴۱۰ -

۲۔ نواب نظام علیخان بہادر کے پہلے صاحبزادے ہیں احمد علیخان نام تخت نشینی بیگم صاحبہ کے بطن سے ۱۱۶۱ھ میں تولد ہوئے اور
۱۱۷۱ھ میں بالٹ جنگ کی صاحبزادی صاحبہ بیگم سے ان کا عقد ہوا اس عقد سے دو لڑکیاں تولد ہوئیں (۱) عالم آرا بیگم
(۲) ظہور البیگم عالیجاہ کا انتقال ۱۲۱۱ھ میں ہوا۔

شبِ عید میں بعض ناعاقبت اندیشوں کے اغوا پر خروج کیا اور افواجِ فراہم کر کے بیدار کی طرح چل نکلے۔ علحضرت نے ایک نصیحت نامہ بخشی بیگم صاحبہ والدہ عالیجاہ بہادر کی مہر سے روانہ کیا مگر صاحبزادہ پراس کا کوئی اثر نہ ہوا بصلاح امتیاز الدولہ ممتاز الامراء (ہمیشہ زادہ غفران مآب) حضور صاحبزادہ کو علاقہٴ نزل و برار کی سند جاگیر مرحمت فرمانا چاہتے تھے تاکہ وہ اس سہرت میں اپنی حرکت سے باز آجائیں اس اطلاع پر میر عالم نے معروضہ کیا کہ عالیجاہ بہادر کو جاگیر دینا تو خلل ہے اس سے رفتہ رفتہ ان کو قوت حاصل ہوگی اور امر اور رعایا، ان کی طرف مائل ہونگے تو زمام ریاست خود بدولت کے دست قدرت سے نکل جائیگی۔ بالفعل صلاح دولت یہ ہے کہ برخاست شدہ انگریزی افواج ابھی حدود ریاست سے باہر نہیں ہوئی ہونگی واپس طلب فرمالی جائیں اس موقع پر یہ بتانا نامناسب نہیں ہے کہ غفران مآب نے برخاست فوج انگریز کا حکم دیدیا تھا تو اس کے معنی ہی تھے کہ انگریزی کمپنی سے سرکار نظام نے قطع تعلق کر لیا اس کے بعد اس موقع پر میر عالم نے اپنی فہم رسا سے اس فوج کو واپس طلب کرنے کا مشورہ دیا وہ حالاً اور مواقع کے اقتدار سے بروقت تھا اور اس اتحاد کے قیام کا بہرانی حقیقت میر عالم کے سر ہے اس واسطے کہ اس واقعہ سے اس قطع شدہ اتحاد کی تجدید ہوئی جس کا قیام خدا کے فضل سے اب تک ہے میر عالم کے معروضہ پر ان کو ان افواج کے واپس طلب کرنے کا حکم حسبِ حکم انگریزی فوج کنڈاپلی (مصطفیٰ انگر) پر ماہ اگست میں جمع ہوئی اور میجر رابرٹس کے تحت روانہ ہو کر ۳۱۔ اگست کو حیدرآباد پہنچی اور یہاں سے میر عالم کے زیر اثر کوچا کوچ اورنگ آباد کی سمت روانہ ہوئی صاحبزادہ کے ہمراہیوں نے پونہ سے استمداد کی مگر جواب نفی پایا جب مدد

نہ ملی اور فوج پر فوج جمع ہو گئی تو صاحبزادہ صاحب جنرل ہار ہوئے اور اپنی فوج لیکر ان حضوری سرداروں کے ہمراہ علیحضرت سے عفو جرم کے لئے چل نکلے لیکن تپ مہرقہ میں مبتلا تھے حیدر آباد پہنچنے سے قبل راستہ ہی میں انتقال کیا بعض کا خیال ہے کہ شیمانی میں ہیرا چاٹ گئے۔

مارکویس ویلزلی گورنر جنرل
اور ان کی پالیسی

۱۸۱۷ء میں اعظم الامرا پونہ سے واپس آئے اور آتے آتے ممالک محروسہ سرکار عالی میں سے اس قطعہ کے سہ رابع حصہ پر جو عہد نامہ کھڑا کی رو سے مرہٹوں کو دیدیا گیا تھا اپنا قبضہ کرتے آئے ان کا حیدر آباد واپس آنے انگریزی اتحاد کے لئے اور مفید ہوا۔ ان دنوں انگریزی کمپنی کو ٹیپو سلطان کا بہت خوف تھا اور اسی وجہ سے فوج کے برخاست کرنے اور پھر واپس طلب کر لینے پر کوئی توجہ نہیں کی گئی اور ۱۸۱۷ء میں جب مارکویس ویلزلی گورنر جنرل ہو کر ہندوستان آئے تو انھوں نے عدم مداخلت کی پالیسی سے انحراف کیا اور ٹیپو سلطان کی روز افزوں قوت کے قلع قمع کرنے کے درپے ہوئے اور اپنے اسی خیال کا اظہار ۱۸۱۷ء مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۱۷ء میں بورڈ آف کنٹرول کے پریزیدنٹ ان الفاظ میں کیا ہے:-

”یہ کوئی دور اندیشانہ پالیسی نہیں ہے کہ نظام اور مرہٹے دونوں آپس میں لڑ کر کمزور ہو جائیں اور انھیں ایک ٹیپو سلطان آرام میں ہیں،“

انھوں نے اس امر پر توجہ کی کہ مرہٹوں اور نظام کو معاہدوں کے ذریعے سے اپنے قابو میں لایا جائے تاکہ وہ ٹیپو سلطان سے متفق ہو کر کہیں ان کی قوت میں اضافہ کرنے کے

باعث ہوں نظام دو امور کی بنا پر ٹیپو سلطان کے مخالف ہو گئے تھے ایک تو یہ کہ ٹیپو سلطان نے اپنے لڑکوں کی نسبت غفراں مآب کی لڑکیوں کے ساتھ کرنے کی تحریک کی تھی جس سے ٹیپو سلطان کی غرض سوائے اس کے کچھ نہیں تھی کہ نظام کے ساتھ اتحاد قائم کر کے اپنے مخالفین پر غلبہ حاصل کریں لیکن امراء و دربار نظام کی کوتاہ نظری سے نہ صرف پیام سے انکار کیا گیا۔ بلکہ نظام کے دل میں ٹیپو سلطان کی طرف سے بغض و حقید پیدا کر دیا گیا جس کیلئے مواد موجود بھی تھا کہ ٹیپو سلطان اعلیٰ خاندان سے تعلق نہیں رکھتے تھے اور دوسرا یہ کہ ٹیپو سلطان نے علاقہ نظام کے بعض قلعہ جات پر قبضہ بھی کر لیا تھا۔ انھیں دو وجوہ سے نظام کو اپنا اتحاد بنالینے میں انگریزوں کو کوئی مشکل نہ ہوئی۔

عہد نامہ امدادی تکیل اور فرانسیسی فوج نظام کی طرف سے
 اہالیان کمپنی نے ایک عہد نامہ ۱۹ ربيع الاول ۱۲۱۳ھ بمطابق ستمبر ۱۷۹۸ء
 میں نظام کے ساتھ کر لیا۔ یہ عہد نامہ جس جلدی میں طے ہوا ہے

دکن کی تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے اس کی وجہ یہی تھی کہ ان دنوں ٹیپو سلطان نے گورنمنٹ مارشیس سے خفیہ مراسلت کے ذریعے سمجھوتا کر لیا تھا اور اسی سمجھوتے کی بنا پر کئی فرانسیسی عہدہ دار بہ تبدیل ہئیت ان کی ریاست میں داخل ہو چکے تھے اور اندیشہ تھا کہ ایک بڑے بھاری حملے کے ذریعے ٹیپو سلطان تقریباً پورے دکن کے قبضہ و مالک ہو جائیں گے اس لئے لازم تھا کہ ان کے منصوبے صورت عمل میں آنے سے پہلے ہی فریق مخالف ان کے ملک میں داخل ہو جائے اور وہیں ان سے برسرِ پیکار ہوتا کہ دائرہ ان پر تنگ ہو جائے اس عہد نامہ کی رو سے ریاست کی تمام فرانسیسی فوج ملازمت سے برخواست

کی گئی اور اس کے فرانسیسی افسر انگریزی رزیڈنٹ کے حوالے کر دئے گئے گورنر جنرل نے اس کی ضرورت اس وجہ سے خیال کی کہ حیدر آباد کی ریاست میں جو فوج کنسٹیبل ہو جو تھی اور کھڑے کی جنگ میں سر جان شور کے انکار امداد کے بعد سے سرکار نظام نے اس فوج کے اضافے اور اصلاح میں خاص توجہ کی تھی۔ اس کو حیدر آباد سے پھوٹ کر ٹیپو سلطان کی سرکار میں بل جانے سے روکا جائے۔ اس زمانہ میں سرکار نظام کے فرانسیسی عہدہ دار ٹیپو سلطان کے ریشہ دوانیاں بھی کر رہے تھے بقول لفٹننٹ کرنل ولسن فرانسیسی فوج کی درخواست کے لئے نظام الملک اور ان کے وزیر اسطو جاہ کو راعب کرنے میں بڑی دقتیں اٹھانی پڑیں لیکن باوجود ان دقتوں کے مارکویس ویلزلی کے ہندوستان آنے کے چند ہی ماہ بعد نظام نے ^{الاول} اجاڑی ۱۳۱۳ھ ۲۱ اکتوبر ۱۷۹۸ء کو تقریباً تکمیل عہد نامہ کے ڈیڑھ ماہ بعد یہ حکم دیا کہ وہ فوج جو فرانسیسی عہدہ داروں کے زیرِ کمان تھی ان کے اثرات سے خارج کی گئی۔ اب اس فوج پر ان عہدہ داروں کی اطاعت لازم نہیں ہے تاریخ مذکور پر جس وقت کرک پیٹرک حشمت جنگ نے عہد نامہ ^{افروز} محولہ بالا کو بغرض تعمیل ملاحظہ اعلیٰ حضرت میں پیش کیا بند گانغالی قلعہ ٹھنڈ نگر (گولکنڈہ) میں روئے تھے اور حشمت جنگ کے ہمراہ سٹرالکم اور ڈاکٹر بور بھی باریاب ہوئے غفراں مآب نے اسکی تعمیل کے احکام دئے اور اس کے ساتھ حشمت جنگ کو ایک جیغہ اور ایک سرترچ اور ایک ^{کنسٹیبل} (مردار یکی) اور دست بند اور بھیند ایک ایک جوڑ سرفراز فرمایا۔ اور رزیڈنٹ موصوف کے دونوں ہمراہیوں کو بھی جیغہ اور سرترچ کی سرفرازی ہوئی اس سرفرازی کی وجہ یہ نہیں تھی کہ بند گانغالی فوج فرانسیسی کی علیحدگی سے مسرور تھے بلکہ اس سے غرض یہ تھی کہ انگریزی فوج کے

عہدہ داروں کی تالیف قلب ہو۔ اس برطانیہ میں کل فرانسیسی عہدہ دار ایک سو چوبیس تھے۔ اس حکم کے نفاذ کے قبل کرنل جارج رابرٹس کے تحت چار ہزار تین سو پچاس سپاہیوں کی فوج بحوالہ پر سے حیدرآباد بھیجی گئی جو یہاں فوج بنگالہ سے (یہ فوج کرنل ہنڈسن کے تحت تھی) ملگنی فوج کی برطانیہ کے وقت کرنل رابرٹس نے فرانسیسی فوج کو اپنی فوج کے زرخیز میں لے لیا۔ فوج نے بقایا ہتھیار کے ایصال کے وعدہ پر ہتھیار رکھ دئے۔

اس فرانسیسی فوج کی برطانیہ کی اطلاع کپتان کرک پیٹرن کے مارکوٹیس مارنگٹن ویلزی کو دی اس اطلاع یابی کے بعد انھوں نے اظہار امتنان میں ایک خط میر عالم کو لکھا ہے جس میں اُن امور کا اظہار کیا ہے جنکی بنا پر وہ فرانسیسی فوج کو قابل برطانیہ گردانتے تھے تاکہ اس قوم کے ساتھ اگر سربراہ کاران دولت کو کوئی ہمدردی ہو بھی یا کسی اور وجہ سے ان کی ضرورت محسوس بھی کرتے ہوں تو اس کے علم کے بعد اس سے باز آجائیں یہاں ہم اس خط کے اُس حصہ کو نقل کرتے ہیں جس سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے۔ تارین معلوم کریں گے کہ لارڈ صاحب نے اپنی ایک لفٹ قوم کے خلاف میں جو کچھ لکھا ہے بہت کم ہے ورنہ دو دشمن ایک دوسرے کے خلاف اس سے کہیں زیادہ کہتے ہیں۔

”..... دوستدار یقین می دانند کہ ایں ہم برصغیر میرنواب صاحب مدوح کلمہ علیہ السلام است ذینر بنحاطر آں ہرہاں پر تو انداز خواہد گشت کہ امر فرور در حلتے کہ قوم فرانس برتر است عہد و پیمان موکدہ و موثقہ فیما بین سلطان روم و قوم خود مطلق التغات نمودہ در ملک مصر کہ از ممالک محروسہ سلطان متعشم الیہ است یوکرش ساختہ اند خیلے بر وقت و بر محل بطہر آرد و دستہ

عقاد کلی است کہ نواب صاحب ممدوح قسمی کہ بمقتضائے لوازم بزرگی و والاہمتی ثابت شد
 راسخ القوی خود را ایضاً اے ایں مدارج عہد نامہ مزبورہ کارنامہ جہاں گردانیدہ از ہاں تسم
 بر پاسداری دیگر دفعات عہد نامہ مزبور ہم کہ از روئے آل عدم نگاہداشت اہل فرنگ سوا
 بہ استر ضائے اہل سرکار کمپنی انگریز بہادری منظور و مقبول خاطر نواب صاحب مغرست باہتدائے
 ہماں قواعد حمیدہ و محامد برگزیدہ مصروف و متوجہ خواہند بود و دستدار ایتقین و اثنی است کہ
 محامد انتظام و حسن رویہ جمعیت سرکار کمپنی انگریز بہادر و کمال اطاعت ہر گونہ امر کے موافق تشریط
 عہد نامہ معرفت کپتن صاحب موصوف ارشاد گرد و خیلے بالعکس اسلوب تکبرانہ و روش تہذیب
 جمعیت قوم فرانسس مثل ظلمت و نورانی میز و شاہد گشتہ از معاوضت جمعیت با جمیع وجوہ خوب
 استہلاج مزاج صواب امتزاج نواب صاحب ممدوح و نیز واسطہ خوردنی آل ہیران خواہد بود کہ بجاک
 جمعیت مردمانے کہ صریح متخلف آئین فرمانبرداری و قوانین سلطنت آرائی اند و شرائط عہد و ملوثین
 را بنحاطر نمی آرند بشان و شوکت و حقوق رؤساء عمدہ را پائمال می سازند و قواعد مقدمہ و مغلطہ
 ہر گونہ ملت و مذہب را بلا امتیاز نیک و بد تہقیر می نمایند جماعت افواج سرکار کمپنی انگریز بہادر کہ
 دوست قدیم و رفیق صمیم سرکار نواب صاحب مغراند در سبک ملازمان سرکار معظم البیہ منسلک
 گشتند.....“

بہر حال عہد نامہ مذکور ہی وہ عہد نامہ ہے جس کی رو سے سرکار نظام خارجی معاملات
 میں برٹش گورنمنٹ کے زیر اثر آگئی۔ اس عہد نامہ کی تکمیل سے میر عالم کو کوئی تعلق نہیں یہ ان کی
 معرفت سے طے نہیں ہوا بلکہ زریڈنٹ اور اسطوجاہ کے ذریعے طے پایا۔ اس عہد نامہ کے

شرائط کے تصنیف کے لئے جو مشکلات انگریزی کمپنی کو پیش تھیں۔ ان کا ذکر مارکونیس ویلزلی نے اپنے مراسلہ نشان^۱ (۴۷) موسومہ کیتان جسے لے کرک پائٹرک میں کیا ہے لیکن ہمارے پاس کے مورخین نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ مراسلہ محولہ بالا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اس صلح نامہ کے شرائط زیادہ تر کمپنی کے مقاصد کے لئے مفید تھے جس کا علم ارسطو جاہ کو خوب تھا اس لئے وہ یہ چاہتے تھے کہ اس صلح نامہ کے ساتھ چند امور ایسے بھی ملے جائیں جو اپنے لئے بھی مفید ہوں لیکن انھوں نے اس غرض کے لئے ایسے امور کا انتخاب کیا جن کا انتخاب کرنا ہی اچھا ہوتا وہ امور یہ ہیں۔

(۱) سکندر جاہ کی تخت نشینی کی تائید انگریزی گورنمنٹ کرے۔

(۲) ریاست نظام کے اندرونی انتظامات و اصلاحات کیلئے انگریزی افواج متعینہ ریاست سے مقرر کرے۔

(۳) حیدرآباد اور پونہ کی ریاستوں میں حج اختلافات واقع ہیں یا آئندہ ہوں ان کا ارفع ہو۔

یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ ان امور کے انتخاب یا تحریک میں میر عالم کا کوئی دخل نہیں تھا۔

ارسطو جاہ سکندر جاہ کی تخت نشینی میں تائید کی ضرورت اس وجہ سے سمجھتے تھے کہ وہ اپنی

پوتی کو ان کے عقد میں دنیا چاہتے تھے اور غمراں مآب کے بھتیجے داراجا نے مضامین اچھوڑیں۔

خروج بھی کیا تھا جن کی نسبت اندیشہ تھا کہ غمراں مآب کے بعد تخت نشینی میں کوئی قتلہ و فساد پیدا کریں گے ارسطو جاہ

جسکروہ امور سے ریاست کی مطلق العنانی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا اس واسطے کہ بعد انتقال نظام علیاں بہر صورت سکندر جاہ

تحت نشین ہوتے اگر فوجی امداد کی ضرورت ہوتی تو کسی سابقہ تصفیہ کے بغیر بھی متعینہ انگریزی فوج مائل

تھے اس واسطے کہ داراجا اور عالیجاہ دونوں کے خروج کے موقع پر بھی آخر انگریزی فوج سے لگے گی تھی اور یہ مدد اندرونی محلات

فسادات کے تصفیہ کے لئے ہی تھی۔ اس لحاظ سے ہم نہیں سمجھتے کہ ارسطو جاہ کے پیش کردہ شرائط سے مقدم الذکر دو شرائط کتنی اہمیت رکھتی ہیں۔ سکندر جاہ کی تخت نشینی کے متعلق ویلزلی نے اپنے مراسلہ نشان (۳۷) موسومہ کپتان جے۔ اے کرک پیارٹک میں صاف طور پر لکھا ہے:-
 ”میرا مقصد ارادہ ہے کہ سکندر جاہ کی تخت نشینی میں مدد اور تائید کی جائے لیکن میں نے اس امر کو عظیم الامرا سے فی الحال مخفی رکھنے کی تم کو ہدایت کی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا اظہار ممکن ہے کہ نظام کے دل میں کوئی بدگمانی یا شک پیدا کرے۔“

یہاں ویلزلی نے سکندر جاہ کی تخت نشینی میں تائید کرنے کے خیال کو عظیم الامراء مخفی رکھنے کی جو توجیہ بیان کی ہے اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ نظام کے دل میں کس قسم کی بدگمانی یا کیا شک پیدا ہو سکتا تھا۔ آخر ان شرائط پر کوئی توجہ کئے بغیر صلحنامہ طے ہوا جس کی رُو سے ملکی فوج زیادہ ہوئی اور اس کی تعداد چھ پلاٹن قرار پائی اور اس کا خرچہ سالانہ چوبیس لاکھ سترہ ہزار ایک سو روپے حسب سابق نظام کے ذمہ رہا اور فرانسیسی فوج برخواست کر دی گئی اور انگریزی گورنمنٹ نظام اور پیشوا کے درمیان ثالث مقرر ہوئی اور وعدہ ہوا کہ خواہ فوج کی ادائیگی میں اگر نظام کی جانب سے تساہل ہو تو وہ اس پیشکش میں مجرا کر دی جائیگی جو ان کو سکھارنا شمالی کی بابت سالانہ دیجاتی تھی اور اس فوج کے قیام کے لئے ایک مقام چھاؤنی کے نام سے قرار پایا۔ جہاں وہ اس وقت تک رہا کریگی جب تک کہ اس کو کسی مہم پر جانا نہ پڑے سرگزین کی فتح کے بعد چھاؤنی کے لئے حسین ساگر سے پرے ایک مقام تجویز ہوا۔ چھاؤنی کا قیام ۱۷۸۲ء کے آخر میں ہوا۔ آٹھ نو سال میں جب اس کی آبادی اچھی خاصی ہو گئی تو اس کے ایک خاص نام

کی ضرورت محسوس ہونے لگی چنانچہ مغفرت منزل نے اپنے نام پر اس کو سکندر آباد سے نافرو کر کے اس کی اطلاع رزیدنٹ تاس سدھم کو دی اس کے جواب میں رزیدنٹ موصوف نے (۱۳) جادی الاخریٰ ۱۲۲۲ھ میر عالم کو لکھا:-

”تسمیہ چھاؤنی پلان حسین ساگر سکندر آباد کہ نظر کمال اتحاد سرکارین و رعایت لائیم و داد و دین حلیتین از پیشگاہ حضور پر نور تقرر گرفت بہ اطلاع اس مراتب نواب مستطاب علی القاب۔ گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ راسرور بے پایاں و ابہاج نمایاں دست داد الحق کہ ظہور این خیرین دلیل وثوق مودت ما و برہان رسوخ محبت ہاست۔“

اس نام کے بعد بھی ایک عرصہ تک خاص دعام کی زبان پر یہ نام کم آتا تھا ہم کو اچھی طرح خیال ہے کہ ہمارے بزرگوں میں سے بعض اس کو لشکر اور بعض حسین ساگر کے نام سے یاد کرتے تھے میسوری چوتھی جنگ کے ختم کے بعد ویلزلی نے سکندر جاہ کی تخت نشینی کی تائید کے لئے آٹھ شرائط پیش کر کے پکتان جے۔ اے کرک پیارٹک رزیدنٹ حیدر آباد کو لکھا کہ اگر سکندر جاہ ان شرائط سے ناراض ہوں تو تم ارسطو جاہ اور میر عالم سے ملکر نظام کے کسی اور لڑکے کو ان شرائط کے ساتھ تخت نشین کرنے کے لئے آمادہ کرو حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ارسطو جاہ اس اقرار راضی نہ ہونگے کہ سکندر جاہ کے ہوتے نظام کے کوئی اور صاحبزادے تخت نشین ہوں۔

میسوری چوتھی جنگ اور
میر عالم کی سپہ لاری

جب عہد نامہ امدادی کی تکمیل ہو گئی تو ٹیپو سلطان کے مالک پڑھائی شروع ہوئی حیدر آباد سے بھی فوج چلی۔ اس موقع پر ویلزلی نے

کرک پیٹریک کو لکھا:-

”کوشش کی جائے کہ اس مہم میں عظیم الامرا افواج نظام کے سپہ سالار ہوں اور اگر کسی خاص وجہ سے دیوان نظام کے ساتھ رہ جائیں یا یہ کہ ان کو افواج کے ہمراہ مہم پر چلنے کے لئے آمادہ نہ کیا جاسکے تو کسی اور شخص کو سپہ سالاری کے لئے انتخاب کرنے میں احتیاط کو کام میں لایا جائے وہ ایسا شخص ہونا چاہئے جو معتبر اور ایمر ہونے کے علاوہ غرض واحد میں دلچسپی رکھنے والا بھی ہو افواج نظام کی سپہ سالاری کے لئے ایسا شخص ہو جو ان امور کے علاوہ فوجی معلومات اور جنگی تجربہ بھی رکھتا ہو اور حیدر آباد کے دربار میں ایسے صفات کا آدمی ملنا مشکل ہے“

ان امور کے اظہار سے لارڈ صاحب کا منشاء یہ معلوم ہوتا تھا کہ چونکہ اس زمانے میں نظام علی خاں فالج میں مبتلا ہو چکے تھے اور اسی وجہ سے غفراں مآب کے مدارالمہام اور ولیعہد (سکندر جاہ) کا اپنے پاس سے دور ہونا گوارا نہ تھا اور ان کی دانست میں امر اور حیدر آباد میں کسی ایسے شخص کا جو سپہ سالاری کی خدمت کے لئے موزوں ہو نہ نکلتا تھا اس لئے اس موقع پر وہ چلہتے تھے کہ اپنے کسی معتمد علیہ کو یہ خدمت دلا دی جائے لیکن جب وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ دربار نظام میں میر عالم ہی ایک ایسے شخص ہیں جو اس خدمت کے اہل ہیں تو انہوں نے ایک اور شخص کے تقرر کی تجویز کی جس سے بلحاظ اہمیت دو معتمد علیہ اشخاص کا دو علیحدہ علیحدہ خدمتوں پر مامور کرنا لازم آتا تھا یعنی ایک تو سپہ سالاری کے لئے اور ایک تصفیہ معاملات و مہمات باہمی کے لئے جس کا اظہار انہوں نے اوایل جنوری ۱۷۹۹ء کے ایک خط موصوفیٰ

میں کیا ہے اس کی عبارت یہ ہے۔

”.....آں والا قدر فوراً شخص ہوشیار و صاحب فراست را کہ مقتدر و رازدار آں

والا قدر باشد پیش نیازمند در مندرج (مدراس) متعین فرماید کہ تا عدم انفصال مقدمات فیما بین سرکارات مشارکہ و سلطان موصوف نیازمند با اتفاق آن شخص در جمیع معاملات و ہمت متعلقہ نفع و نقصان مجموع سرکارات مشارکہ و مطارحہ و مکالمہ بعل آرد و شخصے کہ در ایں کار متعین شوند انب کہ بآن شخص اجازت شود کہ ہر گاہ امرے کہ رو بہ کار گردد در باب آں از مرکوزات خاطر آں والا قدر نیازمند را آگاہ سازند در صورتے کہ ایں تجویز نیازمند کہ محض از مقتضیات حسن اتحاد و یک جہتی فیما بین بوقوع آید پسند خاطر عالی گردد آں والا قدر تعین تصور دانند کہ بآن شخص متعینہ سرکار سامی بکمال بے حجابی و بعنوان مقتدانہ سوال و جواب بعل خواهد آمد و آن شخص نیز ہر چہ ظاہر نمایند و تقریر کنند لازمہ کمال توجہ بر آں مصروف خواهد بود لیکن اگر ایں نقشہ مجوزہ نیاز آں والا قدر بے ضرورت تصور فرماید در ایں صورت ہیں توقع خواهد بود کہ در باب انفصال جمیع مدارج از قبیل مرقوم القدر چہ برائے حسن تشیت ہم و چہ برائے استقرار و استقامت صلح بہ میرضاً بسیار مہربان میر عالم بہادر اختیار کلی مفوض گردد.....“

اس خط سے ظاہر ہے کہ وہ میر عالم کو اس نئی خدمت کے لئے پسند کرتے تھے اور سپاہی کے لئے کسی اور شخص کو لیکن یہاں ان دونوں خدمتوں کے لئے میر عالم ہی کا انتخاب ہوا اور امرائے ریاست میں سے ہادی الدولہ، بہرام جنگ، حیدر نواز جنگ اور ابوتراب خان کو

۱۔ عید الدولہ (جو پہلے سرکار دارا جاہ شجاع الملک ہیں ملازم تھے اور پھر ملک نصیر اللہ علی ہیں ملک ہو اور انہیں زیاب صوفیاری عید آباد سے سر فرازی پائی) کے بمبائی تھے اور زیاب صوفیاری اور گنگا ناتھ سے متاذا ۱۲۰۱ھ منشی خضر آبا عظام الملک سدھی تھیں کے ایک لڑکے سے ان کی لڑکی منوب تھی ۱۲

ان کے ہمراہ رکاب جنگ پر جانے کا حکم ہوا آٹھ ہزار فوج کے ساتھ وہ مع امراء مذکور جنگ پر پہنچے۔ سالاری پر مامور ہونے کے بعد انھوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ گورنر جنرل کے بھائی کرنل ویلزلی اپنی جانب سے انگریزی فوج کی کمان کریں اس کے متعلق جنرل بیرڈ نے یہ لکھا ہے کہ اس کی وجہ مجھے بھی ناگہانی طور پر معلوم ہے لیکن آر۔ آر پیرس مصنف میمورائینڈ کرپانڈنس آف مارکیس ویلزلی نے شنگٹن کے حوالے سے لکھا ہے کہ۔

”نظام سے جو معاہدہ ہوا تھا اس میں تنخواہ اور الاؤنس کے اعتبار سے عہدہ واژن کے مختلف مدارج تھے جن میں سب سے بالا تر کرنل کا عہدہ تھا۔“

اس لحاظ سے ممکن ہے کہ میر عالم نے کرنل ویلزلی کے لئے تحریک کی ہو لیکن ہم خیال کرتے ہیں کہ جس طرح ویلزلی نے ریزیڈنٹ حیدر آباد کو اس امر کی نسبت کوشش کرنے کے لئے لکھا تھا کہ ارسطو جاہ خود فوج نظام کی سپہ سالاری کریں اگر اس کا امکان نہ ہو تو کوئی اور معتبر امیر منتخب کیا جائے جو فوجی کاروبار میں بھی تجربہ رکھتا ہو اور یہ تحریک محض احتیاط کی حد تک تھی کہ وہ فرقہ مخالف سے ملنے نہ پائے اور دیانت و بردباری سے اپنی مفوضہ خدمت انجام دے اسی طرح میر عالم کے ذہن میں بھی اس تصور کی گنجائش تھی اور یہی تصور ممکن ہے کہ اس تحریک کا باعث ہوا ہو اور اس تحریک کے وجوہ کی تحلیل کی جائے تو بعید نہیں کہ ناگفتہ بہ اشکال پیدا کر جن کے اظہار کو جنرل بیرڈ نے مناسب نہیں سمجھا۔ بہر حال نظام کی فوج میر عالم کے زیر اثر جنگ کے لئے روانہ ہوئی سرکار نظام کی اس انگریزی فوج کی تعریف جو اس موقع پر شریک جنگ تھی

کرنل ریڈ نے ان الفاظ میں کی ہے :-

”نظام کار سالہ غیر تعلیم یافتہ ہے اور عدول حکمی کرتا ہے تو پختانہ کے بیل بہت اچھے ہیں نظام اس انفنٹری قواعد میں ناقص ہے اور ضروریات مایحتاج از قسم لباس و ہتھیار کم رکھتی ہے چنانچہ دو ہزار چھ سو چھیاسی آدمی میں صرف دو سو ڈبے کار توں کے حیدر آباد سے نکلتے وقت ان کے پاس تھے۔“

باوجود اس کے کہ فوج کے اخراجات کا خاطر خواہ بار اٹھایا گیا اور انتظام فوج انگریزی کمپنی کے عہدہ داروں کے زیر نگرانی رہا ان نقائص کی کوئی معقول و سمجھ میں نہیں آتی اور پھر اس کمپنی کے ایک عہدہ دار کے بیان سے اس کا اظہار اور حیرت میں ڈال دیتا ہے لیکن ویلی کے ایک مراسلہ نشان ۱۳۷ مورخہ ۲۱ جنوری ۱۸۹۹ء کو سوئمہ رزیدنٹ حیدر آباد کے دیکھنے سے اس فوج کی عدول حکمی کا حال کھل جاتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے :-

”مجھے کپتان وائیٹ کا ایک خط ملا ہے جس میں اس نے اطلاع دی ہے کہ نظام اس انفنٹری نے (چھ ہزار کی تعداد میں) دریائے کرشنا کے کنارے پڑاؤ ڈالا ہے اور آگے بڑھنے سے منحرف ہو گئی ہے اور میرے عالم اس فوج کو آگے بڑھنے کے لئے آمادہ نہیں کر سکتے ہیں۔“

فتح سرینگ پٹن | فوجیں سرینگ پٹن تک ورائیں اور یہیں بڑا رن پڑا۔ ۱۸۹۹ء ع م
اور قسیم ملک میسور | ۲۱۴ھ میں ٹیپو سلطان برسر میدان شہید ہوئے اور ان کا ملک مال متحد

کے قبضہ میں آیا اس کی باہمی تقسیم میں بڑی جیتیں درپیش ہوئیں سب سے پہلا مسئلہ یہ تھا کہ متحدین

تین تھے (انگریز۔ مرہٹے۔ نظام) اس لحاظ سے چاہئے یہ تھا کہ حسب معاہدہ ملک اور مال کے تین تین حصے کئے جاتے اور ہر فرقہ ایک حصہ پاتا۔ لیکن انگریزوں نے بالابالا ایک عہد نامہ رانی میسور کے نائب تمل راؤ سے مقام بنجاور میں ۲۷ ستمبر ۱۸۱۷ء کو طے کیا تھا جس کی رو سے بعد فتح میسور کی ریاست قدیم راجہ کے پسماندوں کو پہنچانا لازم تھا اور اس کے دفعہ آخر کے اقتباس سے یہ بھی قرار پایا تھا کہ:-

”جو علاقہ موروثی نظام اور مرہٹہ کا ہے وہی ان کو دیا جائیگا اور کوئی ان کو نہیں ملے گا۔“ اس لحاظ سے اس حصہ ملک کے دعویداروں میں ایک اور اضافہ ہوا اور تقسیم میں قرار پایا کہ ان کو ایک حصہ ملک دیا جائے (یاد رہے کہ اس قسم کی کوئی تحریک یا کوئی شرط نہ نظام کے ساتھ کے عہد نامہ میں طے پائی تھی اور نہ پیشو کے ساتھ کے) اور دھر سلطان شہید کے پسماندگان بھی تھے جن کے لئے یہ لازم تھا کہ حبش و آرام ان کی بسربرد کے لئے کوئی علاقہ یا اس کی آمد مختص کی جائے۔ ارسطو جاہ یہ چاہتے تھے کہ ان پسماندوں میں سے دو سربراہ اور وہ اشخاص کو منتخب کر کے ایک کو سرکار عالی اپنے علاقہ میں جگہ دے اور دوسرے کو کمپنی اور اس طرح ان کو رکھا جائے کہ ان کی وجہ سے آئندہ کوئی فتنہ نہ اٹھنے پائے اس کے بعد اگر وہ قابل ترقی متصور ہوں تو ان کو ترقی دی جائے چنانچہ یہ تحریک ارسطو جاہ نے اپنے خط موسومہ میر عالم میں حسب ذیل الفاظ میں کی تھی:-

”..... اگرچہ صاحبان کونسل پیش خود بموجب مرکوزات و کمونات حضور کے قانون

رؤسائے ماسلف و صلاح دولیتین باشند عمل آرند یعنی ضابطہ رؤسائے عمدہ درود اوچنین

امورات ہمیں است کہ پس ماندہ ہر طور سے بفرار معیشت لیکن نوعی کہ آئندہ قابوئے
 فتنہ پیرائی نامذمی دارند چنانچہ در معاملہ روبکار ہم منظور والا ہمیں است کہ خوش واقف
 مخصوصہ ٹیپو سلطان مرحوم رادر ذیل دو کس کہ عمدہ آہنہا باشند داشتہ یکے رادر سرکار دو
 ویکے رادر سرکار کمپنی انگریزی بہادر جائے بفرار معیشت نگاہدارند و بہ تجربہ و دریافت
 اوضاع و اطوار آئندہ اگر قابل ترقی باشند ترقی خواہند یافت و منظور ازیں ہمیں کہ آئندہ زمانہ
 مثل وزیر علی خاں و غلام محمد خاں روہیلہ طاقت فتنہ پیرائی باقی نامذہبتر.....“

اس تحریک سے غرض یہ تھی کہ منتشر شدہ بادشاہ کے خاندان کی پرورش ہو اور دو
 اشخاص کو منتخب کر کے ایک کمپنی کے اور ایک سرکار عالی کے تفویض کرنے میں مصلحت تھی
 کہ ایسا نا اگر ان دونوں پسماندوں میں سے کوئی بغاوت پر آمادہ ہو تو اس کے خاندان کے
 دوسرے ممبر سے اس کے خلاف کوئی چارہ جوئی کیجا سکے یا کہ اگر خدا نخواستہ ان دونوں
 ریاستوں میں تعلقات کشیدہ ہو جائیں تو دونوں کا پلہ برابر رہے لیکن انگریزی کمپنی کا اس
 سراسر نقصان تھا وہ یہ کہ وہ چاہتی تھی کہ کوئی علی حکومت ٹیپو سلطان کے پسماندوں کے تفویض
 نہ کی جائے اور یہ کہ ان کے ضروریات و معاش کی سربراہی اپنے دست قدرت میں رکھے
 تاکہ ان کی تدریجی تخفیف سے کمپنی زمانہ مستقبل میں متمتع ہو اور اس طرح فائدہ کے حصول میں
 ریاست نظام سے زیادہ بڑھ جائے اور یہ کہ میسور کی سلطنت کے اس حصہ پر جو حید علی خان
 نے راجہ سابق سے حاصل کیا تھا راجہ مذکور کے خاندان کے کسی شخص کو حسب معاہدہ مذکور قائم
 کرے اور اس سے اپنے مفید مطلب چند جدید شرائط ملے جن سے وہ علاقہ حقیقت میں ترقی

اپنے زیر تصرف ہے لیکن ظاہر میں بالکل علیحدہ ہو۔ اس کو اگر کوئی عہدہ دار کمپنی اگر اپنے ذاتی حکم کی بنا پر صورت عمل میں لاتا تو بدنامی تھی اس لئے گورنر جنرل نے تصفیہ تقسیم ملک کے لئے اپنی صوابدید سے ایک کمیٹی قائم کر لی جس کے ممبر جنرل ہاریس، کرنل آر تھرویلزلی، لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پیٹرک، لفٹنٹ کرنل باری کلوز، کپتان ملکم تھے اور منرو بھی حیثیت سیکریٹری شریک تھے۔ قابل توجہ یہ امر ہے کہ تقسیم ملک و مال میں ریاست نظام اور ریاست کمپنی اور ریاست پیشوا کے مفاد بھی مد نظر تھے۔ ایسی صورت میں محض انگریزی عہدہ داروں کو اس کمیٹی کے ارکان بنانے سے یہی متصور ہو سکتا ہے کہ ان کو صرف انگریزی کمپنی کے فوائد و مقاصد پر نظر رکھنا مقصود تھا۔ اگر دیسی ریاستوں کے مفاد پر نظر ہوتی تو اس کونسل میں ایسے دیسی اصحاب بھی مامور کئے جاتے جو ان کے فوائد و مسائل پر توجہ کرتے اگرچہ ان ممبروں میں ایک دو ایسے بھی تھے جو دیسی ریاستوں کے طرف سے ان کے نمایندے متصور ہوتے تھے لیکن افسوس ہے کہ انھوں نے اپنے فرائض یہی تصور کئے کہ دیسی ریاستوں کے مفاد کو مقبولیت کے ساتھ کس طرح نظر انداز کیا جاسکتا ہے بہر حال اس خود ساختہ کمیٹی نے دیسی ریاستوں کے دکلاؤ کی تحریکات پر پروہ ڈاکٹر اپنے من مانے تقسیم کے مسائل طے کئے اس تقسیم میں اکثر امور سے میر عالم نے اختلاف کیا تھا اور حسب ایماے ارسطو جاہ ان پر استبداد بھی کی جس کا نتیجہ آئندہ ان کے حق میں اچھا نہیں نکلا اور کارپردازان کمپنی نے ان کو نظام اور ان کے دیوان کے نزدیک بظن کر کے فائدہ اٹھایا۔

اس جنگ کے آغاز کے وقت غفراں مآب نے لاٹو صاحب کو ایک خط لکھا تھا کہ

”انشاء اللہ المستعان یہ مہم اتفاق کی بدولت حسن انجام پائیگی اس لئے اس مہم میں جو کچھ ملک نابہ دولت کے حصہ میں آئے حسب صراحت فرد علیحدہ اس کا ایک حصہ ہم نے نظر اخراجات رئیس الملک سلیمان جاہ کو اور ایک حصہ ارسطو جاہ اور ان کے لواحقین کو عنایت کیا ہے پس اس کی اطلاع عیابی پر اپنے دستخط ثبت کریں کہ حال و آئندہ کے لئے اطمینان ہو۔“
اس پر مارکویس ویلزلی نظام کو اپنے مراسلہ مورخہ ۲ نومبر ۱۸۱۵ء مطابق ۲۴ شہر محرم ۱۲۱۵ھ میں لکھتے ہیں:-

”نیازمند حتی الوسع والامکان خود در آنچه صاحبزادگان والادودمان رئیس الملک سلیمانجاہ بہادر و سلطان الملک کیواں جاہ بہادر طو ل عمر ہما و نواب صاحب موصوف متعلقان و توابعین مغز الیہا حسب تفصیل مندرجہ الطاف نامہ سامی ہر یک بکمال جمعیت خاطر در جاگیرات و انعامات عنایتی سرکار عالی قابض و متصرف بودہ باشند بتقدیم آں در ہر حال مایل و مصروف و غلبہ و احیاناً ہر گاہ از طرف احدے قصد بیدخلی یا زحمت و قبض و تصرف فرزند ان نامدار و نوابا مغز متعلقان باوقار مسطور در جاگیرات و انعامات مرقومہ بعمل آید نیازمند ہمارہ خواہش انسداد آں در دل خود محکم خواہد داشت فاما نظر بر عدم وقوع اشتباہ و مکارہ چنان صلاح مقصود است کہ نیازمند نیز از مقام و حدود و اربعہ و حاصلات آں یک یک جاگیر و انعام اطلاع دارد بنائے مقصد گرامی خدمت می گردد کہ بہت درستی و تفویض فرد تفصیل حقیقت جاگیرات و غیرہ مرقومہ الصدد بمصاحب جانشین انجام بمصدیان سرکار دولتمدار ارشاد شود باقی مراتب از عرض و التماس حسب موصوف واضح رائے عالی خواہد گردید۔“

غفران مآب نے اس تمام خطہ ملک کے تین حصے قرار دیکر دو سیلماں جاہ کو عنایت کئے اور ایک ارسطو جاہ کو اور چوتھے حصہ ملک ابھی شخص نہیں ہوا تھا اس لئے حضور نے ان کے حدود اربعہ معین نہیں کئے اور اگر ملک شخص ہو بھی جاتا تو حدود اربعہ لکھنا ممکن ہے کہ بیکار تصور کرتے ہوں اس واسطے کہ سیلماں جاہ کے زیر پرورش ہونے کے اعتبار سے غرض عطا واحد تھی۔ اس خطہ ملک کی نسبت بندوبست کے بعد سے اُس زمانے تک جب تک پھر یہ خطہ تنخواہ افواج میں انگریزی کے سپرد ہوا کوئی کیفیت معلوم نہیں ہوتی۔ جین بندوبست بعض بعض مقامات پر مزاحمت وغیرہ ہوئی ہے لیکن اس سے بھی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آیا یہ خطہ حسب منشاؤ بند گانعالی سیلماں جاہ اور ارسطو جاہ کے تفویض ہوا یا نہیں۔

یہاں ہم یہ ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ بند گانعالی کو کسی طرح یہ ضرور نہیں تھا کہ الہالیان کچھنی یا خود گورنر جنرل کو اس سرفرازی کی اطلاع فرماتے۔ اس اطلاع سے انھوں (الہالیان کچھنی) اس امر کو معلوم کیا کہ بند گانعالی کے نزدیک اس خطہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے اس واسطے کہ پہلے بھی بڑی آسانی کے ساتھ یہ علاقہ مالک محروسہ سے نکل کر ملک میسور میں شامل ہو گیا تھا اور اب

۱۔ اصل دستخط شدہ خطہ ہماری نظر سے گزر رہا ہے اس کے مسئلہ فرد تفصیل جاگیر اس طرح تحریر ہے۔

آنچہ ملک و تعلقات درہم ٹیو سلطان بھٹہ مرکار و لہذا آید یہ تفصیل ذیل غایت فرمودہ شد۔ دستخط

برخوردار سعادت آثار اقبال یاد رکھنا گار نامدار

فرز نادر بند سعادت و اقبال نشان فوق جان شاد تھار دولت

رئیس الملک سیلماں جاہ بہادر

دکیل مطلق ارسطو جاہ بہادر مع لواحق

محکم حصہ

پہل بیضہ کے علاوہ ہم نے مسودہ بھی دیکھا ہے اس میں بھی یہی وجہ ہے اور مسودہ بھی دستخط بند گانعالی سے فرمایا۔ نہ بیضہ میں کیونکہ جاہ کا نام درج ہے نہ مسودہ میں لیکن ویٹری کے خط میں ان کا نام تحریر ہے خدا جانے ان کا نام انھوں نے کس طرح شامل کیا مگر سچ کہ سیلماں جاہ بڑے بھائی ہونے کی وجہ سے ان کا نام درج کیا گیا ہو اور اسی لئے ان کے واسطے وہ حصہ رکھے گئے ہوں کہ ایک اپنے لئے رکھیں اور ایک بھائی کے لئے۔

جبکہ یہ خطہ پھر قبضہ میں آیا تو بلا کسی احساس کے جاگیر میں دیدیا جا رہا ہے اس عدم اہمیت کے علم سے انھوں نے اس امر کا استنباط کیا کہ اس سے کمپنی کیوں فائدہ نہ اٹھائے اور ممکن ہے کہ وہ اسی بنا پر بہت قریب ہی زمانے میں افواج کی تنخواہ کے عوض انگریزی سرکار میں ضم ہو گیا۔

تقسیم ملک میسور کے متعلق ویلزی نے جو مراسلہ (نشان مورخہ ۲۷ جون ۱۹۰۹ء) لکھنا شروع کرکے پیاٹرک کے نام لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقسیم ممالک میسور میں میر عالم یہ چاہتے تھے کہ چیتل درگ نظام کے حصہ میں آئے اس واسطے کہ مقام وقوع اور اس کے قلعے کے اعتبار سے اس کا نظام کے قبضہ میں رہنا مناسب اور ضروری تھا۔ لیکن ویلزی اس کے مخالف تھے چنانچہ مراسلہ مذکور میں وہ لکھتے ہیں :-

”چیتل درگ اور بید نور و عینہ راجہ میسور کے قبضہ میں دئے جائیں گے اور بلجاٹ اس کے کہ اس راجہ کے ساتھ ہم نے معاہدہ کیا ہے مجھے اعتماد ہے کہ وہ کافی طور پر ہمارے زیر حکم رہیں لیکن میں اس امر پر متفق نہیں ہو سکتا کہ چیتل درگ نظام کے قبضے میں دیا جائے یہ ہر طرح ایک غیر مطمئن انتظام ہو گا اس لئے میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ ایسا خیال میر عالم کا ہو تو ان کے لئے نکل دو۔“

اختلاف رائے کی ابتداء اسی سے ہوتی ہے، چیتل درگ کا قلعہ نہایت شاندار مضبوط قلعہ تھا اور حدود ممالک محدودہ سے متصل ہونے کے باعث اس کا سرکار نظام کے قبضے میں رہنا میر عالم ضروری تصور کرتے تھے۔ لیکن باعتبار اس معاہدے کے جو انگریزی کمپنی نے

میٹور کی رانی کے نائب ترل راؤ سے کیا تھا اس صانع کو ان کے قبضہ میں نہیں دیکھتے تھے اور قطع نظر اس کے اس قلعہ کے نسبت ویزلی کا خیال تھا کہ اس کو اپنے تصرف میں رکھ لے مگر بمقابلہ نظام وہ مناسب نہیں سمجھتے تھے کہ علانیہ اپنے قبضہ میں لے لیں اس لئے انھوں نے یہ تجویز کی کہ اس کو ایک ایسے شخص کے سپرد کریں جو انھیں کا ساختہ پر داخۃ تھا اور اسے یقین تھا کہ ان کا بنایا ہوا راجہ ان کے احکام و خواہشات کا تابع رہے گا اور عہد نامہ مذکور کی تعمیل بھی اس طرح بوجہ احسن ہو جائیگی۔ اس موقع پر ممکن تھا کہ میر عالم اس کو اہمیت نہ دیتے لیکن ویزلی نے ان کو اس امر پر مجبور کیا کہ اس تقسیم کے عہد نامہ کو اپنے ہی دستخط سے تکمیل کر دے چنانچہ مراسلہ مذکور میں اس نے یہ لکھا ہے :-

”مجھے خوف اس امر کا ہے کہ تصفیہ کی تکمیل میں دیر ہی ہوگی اس واسطے کہ منجانب نظام کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کو صلح نامہ یا طے نامہ پر دستخط کرنے کا اقتدار دیا گیا ہو لیکن ان اقتدارات کے تحت جو ہر شکل کے رفع کرنے کی نسبت نظام نے مجھے عطا کئے ہیں ممکن ہے کہ میرے کہنے پر میر عالم اپنے آپ کو عہد نامہ پر دستخط کرنے کا مجاز تصور کریں۔ میں نے حیدر آباد میں تمھارے بھائی کو لکھا ہے کہ میر عالم کے لئے ایسے اقتدارات حاصل کر کے احکام بھیجیں لیکن میرا خیال ہے کہ میر عالم ہی کو اس پر دستخط کر کے تکمیل کرنے پر آمادہ کیا جائے تو یہ بہت

لے ویزلی نے خط نمٹ کر نل ولیم کرک پائرکس نام لکھا ہے جب کہ خطاب غریز الملک فخر اللہ شاہ شکت جنگ تملو کا زوال کے عہد حیدر آباد کے ریڈنٹ تھے اور اب میدان جنگ میں فوجی عہدہ دار کی حیثیت سے کام کر رہے تھے ولیم کرک پائرکس اپنی ملاقات کی وجہ سے حیدر آباد سے واپس آئے تو ان کی خدمت کا جائزہ اُن کے بھائی جمیل پچلس کرک پائرکس کو دیا گیا یہاں بھائی سے مراد بھی ہے لکے پائرکس ہیں جو زمانہ جنگ میں حیدر آباد میں بحیثیت ریڈنٹ موجود تھے ان کا خطاب فخر الملک فخر اللہ شاہ شکت جنگ تھا۔

اچھا ہو گا اس سے ہم ملک مفتوحہ کے بندوبست کے لئے فوراً متوجہ ہو سینگے۔“

اس سے ممکن ہے کہ ان کو خیال ہوا ہو کہ یہ ایک ذمہ داری کا کام ہے اس سے جو کچھ بھلائی برائی ارکان دولت کے ذہن میں جمے اس کا ہدف خود بینگے اس بنا پر انھوں نے عدم اقتدار کے عذر واقعی سے اس کو ٹالا۔ آخر اس کا تصفیہ یہ ہوا کہ عہد نامہ کی ترتیب کے بعد دستخط بندگانِ عالی کے لئے وہ میرِ عالم کے ذریعہ بھیجا جائے جس کو بعد میں انھوں نے پچیس دن میں واپس منگوانے کا وعدہ کیا میرِ عالم کو اس تقسیم کی اس شرط سے بھی اختلاف تھا جو ٹیپو سلطان کے پسماندوں کی پرورش سے متعلق تھی ویلزی نے میرِ عالم کے اعتراض کو اس طرح نکالنا چاہا کہ ٹیپو سلطان کے خاندان کی پرورش سے جو کچھ باقی رہ جائے اس کو کمپنی اور نظام علی السویہ تقسیم کر لیا کریں گے اور اگر کبھی اضافہ خرچ ہو جائے تو نظام اضافہ رقم میں سے بقدر نصف ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے بظاہر یہ شرط ایسی تھی کہ اس پر اتفاق نہیں کیا جاسکتا تھا میرِ عالم نے اس پر اپنی رضامندی ظاہر نہیں کی آخر تصفیہ اس امر پر ہوا کہ کمپنی اپنے حصہ میں آئے ہوئے اضلاع کے محال سے سالانہ دو لاکھ اسٹار پکٹو ڈائیو سلطان کے خاندان کی پرورش پر صرف کیا کرے اور ان کے خاندان میں سے جو شخص مر جائے اس کا حصہ اس مقررہ رقم میں سے کمپنی کو بازیافت ہو اس موقع پر یہ بتانا ضروری ہے کہ کمپنی کے حصہ میں آئے ہوئے اضلاع کی آمدنی نظام کے حصہ میں آئے ہوئے اضلاع سے

لے ڈسپاچس آف مارکویس ویلزی۔ آر۔ ایم۔ مارٹن جیلڈ صفحہ ۶۰ مراسلہ نشان (۲۳) مورثہ ۳۰ جون ۱۷۹۷ء
موسومہ کپتان جے۔ لے کرک پبلیشر۔

دو لاکھ اسٹارپگنڈا زیادہ تھی۔ بہر حال میر عالم نے تمام امور مختلف فیہ کی تفصیل ارسطو جاہ کو لکھی جس پر انھوں نے بھی انھیں ہدایت کی کہ ایسے امور طے ہونے نہ پائیں جن میں سرکار عالی کا سرسر نقصان ہو اس موقع پر ارسطو جاہ کا وہ خط جو انھوں نے میر عالم کو لکھا ہے اور ضمیمہ میں بحسنہ و بجا درج کیا گیا ہے قابل ملاحظہ ہے۔

آخر کمپنی نے ملک میسور میں سے حسب ذیل حصص کی تفریق کے بعد بقیہ ملک کی تقسیم کی۔

۱۔ پسماندگان ٹیپو سلطان کے لئے ایک حصہ جاگیر کمپنی کے قبضہ میں ہے اور اسے پسماندگان کی نگرانی و سربراہی کمپنی خود کرے۔

۲۔ قمر الدین خاں سپہ سالار میسور کے لئے اس معاہدے کے موافق جوان کے ساتھ کیا گیا تھا ایک حصہ جاگیر۔

۳۔ اس قدر حصہ جو اس وقت راجہ کے قبضہ میں تھا جبکہ حیدر علی نے راجہ سے ریاست حاصل کی تھی اس شخص کے لئے رکھ چھوڑا گیا جو سلطنت میسور پر راجہ مذکور کی اولاد میں سے تخت نشین ہو۔

ان منہائیوں کے بعد نظام کے حصہ میں چھ لاکھ سات ہزار تین سو تیس گنڈا حاصل کے علاقے آئے اور ان میں وہی اضلاع تھے جو قبل ازیں نظام کے قبضہ سے نکل گئے تھے اور چونکہ میسور نے اپنا حصہ لینے سے انکار کر دیا تھا اس لئے ان کے حصہ میں سے دولت نظام اور ایک ٹلٹ کمپنی کو ملا۔ ممالک کے ساتھ ساتھ مال غنیمت کی بھی تقسیم ہوئی جس میں جنگی سازو سامان کے علاوہ صرف نقد زر و جواہر گیارہ لاکھ تریالیس ہزار دو سو سولہ پونڈ کی مالیت کا تھا

جو تقریباً پونے دو کروڑ روپے کے معادل ہیں۔ اس زمانے کی بعض فارسی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو جادہ اور میر عالم کو بھی بہت سے جواہرات وغیرہ انعام میں ملے اور ان جواہرات کے متعلق جو نظام کے حصہ میں آئے میر عالم نے لارڈ صاحب سے اس مضمون کا ایک مختار نامہ لکھوایا تھا کہ جواہر مذکور کی نسبت میر عالم کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہیں اور جس طرح چاہیں بند گانغالی کو پہنچائیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میر عالم نے تالاب اور سرائیں وغیرہ جو تعمیر کیں اسی روپیہ سے کیں لیکن یہ تمام امور انگریزی تواریخ کے انحصار و یلزی کی مراسلت کے معائنہ کے بعد تحقیق طلب ہو جاتے ہیں۔

سر رنگ پٹن کی فتح سے فارغ ہونے کے بعد جب ویزلی کلکتہ کو واپس ہونے کے ارادے سے مدراس کی طرف لوٹے تو میر عالم بھی بدراس گئے۔ وہاں کے گورنر کے یہاں پہے انگریزی کمپنی کے عہدہ داروں نے ۸ ربیع الثانی ۱۱۸۲ھ کو وہاں اس فتح کی خوشی میں بڑا بھاری جشن منعقد کیا اور شہر میں روشنی ہوئی آتش بازی چھوڑی گئی دعوتیں ہوئیں۔ رقص و سرود کی محفلیں گرم ہوئیں۔ میر عالم اس جشن میں شریک رہ کر نویں ربیع الثانی کو وہاں سے واپس ہوئے اور ۲ جمادی الاول ۱۱۸۲ھ کو بلدہ پہنچے اور ملازمت حضور سے ^{اندر} متاد ہوئے۔ اس کے بعد ہی ماہ رجب میں میر عالم کو حکم بند گانغالی ہوا کہ ملک نوشہر کے بندوبست کے لئے روانہ ہوں چنانچہ ۵ رجب المرجب ۱۱۸۲ھ کو وہ حیدرآباد سے نکلے اور ۲۳ ماہ کوڈ کو دریائے کرشنا کو عبور کیا اور تقریباً ایک سال اس سمت میں نظم و نسق و عمل و دخل کے ضمن میں رہے بعض مقامات میں حصول قبضہ و تصرف کے لئے زمینداروں سے تقابل بھی ہو

جن میں سے مشہور واقعہ زمیندارکنک گیری کا ہے جس کو راجہ چند لال (جو میر عالم کے ہمراہ نکلے تھے) نے فتح کر لیا۔ اس انتظام سے واپس آنے کے بعد میر عالم کی قسمت نے پلٹا کھایا جسکی نسبت قبل ازیں اشارہ کیا جا چکا ہے۔

ویلزلی اور میر عالم کا اختلاف

مالک میسور اور غنیمت کی تقسیم کے مسئلہ میں ویلزلی اور میر عالم میں جو اختلاف واقع ہو گیا تھا اس کے وجوہ یہ تھے کہ تقسیم میں خلافت معاہدہ بعض امور طے کئے جا رہے تھے جن سے نہ خود میر عالم کو اتفاق تھا اور نہ ارسطو جاہ کو۔ ان اختلافات آرا کا اظہار وقتاً فوقتاً میر عالم ارسطو جاہ سے کرتے رہے جس کے جواب میں وہ ان کو تاکید و تہدید کرتے تھے کہ کوئی امر نہ خلافت معاہدہ طے پائے اور نہ ایسا کوئی معاملہ ہو کہ اس میں سرکار عالی کے مفاد ساقط ہو جائیں چنانچہ ان کا ایک خط اس تقسیم کے مسئلہ میں نہایت اہم اور قابل دید ہے یہاں اس کے ان اقتباسات کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جن سے مسائل تقسیم اور حقیقت اختلاف پر روشنی پڑتی ہے اور اصل خط اس اعتبار سے کہ خاص اہمیت رکھتا ہے ضمیمہ الف میں درج کیا جاتا ہے۔ یہ اقتباسات صرف ان تین مسائل سے متعلق ہیں (۱) میر قمر الدین خان کے نام عطا کردہ (۲) تعین حصہ پسران و پسا مذگان ٹیپو سلطان (۳) تقسیم ملک و غنیمت۔

بند گانعالی کی خواہش تھی کہ ضلع گورم کندہ سے قلعہ اور قصبہ کے علاوہ تعلقات بخار کالوہ اور راجپوتی کو چھوڑ کر بقیہ میر قمر الدین خان کی جاگیر میں دیا جائے لیکن تقسیم کے لئے مقرر

کی ہوئی کونسل نے اس کے خلاف عمل کیا چنانچہ ارسطو جاہ لکھتے ہیں:-

”گورم کندہ کے مقدمہ میں بھی کہ مقاصد سرکار سے کچھ کم زیادہ ہوا ہے تعجب ہوتا ہے کیونکہ گورنر جنرل بہادر نے حضور پر نور اور ایں جانب کے خریطہ میں لکھا ہے کہ سرکار کے منشاء و مقصد کے موافق عمل ہوگا چنانچہ گورنر جنرل نے حضور پر نور کے خریطہ میں لکھا ہے کہ سرکار کے مجوزہ مراتب کے لحاظ سے عمل ہوگا اور مجھے ان تعلقات کے ناموں کی صراحت کے ساتھ جن کو سرکار رکھنا چاہتے ہیں لکھا ہے اس سے اور زیادہ تعجب ہوتا ہے کہ گورنر جنرل نے حضور پر نور کے نام کے خریطہ میں لکھا ہے کہ انھوں نے آپ (میر عالم) کو اور جنرل ہاریس کو لکھا ہے کہ خانہ گور کی جاگیر کے مقدمہ کو آپ (میر عالم) کی تحریر اور مراتب مجوزہ کے اعتبار سے بہت جلد فیصلہ کر دیں درآخرا لیکہ آپ (میر عالم) کے خریطہ میں جس کی نقل ہمارے ملاحظہ کے لئے انھوں نے بھیجی ہے لکھا ہے کہ بہترین نقشہ کی تجویز کے ساتھ میر قمر الدین خاں کی درخواست کے تصفیہ سے بہت جلد انفضال معاملہ کر دیں چنانچہ دونوں خریطوں کے مضامین سے دو طرح متصور ہوتا ہے ہی حشمت جنگ کو کہا بھیجا گیا بہادر موصوف بھی متحیر و متعجب ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنے اطلاع دینے اور گورنر جنرل کے پاس سے تفصیل تعلقات (یعنی قلعہ معہ قصبہ و تین تعلقات کمارہ کالوہ اور رانچوتی) یہ جواب پہنچنے پر بھی کہ حسب منشاء سرکار میں رہے باقی میر قمر الدین خاں کی جاگیر میں جائے ایسا اہلور میں آنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبان سرریگ پٹن کا قصور ہے۔“

یہو سلطان کے فرزندوں اور پسماندوں نے انگریزی کمپنی کے ذریعے جو استبداد کا مٹی کہ بغرض پرورش نصف حصہ ملک اور نصف خزانہ ان کو ملے اس کی نسبت ارسطو جاہ نے لکھا

”کیوں نہیں کہتے کہ یہ ہمارا حق ہے کہ قلعہ ہم نے حملہ کر کے فتح کیا ہے اور اسیران جنگ ہیں ان کے لئے صرف قوتِ لایموت کے موافق تجویز کرنا چاہئے اور بقیہ تمام چیزوں میں سہاوی حصے ہوں ان میں سے اہل کمپنی اپنی سپاہ کے حصے میں آپ مختار ہے اور کارپردازان سرکارِ دولتمدار اپنی سپاہ کے حصے میں اپنے قانون کے مطابق مختار ہیں۔ یہی حشمتِ جنگ اور ان کے نشئی سے بھی کہہ دیا گیا ہے انھوں نے اس امر کا ذمہ لیا ہے کہ گورنر جنرل کو یہی لکھا گیا ہے ایسا ہی عمل ہوگا اور اس کا بھی اقرار کیا ہے کہ سرکارِ عالی کی سپاہ کا حصہ تمہارے حوالے ہوگا آئندہ کارپردازان سرکار مختار ہیں۔“

میرِ عالم نے کمیٹیِ تقسیمِ انعام میں ٹیپو سلطان کے فرزندوں اور سپاہیوں کے متعلق یہ سئلہ پیش کیا تھا کہ ان کو قائم کرنے میں نیک نامی و مصلحت سرکاری بن متصور ہے اس پر عمل ہو تو دونوں سرکاروں میں بطور نوکری ان کو مامور کیا جائے کہ ہر ایک کی ضرورت پر جمعیتِ رکاب یا جمعیتِ سرکار کے ساتھ حاضر ہوں اور نوکری و جاں نشاری کے فرائض بجا لائیں اسی رائے کو بالفاظِ میرج اسطو جاہ نے اس طرح ظاہر کیا ہے۔

”ٹیپو سلطان مرحوم کے مخصوص خویش واقارب کو دو آدمیوں کے تحت (جو ان میں سے ذی اعتبار ہوں) رکھ کر ایک کو سرکارِ دولتمدار میں اور دوسرے کو سرکارِ کمپنی میں ایک مقام پر بجز معیشت رکھ چھوڑیں اور آئندہ اُن کے چال و چلن اور اوضاع و اطوار کے علم کے بعد اگر وہ قابلِ ترقی قرار پائیں تو ترقی دی جائے.....“

اور پھر اسی سئلہ کے متعلق لکھتے ہیں:-

”اس جانب (ارسطو جاہ) کو یقین ہے کہ ٹیپو سلطان کے لڑکوں اور سپانڈوں کو نشانہ سرکار و تہدار اور اہل ہمارے صاحب کے ملوث کیا جائیگا اور نصف ملک ہر گزان کو نہ دیا جائیگا اعلیٰ کے نسل میں اس کا بھی مذکور آچکا تھا کہ تمام ملک کے تین حصے کر کے ایک حصہ ان (سپانڈ سپانڈگان ٹیپو سلطان) پر چھوڑا جائے گا وہ آتی ہے پس جب تک نظم و نسق درست نہ ہو ہر شخص کے خیال میں جو آئے کہتا ہے اس کا اعتبار نہ کرنا چاہئے یقین رکھیں گورنر جنرل بہادر میر صاحب کی صوابدید اور رضامندی سے ایسا عمل کریں گے کہ اینجا اور میر صاحب کی سرحدوں میں حضور میں اس سے زیادہ ہوتی ہے اب ہے اس کا یقین رکھ کر اپنے دل میں کوئی تامل نہ کریں.....“

میر عالم نے تقسیم ملک پر روشنی ڈالتے ہوئے ارسطو جاہ کو لکھا تھا کہ بند گانغالی کے حصہ میں سات لاکھ ہون کا ملک آتا ہے جس میں سے قمر الدین خان کی جاگیر رقی دو لاکھ ہون وضع ہونے کے بعد صرف پانچ لاکھ ہون کا ملک حصہ سرکار میں باقی رہتا ہے اس پر ارسطو جاہ لکھتے ہیں۔

”بظن تا مل غور کریں کہ بعد اخراجات قلعجات عمالان و متصدیان و سہ بندی محال وغیرہ کتنا سرکاریں باقی رہیگا کہ اس میں ان پلاٹن اور رجمنٹ کے رکھنے کی توقع کی جاسکے جبکہ یہ خبر ملی ہے تا ملات عمیق میں متحرک ہوں کہ کس طرح اخراجات کی عہدہ برآئی ہو اور حضور میں آپ کو اور مجھ کو منہ دکھانے کی کیا صورت رہیگی.....“

اصول تقسیم پر نظر ڈالتے ہوئے ارسطو جاہ نے میر عالم کو لکھا ہے۔

”غنیمت میں ہو یا ملک میں اگر مساوات نہ برقی جائے تو یہی کہنا چاہئے کہ اب تک

کچھنی کی نیک نامی تمام ہندوستانی رؤسا میں مشہور آفاق تھی اب ان مضامین سے اس کے برعکس تصور ہوتا ہے وہ جو چاہیں کر لیں اس کے بعد آپ رخصت ہو کر چلے آجائیں یقین ہے کہ اس امر کے مواخذہ میں اہل ولایت اُن لوگوں سے باز پرس کریں گے بہتر ہے کہ اس امر کا اظہار بالمشافہہ اُن سے بھی کر دیں یہی ہم نے حشمت جنگ کے پاس بھی کہلا بھیجا ہے۔“

انگریزی کچھنی کی تقسیم ضمیمت کی پالیسی پر نظر ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”یہ جو خزانہ اور جواہر اور اثاثہ اور آلات حرب و ضرب و غیرہ نقد و جنس (خواہ پر کاہ کیو نہو) کی تعداد و مقدار سے خود (انگریز) واقف ہو گئے اور سرکار کو اطلاع نہیں کی یہ کونسی نیکی اور نیک نامی اور حق پرستی ہے عالم شراکت میں جب تمام اشیاء کا مساوی حصہ لازم آتا، شریک نہ کرنا نظر دور میں سوئے نفسانیت اور کچھ نہیں ہو سکتا.....“

گورنر جنرل کا خیال تھا کہ صرف ایک لاکھ ہونے مال ضمیمت سے حصہ سپاہ سرکار دو لاکھ میں مع حصہ میر عالم و دیگر عہدہ داران علاوہ سرکار عالی دیدیں اس مطے صلح ہو کر اسطو جاہ عالم کو لکھتے ہیں:-

”تعجب اور ہزار تعجب کہ غنائیم مع خزانہ کی تعداد گورنر جنرل نے بارہا لکھی کہ تو شک خانہ اور آلات حرب و ضرب کے سوئے کر وڑ مارو پے ہے پس حسب قرار مدار تمام میں حصہ مساوی ہونا چاہئے اگر وہ کہیں کہ ہماری جمعیت زیادہ ہے اور جمعیت سرکار کم ہے اسی نسبت سے میں دیتا ہوں تو یہی کہنا چاہئے کہ پھر مساوی شراکت کہاں رہی اور خلاف نوشتہ و خواندہ عمل ہوا۔ پس اس میں کمپنی کی کس قدر بدنامی ہوگی۔ ہرگز مسلح مذکور کے لینے کو قبول نہ کریں.....“

ان امور کی نسبت حسبِ نشاءِ ارسطو جاہِ استبداد کو کرنے پر انگریزی عہدہ داروں اور میرِ عالم میں اختلاف واقع ہو گیا اس کا اظہار گورنر جنرل ویلزی کے مراسلہ نشان (۲۳) مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۷ء کے مطالعے سے صاف طور پر ہوتا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

”باوجود برٹش گورنمنٹ اور میرے حسن سلوک کے میرِ عالم نے ہم دونوں (یعنی ویلزی اور برٹش گورنمنٹ) کے خلاف بے چینی پیدا کرنے کے لئے اپنی بے بنیاد شکایات کے ذریعے سے جو اس نے اعظم الامرا کو سرنگا پٹم سے لکھے ہیں ہر ایک کوشش کو عمل میں لایا ہے مجھے معتبر اطلاع ملی ہے کہ میرِ عالم کی اس روش کی وجہ سے اس کے نہیں ہے کہ وہ سرنگا پٹم کی تقسیمِ عنایت میں کوئی ذاتی حصہ پانے سے محروم ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی ناعاقبت اندیشی سے اپنے آپ کو جنرل ہاریس کے حصہ کے مساوی کا مستحق قرار دیتے ہیں اس ناداجبی دعوے سے انکار کئے جانے کی وجہ سے یہ بے چینی واقع ہوئی یہ طرزِ عمل ان کی شان سے بعید اور ان کے اقرار کے مغایر ہے اور برٹش گورنمنٹ کے جو عنایات ان پر رہے ہیں اس کے خلاف ہے اور آئندہ سے میرے خیال میں وہ بدگمانی سے دیکھے جانے کے قابل ہوں گے۔“

تقسیم ملک و مال میں جو امور غور طلب اور ناقابلِ تسلیم تھے ان کو اپنے آقا اور ان کے وزیرِ پڑا ہر کرنا ایک خیر خواہ ملازم ہونے کی حقیقت سے میرِ عالم کا فرضینہ تعلق ہی انھوں نے کیا اور اپنی پیش نہ چلنے کی وجہ جو ذہنی تکلیف ویلزی کو ہوئی اس کا اظہار انھوں نے کیا اس لحاظ سے ان سے بھی کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ یہ البتہ ہم تسلیم نہیں کر سکتے کہ میرِ عالم نے انعام میں اپنا حصہ خاطر خواہ نہ پانے سے اعظم الامرا سے لگائی بجائی کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

میر عالم اپنے کسی حق کی بناء پر ایسا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے کہ انعام مجھے اتنا ہی ملے۔ البتہ کا
 فرضیہ تھا کہ ان کی طرف سے جن کے یہ وکیل یا مکھوار تھے کوئی حجت یا مطالبہ کریں اس کے
 معنی یہ نہیں ہو سکتے کہ وہ اپنے لئے ایک مناسب حصہ طلب کر رہے تھے اور جو واقعات
 کہ اس موقع پر وہاں پیش آئے۔ یا آرہے تھے ان کا اپنے آقا پر نظام ہر کرنا فرض اولین تھا
 تاکہ آئندہ کی دمنہ داریوں سے خلاصی پائیں اگر انھوں نے ایسا کیا تو یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ انگریز
 کمپنی کے خلاف بے چینی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد ویزلی نے لکھا ہے:-
 ”نظام اور اعظم الامرا کے اعمال بھی اسی قبیل سے ہیں میں اس سے زیادہ بکا
 خارج از عقل کوئی اور امر نہیں پاتا جو انھوں نے ہماری اور نظام کے فوج سے اس کی بہادری
 اور محنت کے صلے اور انعام کے حقوق چھین لینے کے لئے کیا ہے نظام کی فوج کیا باعتبار تندر
 اور کیا بلحاظ قابلیت اتنی ناقص اور کم تھی کہ کمپنی کے مثل نظام کا انعام قرار دینے میں
 بڑی نا انصافی ہوگی اس صورت میں ہماری فوج خاطر خواہ محنت اٹھانے کے باوجود اپنے
 موجب استغادہ سے محروم رہیگی۔ نظام کے رسالے کو (جو ببقاعدہ ہونے کی وجہ سے نظام
 کے قابل نہیں) چھوڑ کر باقی فوج ہماری افواج کے ساتھ ساتھ حصہ پائے اس کے سوائے
 اور کوئی اصول اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ نظام کے رسالے کی بات میر عالم کے ساتھ ایک تفسیر
 ہوا تھا آیا میر عالم نے نظام کی پیدل افواج کو ان کے رقیب انعامی حصص سے محروم رکھا اور
 نظام کے ذاتی استعمال کے لئے اس کو محفوظ کر دیا یہ ایسا سوال ہے جس کے دریافت کرنے کی
 مجھے ضرورت نہیں اور نہ میں ایک ایسے معاملہ میں دخل دیکر برٹش گورنمنٹ کے اعمال کو جھٹ

لگانا چاہتا ہوں اگرچہ اس امر میں میرے انکار سے ہربائیس کے ساتھ کے اتحاد کو نقصان پہنچے گا۔ میں اپنے اس خط کو نظام اور اعظم الامرا اور مستقیم الدولہ کے روتیہ اور زبان پر روشنی دالتے ہوئے ختم کرتا ہوں بڑا افسوس ہے کہ میں ان کی حالیہ گفتگو کی اطلاعوں میں ایک ایسی ہوا پاتا ہوں جو ہمارے اور دربار حیدرآباد کے تعلقات کی مضبوطی کے لئے نہایت خطرناک ہے مستقیم الدولہ کی زبان سخت ناپسندیدہ ہے اور چونکہ وہ میرے عالم کے قریبی رشتہ دار ہیں اس لئے ان کے مرتبی اور قربت دار کی (مطابق انعام میں) ناکامیابی ان کی اس گستاخی اور جرات کا درپردہ باعث ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مستقیم الدولہ نے جو زبان استعمال کی ہے اس کی نسبت قبل از قبل اعظم الامرا مشورہ ہو چکا تھا۔ یہ صورت قابل زجر و توبیخ ہے میں چاہتا ہوں کہ تم مستقیم الدولہ سے میرے ان اقتدارات کا اظہار لو گے جو نظام نے مجھ کو قبل ازیں دلانے ہیں یہ فرد اقتدار جو میرے ہاتھوں میں دیکھی۔ برٹش گورنمنٹ کے اعلیٰ اقتدار کے نظر کرتے بالکل مہمل اور فضول ہے۔

سریرنگ پٹن کے قلع قمع کے بعد سے نظام نے دو دفعہ یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ میرے ان مکمل اقتدارات میں ذرا بھی مداخلت نہیں کریں گے جو انھوں نے فتح میسور میں اپنے فوائد کی نسبت استعمال میں لانے کے لئے میرے سپرد کئے تھے میری خواہش ہے کہ تم بہت جلد مستقیم الدولہ کو ان کی اس شوخ کلامی پر جو انھوں نے برٹش گورنمنٹ کے نسبت کی ہے بمینہ طریقہ پر تنبیہ کریں اور اگر مزید سختی کی ضرورت ہو تو ان کو ان کے نیشن (الونس) سے محروم کر دیں اور ساتھ ہی تم دیوان کو

۱۔ میرے عالم جنگ میور کے لئے روانہ ہوئے تو یہاں رزٹنٹ اور دیوان کے درمیان مستقیم الدولہ کو مکمل مقرر ہوئے اور وہ غفران آباد اور اسطوجاہ کے پاس میرے عالم کی طرف سے بھی نائب یا کوئل تھے۔

اتنی تفصیل کے ساتھ جس سے مجھے واقف کیا گیا ہے یہ ظاہر کریں کہ آیا انھوں نے نوکروں کو
 ایسی ناجائز گستاخی اور بدکلامی کی اجازت دے رکھی ہے اس موقع پر اعظم الامرا کو ان فوائد سے
 آگاہ کرنا نامناسب نہ ہوگا۔ جو نظام گورنمنٹ نے گزشتہ سال برٹش طاقت سے اتحاد کی بدولت
 حاصل کئے ہیں چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں نظام کو اس مسلح اور باقاعدہ جماعت (فرانسیزی) کی
 بغاوت سے خلاصی دلائی گئی جو ان کی ریاست کے بچوں بیچ اس کی آزادی پر اثر ڈال رہی
 تھی۔ ان کے دشمن مرہٹوں کی مداخلت انگریزی قوت سے روکی گئی جن سے ان کی قوت کی
 تباہی ہو جاتی۔ ان کا نہایت ناممکن التیخ دشمن (ٹیپو سلطان) ان کے خزانہ پر کوئی مزید صرفہ
 ڈالے بغیر تباہ و تاراج کر دیا گیا اور اس دشمن کے عوض میں ایک ایسی قوت قائم کی گئی جو ان کے
 ساتھ متحد ہے اور جس سے ان کی ریاست کو بالکل اطمینان ہے اس کے علاوہ انھوں (نظام) نے
 ملک کا ایک بڑا حصہ اور اس کا محال اور فتح و شہرت اپنی فوج کے ذریعے حاصل کی ہے جس نے
 برٹش آفیسروں کے تحت جنگ میں اپنی خدمات بجالائے فی الجملہ انھوں (نظام) نے ملک
 پست حالت سے اپنے ملک میں اور بیرونجات میں حقیقی قوت اور عزت اور نام حاصل کیا
 اور ہندوستان کے اور بادشاہوں میں ایک ذمی وقعت رتبہ پایا یہ سب برٹش طاقت کے
 ساتھ ان کے اتحاد کے نتائج ہیں جو بلا کسی کوشش اور محنت کے انھوں نے حاصل کئے
 ہے کہ یہ بھی کوئی اعتباط ہو کہ مال غنیمت پر ہرنائینس کی عدم دست رسی (جو برٹش گورنمنٹ
 اس بناء پر جائز رکھی گئی تھی کہ مال غنیمت سے ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جائے جنھوں نے
 اس جنگ کے موقع پر اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالا تھا) سے باوجود اتحاد سے اتنے فوائد

حاصل کرنے کے اپنے تعلقات کو خطرے میں ڈالنے کے درپے ہوئے۔“

اس سے صاف ظاہر ہے کہ عہد نامہ میں اور تقسیم ملک و مال میں جو کچھ نقایص اور کمزوریاں تھیں ان سب کا انکشاف میر عالم نے اپنے معروضہ میں بند گانعالی کو کیا اور انھوں نے ارسطو جاہ کو اس کے خلاف حکام دے اور مستقیم الدولہ نے (جو اندون میں ارسطو جاہ اور رزڈینٹ کے وکیل تھے) اس کی اطلاع اور احکام رزڈینٹ کو پہنچائے جس کی خبر رزڈینٹ نے گورنر جنرل کو کی نتیجہ یہ نکلا کہ کشیدگیاں پیدا ہو گئیں اور بمصدق نزلہ بر اعضائے ضعیف گورنر جنرل میر عالم اور مستقیم الدولہ پر ٹوٹ پڑے اور یہیں سے اُن کو خیال پیدا ہوا کہ ان دونوں (میر عالم مستقیم الدولہ) کو ان کے خدمات علیحدہ کرنے کی کوشش کی جائے اس خط میں میر عالم کا مال غنیمت میں سے اپنے حصہ کے لئے کوئی خاص معیار قائم کرنا سمجھ میں نہیں آتا یہ التبتہ یقینی امر ہے کہ انھوں نے حسب ہدایت ارسطو جاہ معاملہ تقسیم میں بعض امور پر استبداد کیا۔ اور مستقیم الدولہ میں معاہدے کے خلاف امور پر ناراضی کا اظہار کرنا حقیقتاً واجب تھا غنیمت کی تقسیم خواہ نظر ہو یا اجتماعی اور ملک کے حصوں کی قرارداد ایسے امور نہیں تھے کہ نظر انداز کر دے جاتے سکی کوئی ضرورت نہیں تھی کہ انگریزی کمپنی ہر شریک جنگ کو اپنے یا اپنی مقرر کردہ کمیٹی کے زیر اہتمام مال غنیمت کی تقسیم کرتی اس کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ نظام کے متعلقہ عہدہ داروں کو کوئی رقم نام کی تقسیم باعتبار ارکان اتحاد مجموعی طور پر کرتے نہ کہ انفرادی طور پر اس تقسیم کے بعد ہر فرقہ اتحاد اپنے اپنے عہدہ داروں کو حسب مدارج خود تقسیم کرتا یا اور کوئی انتظام کرتا بہر حال ویزلی کا

یا اس کی کمپنی کا یہ غلط اصول تھا کہ اس نے مالِ غنیمت کی تفصیلی تقسیم اپنی قائم کی ہوئی کمپنی کے ذریعے خود کی اس موقع پر یہ بتانا بجا نہیں ہے کہ مالِ غنیمت میں سے نظام کا نقدی حصہ جس کی حقیقی مقدار معلوم نہ ہو سکی سکندر جاہ کی تخت نشینی تک بھی ہمارے رُیس کو وصول نہیں ہوا اس کے ایک عرصہ بعد اس رقم میں سے بعض منہائیاں اعلیٰ میں آئیں اور باقی رقم ایصال ہوئی اس کے متعلق صاحبِ تاریخ رشید الدین خانی لکھتے ہیں:-

” (سکندر جاہ بہادر) اُن (ریڈنٹ سڈنہام) کے گھر تشریف لے گئے صاحبِ بہادر نے بہت کھلف سے ضیافت کی چنانچہ ذکر اس کا گزرا اور لاکھ روپے نشست گاہ کے گزرنے اور ایسا کہا کہ سات لاکھ روپے سرکار کے حصہ کے بابتہ غنیمت سرریگ پٹن جو طرف سرکار کمپنی کے بہادر تھے بطریق تحفہ دیا یے یورپ وغیرہ بعد وضع ہونے اخراجات ضیافت ہذا ادا کئے جائیں گے چنانچہ من بعد بتدیر کچھ کم چھ لاکھ روپے کے اشیاء واجناس ولایتی گزرا اور وے سب مجرئی و محبوب ہوئے۔“

ہم کو اس کی صحت کے تسلیم کرنے میں حذر ہے اس وجہ سے کہ اس کی تصدیق کسی اور تاریخ سے نہیں ہوتی قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ انگریزی کمپنی اتنی سبکی اور تنگ خیالی تو اس میں اختیار نہیں کی ہوگی۔ ممکن ہے کہ حالات ملک کے نظر کرتے ریڈنٹ نے خود ایسا کیا ہو بہر حال تفصیلی تقسیم غنیمت ملک میں جو غلطی و بیزلی کی طرف سے ہوئی تھی اُس کو نباہنے کی خاطر

لحہ یہ ایک رسم جو دورِ کرب کوئی امر اپنے پادشاہ کو دعوت دیکر اپنے گھر بلائے تو نقد ایک لاکھ پونڈ کا جو تبرجاً تخت نشانی ہذا اُس پادشاہ کے محلے اور بعدِ بخت وہ دو پینڈھرات کر دئے جاتے ہیں تاکہ اعلیٰ اللہ صعب بن خلافت ملک نے بظرف صلاح اس سے معنی رسم کو ترک کر دانا ہے ۱۱

میر عالم کے خلاف مارکونٹس ویلزلی نے زور دیا اس خط کا نتیجہ یہ نکلا کہ میر عالم اس واقعہ کے ایک سال بعد اپنی خدمات سے سبکدوش کر دے گئے اور ان کو اپنی جاگیر میں رہنے کا حکم ہو گیا اس مراسلہ کے بعد کے واقعات جو میر عالم اور ویلزلی کی کشیدگی سے متعلق ہیں صاف ظاہر نہیں ہوتے ہمارے فارسی موزین نے تو اس کا کوئی ذکر بھی نہیں کیا ہے بلکہ وہ میر عالم کی علیحدگی اور سکونت جاگیر کے واقعہ کو ایک اور واقعہ کا باعث قرار دیتے ہیں جو یہ ہے:-

کرک پیارٹک اور خیر النساء کی شادی اور اس کا مقدمہ

جمیں پچیس کرک پیارٹک اپنی حیدر آباد کی رزیدنٹی کے زمانہ میں اپنی رایتیں ایک مکان میں (جو رزیدنسی کے سرکاری مکان کے قریب واقع تھا) گزارتے تھے جن میں ان کی ایک مدخل رہتی تھی اس گھر میں عاقل الدولہ کی نواسی خیر النساء بیگم بھی (جو مہدی یا رخاں اور شرف النساء بیگم کی لڑکی تھی) آیا اور رہا کرتی تھی یہ لڑکی میر عالم کے رشتہ میں بھی ہوتی تھی سو اتفاق سے کرک پیارٹک کے ساتھ اس کا تعلق ہو گیا۔ اور اور اس کی دلچسپی اس لڑکی سے زیادہ ہو گئی اور جب بات پھوٹ گئی تو انھوں نے اس لڑکی کو اپنے مکان رزیدنسی میں حائل کر لیا اور اس کی رہائش کے لئے رزیدنسی کا رنگ محل تعمیر کیا اور اسلامی ہندوستانی رسم و رواج کے موافق اپنے تعلقات کو باضابطہ بنا لیا اس واقعہ تعلقات سے ایک عام بچپنی پیدا ہوئی ارسطو جاہ نے کیفیت میر عالم کو لکھی جو اس زمانے میں ممالک مفتوحہ میسور کے بندوبست میں حسب حکم بندگانِ عالی مصروف تھے اور بلحاظ اس کے کام سفارت انھیں کے تفویض تھا ان کو ارسطو جاہ نے حکم دیا کہ خیر النساء کے اغوا کا الزام کرک پیارٹک پر لگا کر گورنر جنرل سے ان کی نذر کے لئے تحریک کریں پرمثال امر میر عالم نے سارا واقعہ منجمن

لارڈ صاحب کو لکھ بھیجا اور اپنے مراسلہ میں اس واقعہ سے خود کرک پیاٹرک اور گورنمنٹ کے حق میں جن بڑے نتائج کے پیدا ہونے کا امکان تھا سب ظاہر کر دیا اس پر گورنر جنرل ویلزلی نے کپتان جان ملکم کو بطور کثرت تحقیقات مقدمہ کے لئے مقرر کیا اور اس کو حکم دیا گیا کہ بعد تحقیقات اگر مقدمہ ثابت ہو تو کرک پیاٹرک کو برطرف کر دے جان ملکم بنگالہ سے براہ جہاڑ پھلی بندر پر اترا اس کمیشن کی اطلاع خانگی طور پر کرک پیاٹرک کو قبل از قبل ہو چکی تھی۔ اس نے اسطور جاہ درخواست کر کے اپنی خلاصی کے لئے اس لڑکی کی مل شرف النساء بیگم سے ایک درخواست حاصل کی جس میں اس نے یہ بیان کیا کہ اس نے اپنی خوشی سے کرک پیاٹرک کے ساتھ لڑکی کی شادی کر دی ہے۔ کرک پیاٹرک نے اس درخواست کو اپنی بریت کا پروانہ بنایا اور اپنی خاص فوج کے کمانڈان کپتان ہنگ کو جان ملکم کے پھلی بندر پہنچنے کے قبل خطا دیکر بھیج دیا جس میں اس نے واقعہ کی صورت حال بتا دی اور یہ لکھا کہ یہاں آ کر آپ میری نسبت تحقیقات کریں گے تو اس میں میری سبکی ہوگی جان ملکم اس تحریر کی بنا پر ملازمہ تحقیقات واپس ہو گیا۔ اس واقعہ سے میرے عالم اور کرک پیاٹرک میں باہمی کشیدگی ہو گئی وہ کرک پیاٹرک سے اس وجہ سے کشیدہ ہو گئے تھے کہ جس لڑکی سے اس نے تعلق پیدا کیا وہ ان کے عزیزوں میں سے تھی اور کرک پیاٹرک ان اس وجہ سے مخالف ہو گئے تھے کہ انھوں نے گورنر جنرل کے پاس اس کی خاطر خواہ شکایت کر دی تھی۔ لیکن مکمل لال اپنی تیاری میں لکھتے ہیں کہ رزیڈنٹ اور میرے عالم میں جو باہمی عناد پیدا ہوا اس کے باعث مستقیم الدولہ میں کہ انھوں نے اپنی غفلت عقل سے ایسے امور کا بے توقع اظہار کیا

لے یہی جان ملکم ہے جو کچھ ہی عرصہ قبل جمیل پچیس کرک پیاٹرک حشت جنگ کا مددگار اقل رہ چکا تھا ۱۲

جن سے جانبین میں کشیدگی ہوگئی دراصل واقعہ یہ ہے کہ میر عالم کے خلاف تقسیم ملک مال میوہ کی بابت پہلے سے مواد تیار تھا اب یہ واقعہ اور سونے پر سہاگہ ہو گیا۔

خدمت سے میر عالم کی علیحدگی اور ان کا انزوا الگ کر دئے جائیں اور خدمت سفارت دیوانی کی خدمت میں ضم کر دیجائے جس کو تسلیم کر لینے میں خود ارسطو جاہ کا بھی فائدہ تھا میر عالم میوہ کی چوتھی جنگ کی فتح کے بعد جب ملک کے اسناد اور مال لیکر حیدر آباد لوٹے ہیں تو بندگانِ عالی نے امر کو ان کے استقبال کے لئے بھیجا اور ایک خاصہ کا ہاتھی میر عالم کی سواری کے لئے ان کے ساتھ کیا اور ان کے یہاں آنے کے بعد ہی ان کو حکم ہوا کہ مالک مفتوحہ کڑپہ، کنبی کوٹ، سدھوٹ بلاری وغیرہ کے انتظام و بندوبست کے لئے جائیں ان اعزاز کی وجہ سے اور امر کی نظروں میں یہ کھٹکنے لگ گئے تھے اور ممکن ہے کہ ارسطو جاہ کو بھی یہ خیال ہوا ہو کہ ہیں یہ دیوان نہ ہو جائیں ان امور کے اعتبار سے میر عالم کے خلاف اس زمانے کے درباریوں کا ایک ایک خربنا بھی بندگانِ عالی کے دل کو پٹلنے کے لئے کافی تھا بہر حال حسبِ قرار واد میر عالم خدمتِ سفارت سے الگ کر دئے گئے اور سفارت دیوانی میں ضم ہو گئی لیکن ارسطو جاہ نے اپنے حزم و احتیاط کو اس قدر کام میں لایا کہ خدمت کی علیحدگی کے بعد انھوں نے مناسب نہیں خیال کیا کہ میر عالم کھٹے بندوں چھوڑ دئے جائیں اور ان کے لئے یہ حکم حاصل کیا کہ وہ قلعہ رورور میں قیام گزریں رہیں تاکہ ان کا دائرہ ملاقات نہایت محدود ہو جائے میر عالم کی علیحدگی کی جو میر عبد اللطیف شوستری نے یہ بیان کی ہے کہ ارسطو جاہ نے بندگانِ عالی کے پاس انتظام

امور کلیات پیش کر کے اور یہ ظاہر کر کے کہ میر عالم انگریزوں کے ساتھ ساخت باخت رکھتے ہیں ان کو خدمت سے علیحدہ کرنے کی منظوری حاصل کر لی لیکن ہے کہ ارسطو جاہ نے غفران مآب سے یہی عرض کر کے ان کی علمی مگی کا حکم لیا ہو اس واسطے کہ غفران مآب کو میر عالم سے وقتاً بگمان کرنے کے لئے اس سے زیادہ کارگر کوئی اور حیلہ ہو نہیں سکتا تھا جب حثمت جنگ ارسطو جاہ کے ممنون ہو گئے اور ان کو یہ علم ہو گیا کہ ان کے اور میر عالم کے تعلقات کشیدہ ہو گئے ہیں کچھ تو اپنے تعلقات ارسطو جاہ کے ساتھ بڑھانے کی خاطر اور کچھ میر عالم سے اپنی ذاتی عداوت اور بغض نکالنے کے لئے ارسطو جاہ کو یہ باور کرایا کہ فتح سررینگ پٹن میں بہت سارے جواہرات جو نظام کے حصے میں آئے تھے میر عالم نے ان کو سرکاریں داخل نہ کر کے آپ بچا لیا ہے اس واقعہ کے علم کے بعد انہوں نے میر عالم کے فرزند میر دوران سے ان جواہرات کا مطالبہ شروع کیا اور ان کے پاس چوبدا متعین کر دئے کہ کسی صورت میں دوران سے جواہر وصول کریں۔

میر دوران نے مطالبے اور تقاضے سے تنگ آکر کلام پاک کی قسم کھا کر کہہ دیا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ جواہرات کیسے ہیں اور کس کے پاس ہیں اس سے میر دوران کو اس قدر کوفت ہوئی کہ وہ غیرت غیرت میں گھلنے لگ گئے حتیٰ کہ ۱۲۱۶ء تا ۱۸۰۲ء میں قضا کی۔ میر عالم نے وہ جواہرات دراصل مستقیم الدولہ کے حوالے کئے تھے مستقیم الدولہ میر عالم کی طرف سے ارسطو جاہ کے پاس نائب اورکیل تھے ان سے جواہرات کے متعلق پوچھا گیا تو بڑے ہی وثوق سے انھوں نے کہا کہ وہ جواہر میر عالم کے خانہ امان غلام نبی خاں کے پاس امانت میں اس اہتمام پر اس بچا کا گھر ارسطو جاہ کے ہاتھوں تباہ اور برباد ہو گیا مگر جواہر نہ بکھے آخر مستقیم الدولہ یہ کہہ کر گول ہو گئے

کہ غلام نبی خان نے ان کو بچا لیا ہے میر عالم کی خلاصی کے لئے مستقیم الدولہ اکثر غفراں مآب اور اسطو جاہ سے عرض معروض کرتے رہتے تھے آخر ان کی طرف سے ان کی علالت مزاج کے عذر کو پیش کر کے بلدے سے قریب آرہنے کی اجازت چاہی۔ مستقیم الدولہ کی یہ درخواست پذیرا ہوئی اور میر عالم کو اجازت ملی کہ وہ اپنی جاگیر ناگل پٹی (واقع عقب گولکنڈہ) میں آ رہیں اور ان کی حفاظت و نگہبانی کے لئے دو سو سوار اور جوان اور ہرکارے وہاں متعین کر دئے گئے یہاں آنے کے بعد ایک رات میر عالم کے گھر کو آگ لگ گئی اور سارا اثاثہ جل گیا۔ غنیمت یہ کہ جانیں بچ گئیں۔ اس سے میر عالم اور متاثر ہوئے اور ضعف و تقاہت اور بڑھ گئی محمد فیض اللہ خزانہ رسول خانی کا بیان ہے کہ میر عالم نے کئی معروضے اسطو جاہ کی زندگی میں بند گانغالی کے ملاحظہ میں اپنے نائب کے ذریعہ گزرنے جن کے بعض مضامین کی نقل اس نے میر عالم کی زبان ان الفاظ میں کی ہے:-

”ایں غلام (میر عالم) بوقت مراجعت از سفر سرریگ پٹن باشا مخ الارکان سرکار کچینی والا نشان بہ اقبال ابد اتصال سرکار دولت مدار ابد پادار بہ آئین بہین بانواع واقسام شرط مکھوارگی جناب خداوند نعمت طوریکہ بجا آوردہ درجناب سی مظاہر نیکو روشن کہ بچا پوسی تمام درخواست سطح سلطان نگر برائے تیاری سکا چھاؤنی متعرو مناسب خود بسیار می خواست و در جلدوی پرواگی سطح مذکور بہت روپیہ نذر بلا زمان حضور پر نور قبول کردہ بود غلام مانع گشتہ بہ آہنا ہمانید کہ در اسخ القولی عہدیہ فیما بین سرکارین فرق آید ہرچہ کہ دفعات عہد نامہ بقید قلم

آوردہ اندوچہ حال وچہ آئندہ باہمد گیر ہر دوسر کا رطلی استقرار و استمرار آوردہ
 بدآں موجب طرفین ہر دو دوتین عل نمایند دریں تقریر بہ آں سمت توقف اقل
 بعمل آمدہ پس تر غلام سید خاں (ارسطو جاہ) برائے تیاری مکانات چھاؤنی
 و متفرق مناس انگریز بہادر از حضور پرواگی دہانیدہ سرفراز کنایندہ۔“

اس کے بعد اپنی بیماری کا اظہار حال اور احسانات بندگان عالی کا شکریہ ادا کر کے اپنی
 رنگاری کی استدعا کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھاؤنی کا مقام میر عالم کے نشاء کے
 خلاف تجویز ہوا اور ممکن ہے کہ ارسطو جاہ نے آٹھ لاکھ کے نذرانہ کے توقع میں اس کی اجازت
 دلا دی ہو اس امر میں میر عالم سراسر مقبولیت پر تھے بہر حال مستقیم الدولہ نے آخر مرتبہ حشمت جنگ
 اپنا شریک کر کے معروضہ کیا کہ میر عالم کو بلدے میں اپنے گھر آ رہنے کی اجازت مرحمت ہو جس پر
 اجازت ملی۔ مگر گھر پر سرکاری پہرے چوکی کا حکم ہوا اور یہ تاکید تھی کہ میر عالم کسی سے نہ ملیں یہی
 تو اپنے گھر میں رہیں اور در میں تو میر مومن کے دائرے میں دفن ہوں۔

سب سی ڈی اے رسی سٹم کی | تقسیم میوہ کے زمانے میں مارکوئیس ونگٹن نے ہندوستان
 قریباً اور اس میں شرکت نظام کی دیسی ریاستوں کو اپنے قبضہ قدرت میں لانے کیلئے ایک آئین نافذ
 کیا جس کا نام سب سی ڈی اے رسی سٹم تھا اس میں مرہٹے شریک نہیں ہوئے اور انھوں نے گورنر جنرل
 کو صاف جواب دیدیا کہ ہمیں اسکی ضرورت نہیں اس پر انگریزوں کو شبہ ہوا کہ وہ کمپنی کے
 مخالف ہیں اور یقیناً جنگ کریں گے نظام نے اس کو بلا رد و قبح قبول کیا۔

سب سی۔ ڈی۔ اے۔ رسی سٹم ایک آئین کا نام ہے جس کا اصول یہ تھا کہ ہندوستان کی

دیسی ریاستیں ایک دوسرے سے بے تعلق ہونے کی وجہ سے ہر وقت اپنی قریبی ریاست سے
 غیر مطمئن رہتی تھیں اور خواہش رکھتی تھیں کہ ہمسایہ سلطنت کو دبا لیں۔ اس سے انگریزی کمپنی نے
 اپنے فائدے کی بھڑائی اور ان کے اخراجات سے فوجیں قائم کیں تاکہ وقت ضرورت وہ افواج ان
 دیسی ریاستوں کے بھی اسی طرح کام آئیں جس طرح کہ خود کمپنی کے کام آسکتی تھیں
 اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کسی مزید صرفہ کو برداشت کئے بغیر انگریزی کمپنی کی فوجی تعداد بہت زیادہ
 ہو گئی اور اس طرح دیسی ریاستوں کی فوجی طاقت کو اپنے قابو میں کر لیا اور انہیں افواج کے ذریعے
 ایک ایک دیسی ریاست کو ان کی خود مختار حیثیت سے خارج کر کے اپنے زیر اثر لایا۔ فرینچ
 ایسٹ انڈیا کمپنی کے ابتدائی طرز عمل سے (جو اس نے کرناٹک کے اور خود حیدر آباد کے معاملے
 میں کیا تھا) انگریزی کمپنی نے اس اصول کا استقراء کیا اس طریقہ سے اپنی فوقیت کے قائم کرنے کا
 یہ دستور نکال لیا کہ معاہدہ ملازمت فوج کو معاہدہ اتحاد کی صورت میں طے کر کے بعض ایسے
 شرائط کا انہیں لزوم قرار دیا جن سے معاہدہ کرنے والی دیسی ریاست کے خارجی تعلقات
 انگریزی کمپنی کی صوابدید کے تحت آئیں اس کو سرکار نظام میں شپس کیا گیا تو ان کے کارواں
 وزیر اسطو جاہ نے کسی دورانیشی کے بغیر اس کو قابل تسلیم تصور کر کے اس میں شرکت کے لئے
 بند گانوالی کی منظوری حاصل کر لی چنانچہ اس کے تحت سنہ ۱۷۵۷ء میں ایک عہد نامہ
 مابین نظام و کمپنی طے ہوا جس کے شرائط یہ تھے دو ملین ایک رجنٹ معاہدہ توپخانہ و لوازمہ
 موجودہ فوج میں اضافہ ہو (اس اضافہ سے فوج کی جملہ تعداد آٹھ ملین معاہدہ ہزار بندوں و
 یعنی ایک ہزار سو ارے لوازمہ توپخانہ ہو گئی) اور اس کی خواہ میں وہ علاقے جو نظام کو یہ سہ

۲۰۷۱ء اور ۲۱۱۲ء میں ملے تھے انگریزی کے سپرد کئے جائیں اور حدیثِ نبوی
جنوب میں دریائے تنگ بھدر اور کرشنا قرار دی جائے اور بلحاظ اس کے کہ اضلاع مذکورہ کی سالانہ
آمدنی اس رقم سے کم شخص ہوئی ہے جو اس فوج کے لئے درکار ہوگی کمپنی نے قرار کیا کہ اس کا
محال اخراجات فوج کے برابر ہو یا نہ ہو وہ اس کے متعلق کوئی مزید مطالبہ سرکار نظام سے نہیں
کرے گی۔ اسی سن میں محمد و فادار خاں شمشیر جنگ اعتقاد اللہ و شمشیر الملک کے باغ میں رزمیہ کھیل
کی بنیاد پڑی اس کی تعمیر کا خرچ نظام پر پڑا صاحبِ صلیفۃ العالم نے اس کا اندازہ برآورد دو لاکھ روپیہ بتایا۔
۲۱۱۸ء میں نظام علی خاں بہادر کا سفر آخرت ہوا غفرانِ مآب کی
رحلت کے ساتھ ہی ارسطو جاہ نے باتفاق رائے حشمت جنگ انگریزی افواج میں سے ایک ایک
سرکردہ ولایتی اور دو سو جوانوں کو ڈیوڑھی مبارک پر اور ہر اک مرشد زادہ کے محل پر متعین
کر دیا تاکہ سکندر جاہ کی مسند نشینی میں کوئی فتنہ و فساد برپا نہ ہو اس کی وجہ جس پر ہم نے قبل ازیں
روشنی ڈالی۔ یہ ہو کہ ارسطو جاہ لارڈ صاحب سے سکندر جاہ کی تخت نشینی میں تائید کے
متمنی تھے اور لارڈ صاحب نے اسی بنا پر چند شرائط سکندر جاہ کے لئے پیش کئے تھے
جن کے قبول کرنے پر انہوں نے انکی تخت نشینی کی تائید کا وعدہ کیا تھا اس کے بعد سکندر جاہ
کی تخت نشینی کی رسم ادا ہوئی مگر انگریزی فوج کے پہرے اس کے بعد بھی ایک عرصہ تک
قائم رہے۔

میر عالم کی یونانی

۲۸ محرم ۱۲۱۹ھ میں ۱۸۰۴ء کو ارسطو جاہ کا انتقال ہوا ان کے بعد یونانی کے تقرر کا مسئلہ زیر غور ہوا دو ماہ تک تقرر ملتوی رکھ کر سکندر جاہ نے راجہ راجندر گھوٹم راؤ سے جو اندونچ پٹیکار کی خدمت انجام دیتے تھے امور سلطنت کا اجر کیا آخر خود بدولت نے میر عالم کو اس خدمت کے لئے انتخاب کیا عام نظروں میں بظاہر میر عالم کی ایک عرصہ کی نظر بندی اس قابل نہ تھی کہ اس سے رہائی دلا کر ان کو اس اعلیٰ خدمت سے سرفراز کیا جاتا لیکن باوجود اس کے سکندر جاہ بہادر کی نظر میر عالم ہی پر جو پڑی اس کے بھی اسباب میں جن میں سے ایک سبب یہ تھا کہ ان دنوں سیاست کے اندرونی معاملات سے زیادہ بیرونی معاملات میں اہمیت تھی اور بیرونی میں بھی خصوصاً انگریز کھینچی سے۔ اس کھینچی نے ان دنوں ریاست کے اندرونی معاملات میں دخل دہی کی ابتدا کر کے ہماری ریاست کی خود مختاریت کو متاثر کرنا شروع کر دیا تھا اس کو محسوس کر کے سکندر جاہ یہ چاہتے تھے کہ کسی ایسے شخص کو اپنا مدارالہام بنائیں جو انگریزی کھینچی اور ریاست نظام کے باہمی تعلقات

لے یہ ہنمت راؤ زنا ردارادھو چاری کے لڑکے تھے راجہ رائے رایاں کے پاس ملازم تھے رائے رایاں کے انتقال کے بعد راجہ شامراج کے فرائض میں دخل پایا اور ان کی طرف سے پونہ کی دکالت پر تقرر ہوئے جب ارسطو جاہ پونہ میں نظر بند تھے تو انکی خلاصی میں انہوں نے بڑی مدد دی اور اس کے صلیب جب ارسطو جاہ حیدرآباد واپس آئے تو ان کو پٹیکاری کی خدمت پر سرور ملانی اور کیمرو کی جاگیر عطا ہوئی اور انگریزی کھینچی سے ان کے نام دو ہزار ماہوار مقرر تھی (جب بیان کھن لال) لیکن یہ معلوم نہیں تھا کہ ان کی انگریزی کھینچی سے تنخواہ کیوں ایکس صلیب میں مقرر تھی ارسطو جاہ کے انتقال کے بعد یہ خدمت سے الگ ہوئے اور ۱۲۱۹ھ میں انتقال کیا۔

ابتداء سے اس وقت تک تفصیلی مطالعہ کیا ہوا ہوتا کہ اس کے معلومات سے ریاست فائدہ حاصل کرے اور دوسرا سبب یہ تھا کہ میر عالم انگریزی عہدہ داروں کے کہے سنے پر اپنی خدمت علیحدہ کئے گئے تھے اس لئے سکندر جاہ کو خیال ہوا کہ ان کو انگریزی کمپنی سے حق مخالفت پیدا ہو گیا ہے پس ریاست کے معاملات میں جو کچھ بھی وہ کریں گے اپنے مفید ہو گا نہ کہ انگریزی کمپنی کے۔ لیکن باوجود ان امور کے سکندر جاہ کو میر عالم کے تقرر کی نسبت قطعی فیصلہ کرنے میں شش و پنج تھا اس لئے انھوں نے مناسب خیال کیا کہ کسی سے مشورہ کیا جائے چنانچہ انہوں نے اپنے اس خیال کا اظہار کر کے ۲ ربیع الاول ۱۲۱۹ء مطابق ۱۱ جون ۱۸۰۴ء کو اپنے پیچھے بھائی ممتاز الامرا سے جو اس زمانے میں کلیانی میں مقیم تھے استشارہ کیا اور اودھ گورنر جنرل کو لکھ بھیجا کہ ہم نے عہدہ دیوانی پر میر عالم کا تقرر کر دیا اس کی نسبت ممتاز الامرا نے جو رائے ظاہر کی بلقطفہ درج ذیل ہے:-

”اسلوب مزاج بہادر موصوف (میر عالم) اگر بہ سمت دولت خواہی حضور پر نور حرام گذاشت محالات کڑ پ وغیرہ داخل سرکار عالی کردہ بند و بست کلیات بہ اس طور ظہور کند کہ گاہے سرکردہ کمپنی انگریز بہادر پاز گلیم عہدہ یہ خود در کسے دراز نکند و موافق سررشتہ قدیم

۱۔ حضرت آب حضرت آصف جاہ اول کی صاحبزادی کریمہ بانو بیگم صاحبہ معروف بانی بیگم بیگم خان سے منسوب ہیں جن کی دراز ممتاز الامرا تھے اور بات جنگ کی صاحبزادی خجواہ بیگم ان سے منسوب ہیں انھوں نے بیگم سلطان سے نسبت قیام تمام دواستیعصال کمپنی انگریزی کوئی خط و کتابت کی تھی جب میسور فتح اور بیگم سلطان شہید ہوئے اور ان کی ریاست کے خزانوں و دواغین انگریزی کمپنی کے ہاتھ آئے تو ان کا ایک خط بیگم سلطان کے پاس سے نکلا جس کو انگریزی کمپنی نے کرک پیاؤنگ کے ذریعے غولن پانک کے ملا خطیر بیگ شیش کر کے کہا کہ یہ آپ ہی کیا مائے کد لایا ہوگا حضرت خلافت واقعہ اقرار تو کر نہیں سکتے تھے انکار کے بعد ممتاز الامرا کو اصل خطا بلے سو کلیانی میں روانہ کر دیا۔ جہاں وہ آخر عمر تک رہے اس زمانے کی پائیکس سے خوب اتف تھے لیکن انگریزی کمپنی کے رنوت غیا لائیں کئے تھے

دریک جہتی و یکدلی موجب قرار داد باندگاہ ہے حرف زیادہ طلبی و پیش حضور پر نور گزارش
نخواہند کرد خدا نخواستہ بہ نظر کوتاہ اندیشی و خام طبعی و کفایت شعاری شرکائے دولت را
در حاشیہ خیال راہ دہداتیری سپاہ و ویرانی ممالک محروسہ روز بروز افزوں شود۔

(خزانہ رسول خانی مصنفہ محمد فیض اللہ فضل علی خاں)

ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ممتاز الامراء میر عالم سے مطمئن نہیں تھے اسی لئے انہوں
نے شرطیہ جملہ ”اسلوب مزاج بہادر موصوف اگر بہ سمت دولت خواہی حضور پر نور خرام کند“
استعمال کیا۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ ٹیپو سلطان سے ممتاز الامراء کی خط و کتابت کی
اطلاع کے بعد ہی ممتاز الامراء بلد سے کلیانی بھیج دئے گئے تھے چونکہ میر عالم انگریزی کھیتی
اور سرکار نظام کے مابین سیفر تھے اور یہ اطلاع علاقہ انگریزی سے ملی تھی اس لئے وہ انہیں کو اس کا
بانی مبنائی تصور کرتے ہوں بہر حال باوجود مخالفت میر عالم کو خدمت دیوانی کے اہل تصور کرنا
اس امر کی بین دلیل ہے کہ ان کی قابلیت اور ریاست اور خوبی ان کے مخالفین کو بھی مجبور
کرتی تھی کہ میر عالم کو مان لیں۔ ممتاز الامراء کو ان سے اطمینان نہیں تھا اسی لئے انہوں نے
اپنی رائے میں شرط بھی لگا دی تاکہ آئندہ انتخاب کی نسبت کوئی ذمہ داری ان پر عاید نہ ہو۔
ادھر سے گورنر جنرل نے بھی سکندر جاہ بہادر کے خط کے جواب میں میر عالم کے تقرر کی
نسبت اپنے خط مورخہ یکم اگست ۱۸۵۷ء میں اظہار پسندیدگی کیا اور جن امور کی بنا پر انہوں نے
ان کو پسند کیا ہے وہ ان کے خط کی عبارت ذیل سے واضح ہوگا۔

”وینر ماسوائے قوت ادراک کلی و جزئی امور ہر یک سررشتہ میر صاحب موصوف را

خصوصیت دیگر این است کہ در نظم و نسق و تشیت کار ہائے آں سرکار درس کافی و تجربہ وانی حاصل دارند و مدارج عقیدت میر صاحب موصوف نسبت بہ خاندان عالی شان آں والا قدر و واقفیت میر صاحب موصوف نسبت بہ صواب و غیر صواب امور سرکار آں الافدٰی و اصول و فروع سر رشته موافقت و اتحاد فیما بین دولتین در اثنائے خدمت گزاری ہائے کہ از قدیم الایام و عہدہ ہائے متفرقہ زیر فرمان والد ماجد مرحوم و مغفور آں والا قدر عمل آورده بہ پایہ ثبوت رسیدہ و معلوم آں والا قدر است کہ بذریعہ ملاقات و مطارحات صورتی نیاید راقاب بوائے استدراک کیفیت عقل و دانائی و اوصاف و اطوار میر صاحب موصوف دست داوہ بود و نظر بر مراتب حسن ظن آنچہ در باب لیاقت و قابلیت و اوصاف میر صاحب موصوف بردل نیازمند نقوش است از تقرر میر صاحب موصوف بہ عہدہ مدارالمہامی سرکار آں عالی شان خاطر نیازمند در باب سود و بہبود و سرسبزی ریاست آں والا قدر و ترقی فواید اتحاد دولتین بوجہ احسن مطمئن گردید۔

ممتاز الامرا اور ویزلی کے خطوط کو پڑھنے کے بعد میر عالم کی خوش اقبالی کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہی اشخاص جو میر عالم سے صاف نہیں ان کے تقرر سے اتفاق کرتے ہیں آخر ان اہل کے بعدہ ربیع الثانی ۱۲۱۹ھ ۱۳ جولائی ۱۸۰۴ء کو مغفرت نزل سکندر جاہ نے میر عالم کو قلمدان وزارت سے سرفراز فرمایا صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ بخشی بیگ صاحبہ اور تہنیت النساء بیگم عرف بی بی صاحبہ کی سفارش پر اعلیٰ حضرت نے میر عالم کو گوشہ گزینی سے

۱۔ بخشی بیگم صاحبہ حضرت مغفرت نزل سکندر جاہ کی مطلق اور تہنیت النساء بیگم صاحبہ حقیقی والدہ تھیں۔

رہائی دلا کر خلعت دیوانی سے سرفراز فرمایا ممکن ہے کہ انھوں نے بھی توجہ دلائی ہو اور خشک کرک پیٹرک کی مخالفت کے باوجود انگریزی کمپنی نے بھی ان کی دیوانی کے لئے سفارش جمکی اس کے وجہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ میر عالم کے مخالفین نے ان کی دیوانی کے لئے تحریک یا سفارش کیوں کی ہمارا خیال یہ ہے کہ ریاست حیدرآباد سے تعلق رکھنے والوں نے جوان کا انتخاب کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ انگریزی تعلقات اور ان کے اعمال سے میر عالم اس زمانہ سے واقف تھے جب سے کہ وہ ابتداً سفیر تھے اور اب ایسے زمانے میں جبکہ بکران شمالی انگریزوں کے تصرف میں جا چکے تھے اور مقبوضات حالیہ جو میور سے ملے تھے ان پر کمپنی کا قبضہ ہو چکا تھا اور اسطو جاہ کی عنایت اور لارڈ ویلزلی کی کرمفرمانی سے انگریزی باج کے وہ پہرے جو ہنوری ڈیوڑھی اور صاحبزادوں کے محلوں پر قائم ہوئے تھے تا حال اٹھا نہیں گئے تھے اور ان پہروں کا وجود ہر ایک کی آنکھ میں کھٹکتا رہتا تھا۔ ایک ایسے شخص کے دیوان ہونے کی ضرورت سمجھی جاتی تھی جو انگریزی تعلقات سے واقف ہو اور ان پر اتنا اثر رکھتا ہو کہ ڈیوڑھیوں سے فوراً پہرے اٹھا دے اور مقبوضات کا کوئی حسب وخواہ تصفیہ کرے اس غرض کے لئے میر عالم سے بہتر کسی اور کا ملنا ممکن نہ تھا اس لئے اہل ریاست کی طرف سے ان کا نام منتخب ہوا اور انگریزی کمپنی کی طرف سے ان کا نام پیش ہونے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ انگریز میر عالم سے ایک عرصہ سے واقف رہ چکے تھے اور جانتے تھے کہ وہ ایک گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے ہیں اس پر سے ان کو خیال ہوا کہ اگر ایسے شخص کو میدان میں برسر کار لایا جائے تو توقع ہے کہ آئندہ سرکاری

باہمی اتحاد میں حسب درخواست ترقی ہو۔ اعلیٰ حضرت نے بھی انھیں کے نام پر منظوری دی بہر حال
 دوسرے دن صبح کو میر عالم خلعت سے نخلع ہو کر کوٹھی (رزیڈنسی کی اسل) گئے اور وہاں سے
 آپ پالکی میں سوار اور رزیڈنٹ کرک پیارک حشمت جنگ عاری میں بیٹھے دربار میں حاضر
 ہوئے۔ حضور آئینہ خانہ میں تھے یا دفرا کر زدر قبول کی میر عالم کے دیوان ہونے کے بعد سے
 وزارت کے متعلق دو امور ریاست آصفیہ میں واجب العمل ہو گئے ایک خود بدولت سکندر جاہ
 عمل سے اور ایک میر عالم کے عمل سے تفصیل اس کی یہ ہے کہ ارسطو جاہ کے انتقال کے بعد
 دیوانی کا مسئلہ جب پیش ہوا تو کمپنی نے میر عالم کی سفارش کی۔ اول تو سکندر جاہ نے منظور
 نہ کیا مگر جب اوروں نے بھی ان کے نام پر زور دیا تو حضور نے خلعت انہیں کو بخشا میر عالم کے
 تقرر دیوانی کے واقعے سے قائم مقامان سکندر جاہ بہادر کے پیش نظر ان کی مثال قائم ہوئی
 کہ دیوان یا مدارالہام کا تقرر کمپنی یا انگریزی گورنمنٹ کی تحریک یا منظوری سے ہونا چاہئے
 تقریر دیوان کے لئے کمپنی کی تحریک و سفارش بجا اس طرح پر مبنی کہ ارسطو جاہ نے اپنی دیوانی
 کے زمانہ میں سفارت انگریزی کو دیوانی میں ضم کر دیا تھا۔ فیصلہ کی تبدیلی کمپنی کی تحریک رضامند
 پر ہو سکتی تھی اور منصب دیوانی پر کمپنی کا کوئی اثر نہیں تھا۔ جب سفارت و دیوانی ایک ہو گئی
 تو کمپنی کو مداخلت کا موقع مل گیا۔ میر عالم جب دیوان ہو گئے تو ان کو کوئی حکم اس امر کے متعلق
 نہ تھا کہ وہ رزیڈنٹ کے پاس خود حاضر دربار ہوں ان کے اس عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
 اس طریقہ سے حشمت جنگ کو اپنا بنانا چاہتے تھے یا یہ کہ ان کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ
 ”باوجود مخالفت میں دیوان ہو کے رہا۔“

میر عالم نے دیوان ہو کر جو کام سب سے پہلے کیا یہ تھا کہ انھوں نے انگریزی فوج کے وہ پہرے ڈیوڑھی اور محلوں سے برخاست کر دے جو غفراں مآب کے انتقال کے بعد ہی اسطو جاہ نے مقرر کئے تھے اور وہ اس وقت تک برابر متعین تھے۔

میر عالم کی دیوانی کے دس پندرہ روز کے اندر ہی اندر جمیش پک پک پک پک پک منجانب کمپنی اپنے آٹھ مطالبے جو اسطو جاہ کی زندگی سے معرض التوا میں پڑے ہوئے تھے پیش کئے اس مقام پر اگر ریزڈنٹ موصوف کے اس مراسلہ (مورخہ ۲۶ جولائی ۱۸۰۲ء) موسومہ میر عالم بہادر کو ہدیہ قارئین کیا جائے تو اس سے ان مطالبوں کی تفصیل اور اہمیت اور ان کی تایید حقیقت پر روشنی پریگی۔

میر صاحب مشفق مہربان کرم فرمائے مخلصان ہست۔

بعضے مقدمات واجب الانفصال کہ از روئے تہ نامہ گاویل وہم بموجب احکام و سفارش آزر بل جنرل و سلی صاحب بہادر علاقہ از تہ نامہ موصوف وار و دھین جیات غلام سید خاں مرحوم اطلاع آں محل آمدہ بسبب عارضہ و انتقال خان موصوف و عدم انتظام امور ات دیوانی سرکار و ولتدار در لیت و محل ماند و چون زیادہ برائیں ملتوی ہو دیں این جنین مقدمات عمدہ نازک کہ علاقہ از تہ نامہ وار و بدنام بلکہ خالی از قباحت تصدیقا چند در چند نیت بناؤ علیہ مشر و عازیب ترقیم می باید کہ آں مشفق بعرض رسانیدہ عجلتہ طے ایں مرحلہ فرماید۔

اول ایکہ بہ پاس سفارش آزر بل جنرل و سلی صاحب بہادر جاگیر مادہ حور اور امچند

برادر کیشور اور اچندر کیل راجہ راگھوجی بھونسلہ بدستور گذشتہ بحال گردیدہ راومغزدر نوکری سرکار حاضر ماند۔

دوم خدمت سر سیکمی جی ملی ایلمپور کیشور اور اچندر مرحمت شود۔
سوم آگنیش پنڈت کہ در جواب و سوال تہ نامہ گاویل مصدر خدمات شدہ یک دیہ بطور جاگیر در صوبہ پیر از سرکار غایت گردود۔

چہارم موضع دانئی گانوباد وجود تا کیدات راجہ مہیت رام محمد صلابت خاں بہادر تہا حال واگذاشتہ انکرودہ اند احکام موکدا اصداریا بد کہ موضع مذکور را بلا توقف واگذاشتہ آنچه از رو ثبت شدن تہ نامہ گاویل تحصیل موضع مسطور تبصرہ آورده باشند بجنبہ حوالہ سازند۔

پنجم موضع پنج باوصف تقیدات راجہ مہیت رام شاہ باقر حسین بعلت تنخواہ سہ بندی گنڈانہ احکام بقیقہ تمام و رو دیا بد کہ فی الفور موضع مذکور را مع آنچه از وقت ثبت شدن نامہ محال مذکور تبصرہ آورده اند بے کم و کاست حوالہ نمایند۔

ششم موضع سلطان پور باوجود تا کیدات راجہ مہیت رام محمد سجان خان بہادر بعلت تنخواہ سہ بندی تا حال در تصرف داشتہ اند احکام تا کید اصداریا بد کہ بلا اہمال موضع مذکور مع محال آں کہ از وقت ثبت شدن تہ نامہ تبصرہ آورده باشند حوالہ سازند۔

ہفتم سند مراتبات مشروحتہ الصدر بموجب معمول سرکار دولتمدار بہر خاص مزین گردیدہ علیحدہ علیحدہ مرحمت گردود۔

ہشتم از پرگنہ اکوٹہ، وارگانو، و بجات کلی، و پرگنہ اور نیز گنگائی زیر کہ

متوسلان سرکار و دلتدار از روز ثبت شدن تہ نامہ گاہیل تحصیل نمودہ گرفتہ اند بموجب فراموشی
بے کم و کاست بجنبہ حوالہ کار گزاران راجہ رگھوجی بھونسلہ سازند۔

دیگر دریں دلا موضع سیوگا نو کہ نصفہ در علاقہ ایشونت راؤ ہو لکرو نصفہ در عمل مہاراجہ
دولت راؤ سندھیا بہادر است راجہ مہیت رام تبصر آوروہ تاحال بعلاقہ داران مہاراجہ
تفویض نکرودہ اند حکم محکم اسمی راجہ مہیت رام طیار شدہ لطف گرد کہ موضع سیوگا نو را بلا عذر و
بغیر توقف حوالہ علاقہ داران مہاراجہ دولت راؤ بہادر سازند۔

دیگر فرد مطلوبہ سرکار مہاراجہ پیشوا پنڈت پردھان بہادر کہ حسب الاستدعائے مہاراجہ
مدوح کر نل کلوس صاحب بہادر فرستادہ بودند و مطلوبہ مذکور بہ سبب عوارضات مشر و تہ الصد
و عدم انتظام امورات دیوانی در التوا ماندہ قبل ازیں ارسال خدمت شریف گردیدہ بود یقین
کلی است کہ تاحال بند و بست آن عمل آمدہ باشد برایش ہم بطور یاد دہی مکرر رقم زدہ کلک و داد
می گرد و تا زیادہ برایش درایش خنیں مقدمات عمدہ التوا صورت نہ بندد۔ ایام نشاط و کامرانی

مدام باد۔ دستخط جے۔ اے کرک پیارٹک
ریڈینٹ

تاریخ دانوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ امور بمیہ مراسلہ مذکور کو تہ نامہ محولہ کے قلم
تعلق ہے اور خبرل و سلی بہادر کی سفارشوں سے کس قدر سفارشیں کس بنا پر کی گئیں
ہم ناواقف ہیں۔ البتہ کنیش پنڈت کے حق میں سفارش کی جو وجہ اس سے ظاہر ہوتی ہے
یہ ہے کہ اس نے تہ نامہ گاہیل کی تکمیل میں اچھے خدمات بجالائے جس کے صلہ میں خبرل و سلی

مناسب سمجھا کہ اس کو علاقہ سرکار عالی سے ایک جاگیر دلا دی جائے تاکہ وہ سرکار عالی کے جاگیردار بن کر سرکار انگریزی کے ممنون ہو جائیں۔ ان امور کا جو کچھ تصفیہ ہوا نہ ہماری کسی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے نہ انگریزی کی کسی کتاب سے اور نہ کوئی رقعہ ہی ایسا ملتا ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر عمل ہوا۔ اسی لئے اس کے متعلق آئندہ کوئی گفت و شنید نہیں ہوئی۔

میر عالم اور کرک پیارک میں ایک عرصہ سے باہمی مخالفت تھی جس کے وجوہ قبل ازیں اپنے موقع پر بیان بھی کئے گئے۔ یہ جب دیوان ہوئے تو کمپنی نے اسی بنا پر اپنے رزیڈنٹ کا تبادلا کر دیا تاکہ دونوں کی مخالفت سے کمپنی کے کاروبار اور مقاصد میں خرابی واقع نہ ہو ان کی جگہ تاس سدہام رزیڈنٹ ہو کر آئے جو حیدر آباد کی ریاست کے معاملات سے واقفیت رکھنے کے علاوہ ان (میر عالم) کے گہرے دوست بھی تھے۔

میر عالم اور مہپت رائے | مہپت رام نامی ایک گجراتی کھتری تھے جو ابتداً ارسطو جاہ کے پاس موسیٰ ریموں کی وکالت کی حیثیت سے مامور تھے ارسطو جاہ جب پونہ سے واپس ہوئے تو انھوں نے عہدہ خانسامانی سے سر فرازی پا کر غفران آباد کے مزاج میں بڑا درخور پیدا کر لیا اس کے بعد موسیٰ ریموں کی لین کی سررشتہ داری اور پھر بلا د غربی (صوبہ براہ) کی تعلقداری سے سر فراز ہوئے جب سکندر جاہ تخت نشین ہوئے ان کو پٹیکاری اور پھر دیوانی کی خدمت کی ہوس ہوئی اور اسی بنا پر انھوں نے ایسی تدبیر کی جس سے سکندر جاہ میر عالم سے بظن ہو گئے اس کے بعد مہپت رام نے کھلم کھلا انگریزی رزیڈنٹ اور میر عالم کی مخالفت شروع کی اس کے

مرحوم

حق عز و جلال
و در بار جناب محمد و حضرت اهل علم و ادب
و اهل شهادت و فاضل علم و در علم و ادب
مستوفی حساب و احکام و اصول
و اهل علم و ادب و اهل علم و ادب
و اهل علم و ادب و اهل علم و ادب
و اهل علم و ادب و اهل علم و ادب
و اهل علم و ادب و اهل علم و ادب

تفصیلی واقعات حسب ذیل ہیں :-

ایشونت راؤ ہو لکر (رئیس مرہٹہ علاقہ خاندیس) کو اس کی ناعاقبت اندیشیہ کا زردا
نزدینے کے لئے انگریزی کمپنی کو چاندور پر چڑھائی کی ضرورت محسوس ہوئی تو رزیدنٹ شجنگ
نے ذریعہ مراسلہ مورخہ ۵ ربیع الثانی ۱۲۱۹ء کو سوئمہ میر عالم یہ درخواست کی کہ بموجب تہ نامہ
شرکت فراہمی جمعیت سوار و بار کا انتظام مہیت رام کی سرکردگی میں عمل میں آئے (جو اس
مضامات کا تعلق دار ہے جہاں فوج کشتی کرنی مقصود ہے) تاکہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ مہینے
میں فوج چاندور کی طرف پیش قدمی کر سکے حسب مہیت رام کے نام احکام جاری ہوئے۔
۹ ربیع الثانی ۱۲۱۹ء کو تفصیل فراہمی جمعیت کرنل ہالی برٹن صاحب کے حوالے کر کے
انھوں نے یہ وعدہ کیا کہ تاریخ مذکور سے ایک مہینہ گزرنے کے بعد پانچ ہزار تین سو سوار راؤ
چار ہزار تین سو پیادہ روانگی مہم کے لئے مہیا رہیں گے اس پر ۹ ربیع الثانی ۱۲۱۹ء کے
خط میں رزیدنٹ شجنگ نے اظہار فوس کر کے میر عالم کو لکھا کہ :-

”بموجب دفعہ دوازدہم تہ نامہ مذکور سرکار دو لہندار کا قرار ہے کہ در صورت مہم علاوہ
فوج انگریزی کے جو علاقہ سرکار عالی میں متعین ہے چھ ہزار جوانان بار اور نو ہزار سوار مع
ساز و سامان ضروری جلد سے جلد مہیا کریں لیکن فراہمی کی درخواست کر کے دو مہینہ کا مہر
گزر گیا اس کے بعد بھی فوج کی فراہمی کا جو وعدہ ہوا ہے مقررہ تعداد سے بہت کم ہے پس
براہ مہربانی اسی مہینہ میں فوج مقررہ تعداد میں فراہم کر کے مہم پر روانہ کر دیجائے۔۔۔۔۔“

لہ اورنگ آباد سے جانب شمال مغرب ۵ میل فاصلے پر علاقہ خاندیس میں ایک پہاڑی طلوع ہو جس پر ہو لکر قابض تھا۔

مگر سپاہ کی تنخواہ کی عدم ادائیگی کے حذر پر فوج اس کے بعد بھی تیار ہو کر آگے کوچ کر چکی تھی کہ حشمت جنگ نے اپنے خط مورخہ ۱۶ رجب ۱۲۱۹ء میں میر عالم کو پھر یہ اطلاع دی کہ۔

”کرنل ہالی برٹن صاحب کی تحریر مورخہ ۲۲ اکتوبر سے یہ معلوم ہوا کہ انھوں نے ساری فوج کے پونائے پہنچنے کے بعد جمعیت سرکار دولتمدار کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ اس میں جلد و ہزار اور چار پانسو جوانان بارے زیادہ نہیں اور راجہ مہپت رام کے بیان سے کرنل صاحب کو معلوم ہوا کہ غنقریب صلابت خاں اور سبجان خان اپنی اپنی فوج کے ساتھ ملحق ہونگے اور ان کے سوائے اور کئی ہزار فوج حیدر آباد سے بھی آرہی ہے.....“

اس کے بعد رزیڈنٹ نے یہ بیان کیا کہ:-

”انگریزی جمعیت دوروز میں چاندور کی طرف کوچ کرنے والی ہے ایسی صورت میں اگر بالفرض مہپت رام کا بیان مطابق واقع ہو تو فوج بروقت ملتی نہیں ہو سکتی اور اگر ملتی ہو بھی جائے تو اتنی ہی جمعیت کا آنا جو بموجب تہ نامہ لازمی ہے غیر ممکن ہے عدم عمل آوری دفعات تہ نامہ کی تباہیوں محتاج تشریح نہیں ہیں.....“

اس عرصہ میں یہ بھی ہوا تھا کہ موضع واٹی گاؤں جو منجانب مہپت رام محمد صلابت خاں کے قبضہ میں تھا بر بناؤ تہ نامہ گاویل قابل واکذاشت تھا اور باوجود تاکیدات مہپت رام وہ اس کو واکذاشت نہیں کرتے تھے اور اس کے علاوہ موضع پنچپ اور سلطان پور تنخواہ سید میں منجانب راجہ نذکر شاہ باقر حسین اور محمد سبجان خان کے تصرف میں تھے اور باوجود

۱۔ جلد فوج ۸ اکتوبر کو چاندور کے قلعہ کے آگے پہنچ گئی اس میں مدراس کی فوج اور پونہ سب سی۔ ڈی اے ری فورس اور حیدر آباد سب ڈی اے ری فورس شامل تھی اس کے علاوہ نظام کی اور بقاعدہ فوج کا انگریزی کمپنی کو مطالبہ تھا۔

تاکیدات راجہ مہپت رام وہ بھی ان کا قبضہ نہیں چھوڑتے تھے اور موضع سیوگاؤں پر جس کا ایک حصہ ایشونت راؤ ہو لکر کے تصرف میں تھا اور دوسرا ہمارا راجہ دولت راؤ سندھیتہ کے ملکیت میں) مہپت رام قبضہ کئے ہوئے تھے اور باوجود مطالبہ وہ ہمارا راجہ دولت راؤ سندھیتہ کو نہیں تفویض کرتے تھے مہپت رام نے ویراپور کی دسکیمی کو جس پر برہنہ رہن ایشونت راؤ راجچندرا قابض تھا بلا انفکاک سنبھو بھارتی کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد ہی حضور مغرت منزل سے راجہ مہپت رام کے نام احکام صادر ہوئے کہ ملک سرکار دولتدار میں چوتھ کی باتہ ہمارا راجہ راؤ پنڈت پردھان کی طرف سے جو کچھ سالانہ مطالبہ ہو اس کا فیصلہ خاص بلدہ حیدر آباد میں بموجہ میر عالم اور رزیدنٹ ہو کرے اس کے بعد سے سرکار دولتدار کے علاقہ میں پنڈت پردھان کے چوتھ وصول کرنے والے ملازمین کا عمل دخل نہ ہو کرے۔ اسی سلسلہ میں مہپت رام کے نام مکاسداروں کی عدم بزحاست کی نسبت احکام صادر ہوئے ان سب پر طرہ یہ تھا کہ مہپت رام موسیٰ ریوں کی فوج کے سرشتہ دار تھے جب اُس فرانسیسی فوج کی برطانی ہوئی غفران آباد نے اس وجہ سے کہ اُن کی پرورش ہو علاقہ برار کی تعلقداری دی تھی جس پر انگریزوں کے نزدیک اس گمان کے پیدا ہونے کا امکان تھا کہ چونکہ انھوں نے انگریزی قوم کے مخالف جماعت فرانسیسی کی سرشتہ داری کی ہے اس لئے ان کا بھی مخالف ہونا لازمی اور واقعات پیش شدہ اس بدگمانی کے موید بھی تھے۔ بہر حال یہ سب امور ایسے ہوئے کہ ان کی وجہ سے مہپت رام کو انگریزی عہدہ دار بدگمانی سے دیکھنے لگے اور اس امر کی

لہٰذا شخص منوسلمان سرکار سے تھا جس نے تھوڑی سی پیادہ فوج جس کر کے کو کامرض کا عمارہ کر کے اس کا بازار دہلیا تھا۔

تلاش میں تھے کہ ایسے اسباب پیدا ہوں یا پیدا کئے جائیں جن سے مہیت رام علیحضرت کی نظروں میں مطعون اور حیدر آباد سے نکالے جائیں اور ادھر مہیت رام کا بھی یہی حال تھا کہ ہر وقت ہی سوچتے تھے کہ انگریزوں کی زیادتی اور زبردستی بندگان حضرت کے ذہن نشین ہیں اور دھر خدمت دیوانی کی ہوس بھی دل میں رکھتے تھے جس کا اظہار سی ولٹ اور عمار الملک کے قول کے مطابق تاسم سعدنم نے اپنے رسل و رسائل میں اس طرح کیا ہے کہ راجہ مہیت رام نے اپنے وکیل کو خفیہ طور پر ان کے پاس بھیجا جو ان کے حیدر آباد آتے وقت راستہ میں ان سے ملا اس کے ذریعہ انھوں نے کہلا بھیجا تھا کہ اگر ان کا تقرر خدمت دیوانی پر ہو جائے تو وہ قیمتی جواہرات رزیڈنٹ کو دینگے لیکن رزیڈنٹ نے اس سے انکار کیا تو راجہ نے چار لاکھ روپیہ نقد دینے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد بھی ان کو جواب نفی ملا تو انھوں نے کھلم کھلا مخالفت شروع کر دی اور انگریزی عہدہ داروں اور میر عالم کے خلاف علیحضرت کو شتمل کرنے لگے انگریزوں کو تو یہ الزام تھا کہ وہ سرکاری علاقوں کو اپنے تصرف میں لا رہے ہیں اور میر عالم پر یہ اتہام تھا کہ وہ انگریزوں سے ساخت باخت رکھتے ہیں حالانکہ باقبا ر خدمات ان کا انگریزوں سے خط و کتابت رکھنا فرائض سے خارج تصور ہو سکتا تھا اور نہ میل ملاپ شبہ کی نظروں سے دیکھا جاسکتا تھا۔ بہر حال جب مہیت رام نے مخالفت کا آغاز کیا تو میر عالم نے بھی مدافعتی طور پر مہیت رام کے ذمہ باقاعدہ سرکاری مطالبات عائد کئے اور مختصر مغفرت منزل کو معروضہ کیا جس پر سے علیحضرت کو خیال ہوا کہ مہیت رام ہوا خواہ سرکار ہے اس کے خلاف چونکہ معروضہ کیا گیا ہے لہذا یہ خود دولت خواہ سرکار نہیں ہے اسی بنا پر میر عالم کی نسبت جو

سو ظنِ اعلیٰ حضرت کو پیدا ہوا تھا اور جہتین تک پہنچ گیا۔ اودھر گورنر جنرل اور ریزیڈنٹ اس امر پر متئے ہوئے تھے کہ راجہ جی کو حیدر آباد سے رخصت کر دیا جائے تاکہ اُن سے انگریزوں کے خلاف اعلیٰ حضرت کو اشتعال دلانے کا موقع نہ ملے اسی غرض سے اُس نے میر عالم کو لکھا کہ ملک برار میں قیام انتظام کی ضرورت ہے چونکہ یہ علاقہ راجہ ہپت رام سے متعلق ہو اس لئے ان کو وہاں بھیج دیا جائے اس انتظام میں جو کچھ فوائد ہیں وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ میر عالم نے اس کی اطلاع اعلیٰ حضرت کو کی چونکہ وہ پہلے ہی سے پُرول تھے میر عالم پر برس پڑے اور عدم دلخواہی وغیرہ کے الزام اُن پر عاید فرمائے جن کی صفائی کیلئے انھوں نے بخشی بیگم صاحبہ (والدہ اعلیٰ حضرت) سے معروضہ کیا جس پر سے ہپت رام کو سکر شاہ پور چلے جانے کا حکم ہوا اس کی اطلاع ملنے پر راجہ نے کرنیل کلوس سے اپنے محل میں سفارش چاہی لیکن انھوں نے ٹال دیا اس کے بعد راجہ نے تاس سدنم کو لکھا کہ ”بندہ حسب ارشاد بلا تامل خط پہنچنے سے پیشتر رائے ستیل داس کو ملک اور سپاہ کا جائزہ دیکر روانہ سکر شاہ پور ہوتا ہے میرے متعلقین کو جلد میرے پاس پہنچنے کی اجازت دلا دی جائے۔ بقایا حساب سرکار کے مقدمہ میں میر صاحب (میر عالم) بار بار ارشاد فرماتے ہیں میری دانست میں ۵ ار رمضان تک کا حساب سپاہ داخل کر چکا ہوں اور ہر محال کے حامل کو علیحدہ رجوع کر کے حوالہ کر چکا ہوں اس کے سوائے اور کونسا حساب بندہ کے ذمہ باقی رہا ہے سکر کو روانہ ہونے میں یہی تامل ہے کہ مقصدیان سرکار پھر حساب کی کشمکش درمیان لائیں گے لہذا استدعی ہوں کہ ایک بار بندہ کو اپنے پاس بلا کر سرکاری حساب کا

تصفیہ کر کے سکر کو جانے کی اجازت دلائیں یا یہ لکھیں کہ سکر میں حساب کا مواخذہ پیش نہ ہو گا جواب کا انتظار ہے۔

میرے متوسلین و زرقائیں سے دو اشخاص جو سواروں میں ملازم ہیں میرے ہمراہ ہیں اور پانسو آدمی احشام قلعہ سے ہیں ان سب کی جائیداد کا تعین فرما دیا جائے تاکہ انڈہ کوئی بات درمیان نہ آوے جان و مال بندگانِ عالی کے حکم اور تمام صاحبوں کی بھلائی کیلئے تصدق ہے طوفان و اتہام سے نوبت یہاں تک پہنچی خوب انصاف فرمائے کہ طرہ سے مایوسی کے باوجود انگریز بہادر کے دشمنوں میں داخل ہوا اگر رؤسا میں سے کسی کے قتل کوئی نوشتہ و خواندہ یا کوئی اور خیال رکھا ہوتا تو فی الفور تمام امور سے کیوں دست بردار ہو جاتا۔ انگریز صاحبان کا انصاف مثل آفتاب روشن اور ارشاد مبارک بھی یہی ہے کہ کسی کی عرضی پر بے تحقیق انگلی نہیں دھرتے ہیں اب میرے مقدمہ کو عدالت سرکار کے سپرد کر کے تحقیقات فرمائیں گے ہرگز میرا قصور ثابت نہ ہو گا اگر مجھے ترقی میں رہنے کی اجازت ملے انگریزی سے دلاویں جو سکر سے نزدیک ہے تو مجھے قلعہ سکر آورو واجب العرض مقدمہ سے کوئی غرض نہیں ہے ترقی یا بنارس کا جانا سرکاری محاسبہ کے اندیشہ سے جی نہیں آتا ہے جس جگہ سرکاری حساب کی پرسش ہو جواب کے لئے حاضر ہوں۔“

اس کے جواب میں رزیڈنٹ صاحب موصوف نے ۲۹ شوال ۱۲۲۱ھ کو ایک خط

لکھا جس کا اقتباس یہ ہے :-

”متعلقانِ آں مہربان را بعد وصول سگرازیں جا پر دانگی روانگی ومانیدہ خواہد شد

رسیدن بلکہ جوئے متصور نیست و ہر گاہ از سرکار مطالبہ حساب واجب است خود را چہ
 گنجایش دخل در آن است و آن مہربان را چہ جائے اندیشہ..... بہیچ گونہ در رفتن سکر
 تامل نہ نمایند..... بودن دو صد سواران ملازم آن مہربان و پانصد مردم ختام
 و تعیین جائداد آہنا مفوض بہ تجویز میر صاحب مشفق مہربان کرم فرمائے مخلصان میر عالم بہا
 است و دریں باب میر صاحب ممدوح ایما خواهد شد از نوشتہ جات آن مہربان ہمگی
 جمعیت ہمراہی ہفت صد بدریافت می آید و اینجا بہ تحقیق و ثبوت پیوستہ کہ یکہزار سو
 و پانصد بار و دو صد عرب و غیرہ قریب دو ہزار جمعیت ہمراہ ایشان است اس را چہ
 تصور توان نمود۔

بابت سکونت ترقی یا بنارس پیش ازین تعلیم آمدہ و حالانیز تعلیمی می شود کہ بقدم
 سکر اگر اس اندیشہ حقیقہ دانگیر حال شدہ است اول اطلاع بجنور لامع التور نوک بزرگ
 بہادر ساختہ جواب آن نوشتہ خواہد شد.....“

ان دونوں خطوط کو دیکھنے کے بعد معلوم ہو سکتا ہے کہ مہیت رام کی نیت بخیر
 نہیں تھی۔ غلطی حساب اور حساب فہمی کے وقت سچا تاویلات اور آخر کار سپاہ ہمراہی
 کی تعداد کے متعلق غلط بیانی یہ سب ظاہر کرتے ہیں کہ طبیعت میں کچھ ضرر ضرورت تھا اسی
 بذمہ کی کاشت اس سے بھی ملتا ہے کہ ہو لکر کی ہم کے موقع پر فراہمی جمعیت میں کتنی کچھ
 سہل انگاری انھوں نے نہیں کی اس سے اُن کی غرض یہی معلوم ہوتی تھی کہ عہد نامہ
 کمپنی و نظام سے اختلاف کا الزام سرکار نظام پر عاید کر کے انگریزوں سے اُن کو لڑا دیا۔

اور اُدھر ملک کی عدم فراہمی سے انگریزوں کی کمی قوت کا باعث ہو کر ہو لکر کو فائدہ پہنچا۔ جب یہ امر تحقیق کو پہنچ گیا کہ مہپت رام کے ساتھ ہزار ڈیڑھ ہزار سے زیادہ فوج ہے اور ان کی نیت فاسد معلوم ہوئی تو یہاں سے انگریزی فوج ان کے مقابلے کے لئے بھیجی گئی۔ مقابلے میں انگریزی فوج کا ایک سردار کام آیا اس کے بعد حملہ شدید ہوا راجہ جی وہاں سے لگے نکل گئے اور ہو لکر کے حدود میں پناہ لی۔ تعاقب کرنے پر وہاں سے نکل کر بنارس کی طرف راہی ہوئے جہاں سنا گیا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے بعد انگریزی کمپنی نے ان کے سپاہیوں کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ ان کی پرورش کے لئے سرکار نظام برہما معاہدہ پر کچھ رستم مقرر کر کے ان کے لئے بعض علاقہ اپنے قبضہ میں لے لیا۔

یہ ہیں وہ واقعات جو ہم کو اصل خطوط اور کاغذات سے معلوم ہو سکے لیکن صاحب خانہ رسول خانی اور گوہر شاہوار کے مبینہ واقعات کچھ اور ہیں باختلافات خفیف وہ کہتے ہیں کہ راجہ مہپت رام حشمت جنگ کے ایما سے دیوانی کی توقع پر اپنے علاقہ ابراہم حیدر آباد آئے۔ یہاں پہنچنے کے بعد راجہ صاحب مذکور نے بڑی دھوم سے اعلیٰ حضرت کی عیافت کی اور کثرت باریابی سے اعلیٰ حضرت کے مزاج میں دخل پیدا کیا اور میر عالم کی تجا سے سو مزاجی پیدا کر دی اور آپ بھی ان سے بددماغیاں کرنے لگے۔ میر عالم سمجھ گئے کہ مہپت رام نے دیوانی کی ہوس میں بندگان عالی کو مجھ سے بدگمان کر دیا ہے وہ پیشکاری سے فرائز ہوئے تو اس خدمت کے پلنے سے ان کے خیالات اور بلند پروازی کرنے لگے اور وہ حصول دیوانی کی سرگرمی کے ساتھ کوشش کرنے لگے۔ اعلیٰ حضرت منقرت منزل نے ان کو راجہ

حکم دیا کہ دستی آئین کے لئے نظم و نسق ممالک محروسہ اور ترتیب اخراجات افواج کا ایک تفصیلی تختہ و نقشہ مرتب کر کے پیش کریں مہبت رام نے حسب حکم فرو نقشہ و تختہ ملاحظہ میں گزرائی علیحضرت نے اس کو پسند فرمایا اور اس کے بعد میر عالم سے اور زیادہ ناخوش ہو گئے اس کی اطلاع میر عالم کو ہوئی کہ ایسا کوئی تختہ مہبت رام نے ملاحظہ میں گزرا نا ہے جس کے دیکھنے سے علیحضرت اُن سے خوش ہوئے اور ان سے ناخوش۔ میر عالم کو اس نقشہ کا معلوم کرنا ضروری تھا کہ آخر وہ کیا تھا۔ راجہ چند لال کو جو ان دنوں اُن کے پیش دست اور ہوا خواہوں میں تھے اشارہ کیا کہ بہر صورت اس سے آگہی حاصل کریں راجہ چند لال کو اپنے ایک سرپرست مدارالہام کے احکام کی متابعت کرنا لازم تھا دوسرے یہ کہ پیشکاری کی خدمت کے متوقع ہونے کی وجہ سے خود مہبت رام سے ان کو حق مخالفت پیدا ہو گیا تھا ان وجوہ کی بنا پر انھوں نے کریم بیگ خاں (جو اس زمانے میں مہر خانہ مبارک کے داروغہ تھے اور وہ کاغذات انہیں کی تحویل میں تھے) کو فراہم کیا اور دس ہزار روپیہ کا لالچ لاکھو دیکر اس تختہ اور نقشہ کے مطالب معلوم کئے اور اس کے بعد اس کے مضامین سے میر عالم کو اطلاع کی۔ انھوں نے اس سے آگاہ ہو کر مناسب خیال کیا کہ گذشت محالات کڑیہ وغیرہ لیکر باریاب ہوں لیکن تسبل اس کے کہ ملاحظہ میں اُن کو پیش کریں مغفرت منزل کا مزاج حد اعتدال سے گزر گیا اور سوء اتفاق سے میر عالم کو اس کے پیش کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اور علیحضرت کی تلخ کلامی سے متاثر ہو کر بے نیل مرام واپس ہوئے اور سید معاذ زین الدین خاں گئے جہاں اُن کو مشورہ ملا کہ تاوقتیکہ تمام کاروبار حسبِ درخواست طے ہو جائیں میر عالم زین الدینی

میں رہیں۔ اس کی اطلاع پر حضور نے بھی کوئی درستی نہیں کی بلکہ کاروبار حسب سابق بحال رکھے
میر عالم کا استعفاء | اس واقعہ کے چوتھے روز مغفرت نزل نے ماما چمپا اور ماما بڈن کو
 میر عالم کی فہمائش کے لئے بھیجا میر عالم حضور کی تلخ کلامی سے آزدہ خاطر تھے کہلوایا کہ غلام
 دیوانی کی کاراجرائی نہیں ہو سکتی سرکار مختار ہیں جس کو چاہیں اس خدمت سے سرفراز فرمایا
 ریڈنٹ نے اسیلان مذکور سے استعفاء کے دفع دخل کے طور پر یہ کہا کہ اگر حضور کو میر عالم کی
 پرورش و پرداخت منظور ہے تو ان کے معروضہ کو قبول فرمائیں اسیلوں نے دریافت کیا
 کہ وہ کیا ہے سدہنام نے کہا کہ اگر باریابی کی اجازت ہو تو میں خود سرکار سے عرض کر دے گا
 اسیلوں نے یہی معروضہ کیا دوسرے دن سدہنام باریاب ہوئے اور معروضہ کیا کہ
 ہسپت رام کو شاہ پور روانہ فرمائیں اور ششی تلخیل یا رجنک کو (ترتیب تختہ و فرد نقشہ میں
 جن کا زبردست ہاتھ تھا) ان کی جاگیر بھیج دیں اور مہر خاص کو مہر میر عالم کے ساتھ منظور
 فرمائیں اور ایسے ہی چند اور شرائط پیش کئے آخر اپنے اور انگریزوں کے تعلقات پر اور
 میر عالم کی خدمتوں پر نظر تعمق ڈالکر ان شرائط کو منظور فرمایا۔ اس موقع پر مورخ مذکور نے
 ان دفعات کو بھی بیان کیا ہے جو میر عالم نے علیحضرت کی خدمت میں پیش کئے تھے۔
 خود بدولت نے ان پر شرح منظوری کر دی تھی یہاں ہم ان دفعات کو مجنبہ لکھتے ہیں۔

دوازدہ دفعات میر عالم

۱۔ میر عالم مختار دولت آصفیہ وکیل مطلق سرکار مابدولت و اقبال و از طرف مرکا
 عظمت مدار آئیل کمپنی انگریز بہادر وکیل مطلق شدہ اند۔

و ۱ مهر خاص با مهر میر عالم بهادر مختار دولت آصفیه وکیل مطلق هر دو سرکارین عظمی
داشتن سرفرازی یافته.

و ۲ بدون مشاوره و مطارحه میر عالم بهادر مختار دولت آصفیه وکیل مطلق هر دو سرکارین
عظمی و چه ظاهر و چه باطناً روانگی عنایت نامه جات مهری و یاد تخطی بکسمت
نخواهم فرمود.

و ۳ راجه بهیت رام را از قلع و قمع از سرحد ممالک محروسه بدر خواهم کرد و دولتگاه
راجه مذکور را در بلده نخواهم داشت.

و ۴ اسمعیل یا رخک نشی را در جاگیر رخصت فرموده و نورالامرا بهادر را با طلب
نخواهم فرمود.

و ۵ نیز الملک بهادر را بوقت سواری در خواصی نشانیدن سرفرازی خواهد یافت
و ۶ جمعیت سواران و پیادگان و لطیفان را بموجب قرار و اندازه میر عالم بهادر
مختار دولت آصفیه وکیل مطلق هر دو سرکارین عظمی احکم نونگه داشت نخواهم فرمود
و ۷ چه ظاهر و چه باطناً با معاندان سرکار عظمت در آرزو بل کمینی انگیز بهادر عنایت
مهری و یاد تخطی روانه نخواهم فرمود.

و ۸ بدون کارپردازان هر دو سرکارین عظمی احکام تیاری لوازمات توپخانه صادر شود.

و ۹ مخالفان کارپردازان هر دو سرکارین عظمی را با ریاب نفرموده و معروضه شان
قرین صدق تصور نفرموده خواهد شد.

۱ وال وقتیکہ برائے سیر و شکار از دولت خانہ بیرون بلدہ متوجہ شوم ہمراہ سواری کارپردازان سرکارین را بدارم و جائے فرود گاہ خیمہ مبارک ہر دو و کلایان سرکارین عظمیٰ را از باریابی سرفراز کنم و تا بہ بودن آنجا ہمراہ خود بدولت بدارم۔

۲ بدون اطلاع مختار دولت آصفیہ وکیل مطلق ہر دو سرکارین عظمیٰ از دولت خانہ بر آمدن و ارادہ سیر و شکار بیرون بلدہ نخواہم فرمود۔

دوازدہ دفعات میر عالم کا
فائدہ کمپنی کے حق میں

ممکن ہے کہ یہ دفعات صحیح ہوں اگر ایسا ہی ہے تو ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ ان کی ترتیب میر عالم کے منشا سے نہیں ہوئی بلکہ

تاس سد نہام نے اپنی صوابدید سے ان کو مرتب کر لیا ظاہر ہے کہ سوائے پہلے فقرے کے میر عالم کے لئے کوئی فقرہ مفید نہیں ہے چھٹا فقرہ جو نیر الملک کی خواہی کی نسبت ہے وہ امتحان ان کے لئے رکھا گیا ہے جس سے ایک غرض یہ ہے کہ میر عالم خوش ہوں اور دوسری غرض یہ ہے کہ نیر الملک پر احسان رہے جو آئندہ اپنی نوبت پر اس کا خیال رکھیں اس کے باقی تمام فقرے کسی نہ کسی طرح کمپنی کے حق میں مفید ہیں۔ اس میں میر عالم متعلق ایک نئی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ کمپنی نے اپنی جانب سے اون کو وکیل مطلق قرار دیا۔ اور اس اعتبار سے جو کچھ مسائل کہ اس میں طے ہوئے وہ سب منجانب کمپنی بھی گویا مسلم قرار پائے اس واسطے کہ میر عالم کی حیثیت منجانب کمپنی وکیل کی تھی اگر اس وقت یہ کمپنی کے وکیل مطلق قرار نہ دئے جاتے تو ان دفعات کا کوئی فائدہ کمپنی اٹھا نہیں سکتی تھی مابہ البحث معاملہ چونکہ میر عالم اور حضرت مغفرت منزل کے مابین تھا اس لئے اس کو



بارہ درمیائے محل کی تصویر جو میز عالم کے باغ میں واقع ہے

میں کسی شخص ثالث کا مثلاً رزیدنٹ کا شریک ہو جانا اور اپنے متعلقہ کچھ اقرار حاصل کرنا۔ پسندیدہ نظروں سے دیکھے جانے کے قابل نہیں تھا ان امور کی بناء پر ظاہر ہو سکتا ہے کہ ان دفعات و وازدگان کی ترتیب و تدوین تکمیل میر عالم کے ایما سے نہیں بلکہ کارپردازان کمپنی کی تدبیروں سے وقوع میں آئی۔ لیکن ان کا اثر میر عالم کی ذات پر ریاست میں اچھا نہیں پڑا اس واسطے کہ اس سے امرائے ریاست اور دوسرے عام اشخاص یہ سمجھ گجھ گئے کہ یہ دفعات دراصل میر عالم ہی کے قرارداد ہیں جس سے ان کی دولت خواہی پر برا اثر پڑا اس قول و قرار کے بعد مہپت رام کو قلعہ شاہپور کی طرف روانہ کر دیا گیا اور نشتی خاں اسماعیل یا رجنک کو اپنے جاگیر میں رہنے کا حکم ہوا اور کریم بیگ خاں دارودہ ہرخانہ کو قلعہ گوکنڈہ میں بھیجا گیا۔ لیکن جب مہپت رام قلعہ مذکور کے قریب پہنچے اس امر کی اطلاع پر کہ انھوں نے فوج جمع کرنی شروع کی ہے یہاں سو بھی فوج بھیجی گئی۔ راجہ نے معذرت کی اس پر ان سے مطالبہ کیا گیا کہ اس نقشہ قرارداد جمعیت کی نقل بھیجیں جو انھوں نے ملتان میں داخل کیا ہے لیکن وہ افشاء راز کا عذر کر کے اس سے باز رہے اور سر اسیمہ و پریشان مالک محروسہ سرکار عالی سے باہر نکل گئے جب مہپت رام کا اخراج ہو گیا تو میر عالم راجا بھرکائی ہوئی آگ سے بے فکر ہوئے۔

میر عالم باغ میں جشن سالگرہ منقرت نزل

۱۲۲۰ھ کا جشن سالگرہ اپنے اہتمام اور اپنے خراج سے ترتیب دیا بارہوی

(واقعہ عجیب موسیٰ میں) حضرت کی ضیافت کی خود بدولت رونق افروز مہماں سرا ہوئے اس جشن کی

ترتیب میں میر عالم نے سات لاکھ روپے صرف کئے۔ اس لحاظ سے اس زمانہ میں جو کچھ تیاری ہوئی ہوگی اس کا قیاس کر لیا جاسکتا ہے ہم اس کی تفصیل سے اپنے مطلب کو طویل دینا نہیں چاہتے۔ اسی جشن میں اعلیٰ حضرت نے مہبت رام کے عوض راجہ چند دلال کے بھائی راجہ گویند بخش کو لشکر پر مامور فرمایا میر عالم نے بہت سے جواہر گراں بہا نذر گزرنے اور اس موقع پر ان کے بعض اقارب خطاب سے سرفراز ہوئے چنانچہ:-

(۱) حسن علی بیگ کو جو میر عالم کے سببی رشتہ داروں میں تھے اور ان کی نظر بندگی زمانہ میں ان کے شریک رنج و راحت رہے تھے حسین یا در جنگ خطاب ہوا انھیں کو میر عالم نے اپنی عرض بیگی کی خدمت دی۔

(۲) ان کے خلیفے بھائی میر عباس علیخان نظام یا در جنگ حسام الملک خطاب اور منصب پنہزاری سہنہار سوار و علم و تقارہ و نوبت سے سرفراز ہوئے۔

سفارت سرکار دولت ملائی گورنر جنرل کے دربار میں موقوفی میر عالم دیوانی سے سرفراز ہونے کے بعد اپنے چچیرے بھائی سید عبداللطیف شوستری (مصنف تحفۃ العالم) کو جو ان دنوں بھی بھائی تھے اور اکثر انگریزوں سے ملاقات رکھتے تھے طلب کیا اور ان کے یہاں آنے کے بعد ان کو گورنر جنرل کے پاس اپنی نیابت پر مامور کر کے کلکتہ روانہ کیا مگر سال ڈیڑھ سال کے اندر اندر وہ واپس ہوئے ان کی واپسی پر یاد اللہ بن شرف الدولہ اس خدمت پر مامور ہوئے اور لاڑکانہ

لے یا در الدولہ۔ میر احمد یار خاں۔ تہور جنگ شرف الدولہ شرف الملک کے چھوٹے بیٹے تھے جو رکن الدولہ کے بھائی تھے۔ سفارت سے واپسی کے ایک ماہ بعد ۱۲۳۱ھ میں انتقال کیا اور تین لاکھ چھوڑے۔ میرزا احمد علیخان۔ میرزا علیخان۔ میرزا حسین علیخان۔

اس شکایت کی بنا پر کہ وہ (یاوردولہ) معینہ اوقات میں لارڈ صاحب کے دربار میں حاضر نہیں ہوتے۔ وہاں سے واپس طلب کر لئے گئے جن کے بعد پھر کوئی اس خدمت پر یہاں کے مامور کر کے بھیجا نہیں گیا اور خدمت تخفیف ہو گئی ممکن ہے کہ سرکاریں میں باہمی کوئی سمجھوتہ کی نسبت ہو گیا ہو لیکن صاحب تیارخ رشید الدین خانی لکھتے ہیں:-

”واضح ہو کہ بعد یاوردولہ کے تاحال کوئی ایلمی سرکار دولت مدار سے پھر مقرر نہ ہوا اور کو

سرکار دولت مدار نے ہر چند کہ ممانعت نہ تھی مامور نہ فرمایا۔“

بہر حال یہ امر مسلم ہے کہ یاوردولہ کے بعد کوئی سفیر یہاں سے انگریزی دربار میں مامور نہیں کیا گیا میر محمد سعید الدولہ میر عالم سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اور اکثر ان کی رفاقت میں بھی رہے میر عالم کی سفارش پر اعلیٰ حضرت نے ان کو خلعت و جواہرات مرحمت فرمائے اور سراج الدولہ والا جاہ کے پاس چینا پٹن (مدرا س) کو اپنی نیابت کے طور پر روانہ فرمایا تھا انھوں نے کچھ عرصہ کی حضور باشی سے اعلیٰ حضرت کے مزاج میں دخل پایا اور اکثر باریاب ہونے لگے بعض مقدمات کلیات میں اعلیٰ حضرت انھیں کے ذریعے میر عالم کو تاکید و تہدید کرتے تھے سین سال اور رشتہ میں میر عالم سے چھوٹے تھے اس وجہ سے انھیں ناگوار ہوا تو ان کو سرکاری لشکر کی سرکردگی سے سرفراز کر کے برار اور اورنگ آباد روانہ کرنا چاہا۔ مگر اعلیٰ حضرت نے اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ ہم نے ان کو اپنے رفع ملال اور خوش فراہی کی خاطر اپنے یہاں رکھا ہے تم ہم سے جدا کرنا چاہتے ہو یہ ہو سیکے گا۔ البتہ ہم ان کو نیابت صوبہ داری حیدر آباد پر سرفراز کرتے ہیں وہ اپنے فرائض منصبی کے پورا کرنے کے بعد ہر روز حاضر دربار ہو ا کریں۔

فوجی بغاوت اور اسکی غلط افوا
۲۰ء کے آخر آخر میں کمپنی کی افواج کے ڈریس میں بعض جزوی

تبدیلیاں کی گئی تھیں جس کی وجہ سے کمپنی کی اکثر دیسی افواج براہِ گتھتہ ہو گئیں اور یہ خیال کیا کہ انگریزی کمپنی والے ڈریس کی تبدیلی کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ اُن کو اپنے مذہب میں ملا لینا چاہتے ہیں اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بلاری، والا جاہ آباد، بنگلور، نندی درگ اور شکر درگ کی افواج میں بدامنی پھیل گئی اور حیدرآباد کی افواج میں بھی آثارِ بغاوت نمایاں ہوئے چنانچہ ۱۱ جولائی ۱۸۵۷ء مطابق ۳ صفر ۱۲۷۴ء کی شب میں فوج کے ایک عہدہ دار نے کرنل مانٹ ریسر کو فوج کے اس بدگمانی کی اطلاع دی اور یہ بدگمانی بعض بغاوتوں نے پیدا کی تھی جیسے یہ افواہ اڑ گئی کہ یوروپین بارکس میں ایک باؤلی ہے اس میں ایک خزانہ کا پتہ لگا ہے جس کا نکلنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ چند آدمیوں کے سر اُس خزانہ پر قبضہ رکھنے والے جن کے بھینٹ نہ چڑھائے جائیں اور یہ قرارداد کر لی گئی تھی کہ یوروپین فوج کے بعض سپاہیوں کے سر رات کے وقت چل کئے جائیں اُسی شب یورپی کے قریب ایک بے سری لاش کے پاس جانے سے آدمیوں کی جرأت اور بڑھ گئی۔ ۱۲ جولائی کی شب کو کنٹونمنٹ کے پیچھے کچھ آدمی جمع ہوئے طلایہ کے برسر میدان تیار رہنے کے حکام جاری کئے گئے، لیکن ان کے خدمات کی نوبت نہیں آئی۔ اس فوجی دل چل کے باعث حیدرآباد کے عوام میں یہ افواہ پھیل گئی تھی کہ انگریزی فوج خدا نخواستہ سرکارِ عالی کے خلاف تیاریاں کر رہی ہے جسکی اطلاع سربراہِ کارانِ دولت کو ہوئی تو مغفرت فرما کر اپنی خاص فوج بے قاعدہ کو تیاری کا حکم دیتے ہوئے میرِ عالم سے اس کی اصلیت دریافت

فرمائی۔ میرے عالم نے دریافت حال کے لئے رزٹڈنٹ کو لکھا جس پر رزٹڈنٹ نے افواہ کی بے بنیادی کا اظہار اپنے خط مورخہ ۳۔ صفر ۱۲۲۱ء میں کیا اگرچہ کہ اس میں واقعہ کی صورت کا اظہار نہیں ہے تاہم اس سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ حیدر آباد میں جو کچھ افواہ تیار ہوئی فوج کے متعلق اڑ گئی تھی محض بے بنیاد تھی یہاں ہم رزٹڈنٹ تاس سد نہام کے اس رقعہ کی نقل کر دینا مناسب سمجھتے ہیں تاکہ اڑائی ہوئی افواہوں کی غلطی ثابت ہو جائے۔

”از روئے اخبار ہنگامہ کہ دیشب در شہر برپا گشت بد ریافت رسید تعجب فراواں و تاسف بے پایان لاحق گردید و یقیناً محل تعجب است کہ خاطر مبارک حضور پر نور از ہنجیں افواہ بے بنیاد نامکن متوہم شدہ بقدر دقیقہ ہم در ایں مقدمہ بے اصل اندیشہ و تامل را کار نفرمودہ رعایا و سکنہ شہر از ایں رہگذر در بحر تفکر و تخیل انداختہ اجتماع مردم نمایند و محل تاسف بہر اینست کہ خیال ایں جنس حرکات دور از اتحاد و یکگاہگت و اعتبار و اعتماد کہ بسر کار کپنی و افواج انگریز است بخاطر مبارک مناسب نیست چرکہ افواج انگریزی در اینجا محض متعین برائے حفاظت شہر و حراست ممالک محروسہ و تنبیہ اعداء و درونی و بیرونی خصوصاً جہت صیانت مندووات حضرت حضور پر نور است پس از ہنجیں فوج کہ حقیقتاً لازم سرکار و بجان و دل مطیع و فرمانبردار باشند خیال توہم و وحشت کجا گنجایش دارد و نیز از چندے اکثر اخبار استماع می یابد کہ بعضے مقصد غرض گو و منفربان قابو جو سعی و کوشش ذہن نشین خاطر مبارک حضور پر نور می نمایند و غرض صلی و مقصد دلی آہنا ہندام بنیان اتحاد و یکگاہگت است دریں صورت لازم افتادہ کہ ایں ہمہ ابرج بالمشافہ بر حضور پر نور گذارش شود تا شکوک و ادوہام از خاطر مبارک بدر رفتہ اطمینان تام و

خاطر جمعی لاکھام چل آید و نگذارش اس مقدمات خاطر مبارک حضور پر نور از اقوال لاطیل
مفسدان تموش و متوہم شدہ محل اطمینان باشد کہ اس ہمہ افواج محض برائے نگاہ بانی
و آسایش ممکنہ شہر و حراست ذات مبارک حضرت حضور پر نور است پس حضرت ہمہ وقت
و ہر آن با اطمینان مشغول عیش و عشرت و مصروف دولت و نعمت بودہ کام روئے زمانہ
وزمانیاں و عقدہ کشائے مشکلات جہان و جہانیاں باشند و ہمیں آرزوئے دلی است کہ
حضرت بدولت تا زمان دراز برمند جاہ و جلال بہ ہزاراں مستر و انبساط مل گستر
سایہ افگن ہو اخواہان قریب و بعید باشند و ابابستی بخاطر اشرف و اقدس راہ نیابد۔

راجہ چند دلال کی خدمت پیشگی | راجہ ہپت رام کی علحدگی کے بعد سے پیشکاری کی جائد
تقریر طلب تھی ۲۲ آئین میں میر عالم نے راجہ چند دلال کو اس خدمت کے لئے منتخب کیا لیکن
راجہ سوریچ پرتاب و نت نے جو دفتر مال کے مختار اور میر عالم کے پیش دست تھے ان کو
اس تجویز سے باز رکھا چونکہ میر عالم چند دلال سے خوش تھے اور ان کو اپنے پاس ہی
رکھنا چاہتے تھے اس لئے انھوں نے چند دلال کو اپنے اور حضور کے درمیان کیل مقرر
کیا اور جب سوریچ پرتاب فوت ہوئے تو چند دلال کو (۲۲- صفر ۱۲۳۱ھ) پیشکاری کے
عہدہ پر ترقی دلائی۔ ممکن ہے کہ میر عالم کو اپنے اس انتخاب سے باز رکھنے کے لئے سوریچ پرتاب
نے راجہ چند دلال کے خلاف کچھ کہا ہو اور باوجود ان سے خوش ہونے کے سوریچ پرتاب کی

سلطہ مالا کے بیٹے تھے اور ابتداً راجہ خوش حال چند کے دادا سگرل کے مورچے زمرہ میں ملازم تھے رائے نہکر کی وفات کے
بعد ان کے لڑکے خدمت سرد قری صوبہ حیدر آباد و محمد آباد پر مامور ہوئے اور ان کے زلمے میں سوریچ پرتاب و نت ہی اجرا و کار
دہر کرتے تھے جب یاجہ راجہ راجہ راجہ کے ہمراہ ہونے سے اگر مامور ہوئے تو سوریچ پرتاب و نت کا اخراج ہوا حتیٰ کہ اوسط جاہ کے
انتقال سے بعین سال قبل میر طلب کے گئے اوسط جاہ کے انتقال کے بعد میر عالم کی فرائض کی خدمت کا اجرا کرتے رہے حتیٰ کہ میر عالم کے
جد دیوانی میں لاوہ انتقال کیا ۱۲

اُس فہمائش سے وہ متاثر ہوئے ہوں اس لئے راجہ چند دلال سے صفائی کے لئے اس بہتر میر عالم کو اور کوئی امر معلوم نہیں ہوا کہ اُن سے کوئی اقرار نامہ حاصل کر کے اپنے پیدہ سوڈن کو رفع کریں اسی بناء پر انھوں نے راجہ چند دلال کے دو اقرار نامے اس موقع پر حاصل کئے۔ یہ راجہ صاحب مذکور کی فرخ حوصلگی اور عاقبت اندیشی کی تین دلیل ہے کہ ایک صاف و صیح اقرار میں انہیں ذرا بھی پس و پیش یا باک نہیں ہوا۔ اُن اقرار ناموں کو لفظاً لفظاً معلوم کرنے کے لئے مناسب یہ ہے کہ اُن تحریرات کے فوٹو ملاحظہ کئے جائیں جو انھیں صفحات میں موجود ہیں۔

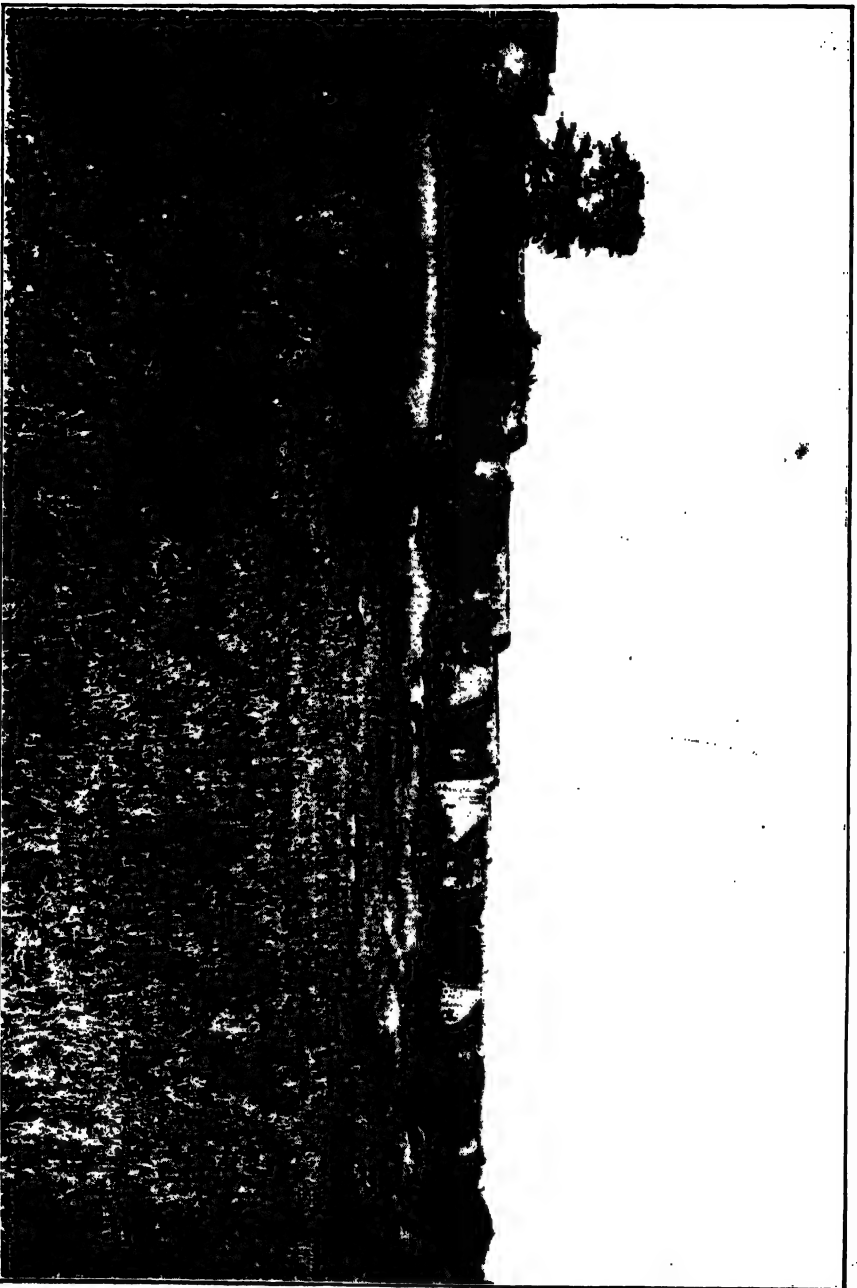
انتظام ڈاک | مالک محروسہ سرکار عالی میں ڈاک کا انتظام سب سے پہلے ان کے عہد وزارت میں ہوا حیدر آباد سے کلکتہ چنیا پٹن (مدراس) مچھلی بندر۔ پونہ بمبئی وغیرہ مقامات کو اور اُن مقامات سے حیدر آباد کو مراسلت ہو سکتی تھی۔ ٹپہ کا انتظام سطح رکھا گیا تھا کہ ان مقامات کی راہوں میں ہر دو کوس کے فاصلہ پر دو دہر کارے مقرر تھے جو خطوط لیجاتے تھے سرکاری مراسلتوں کے علاوہ خانگی خطوط بھی جاسکتے تھے اُن پر ایک خاص محصول لیا جاتا تھا اور ایسے محصول کی آمدنی سے ٹپہ کے ملازمین کی ماہوار ادائیگی تھی صاحب خزانہ رسول خانی کہتے ہیں کہ رزیدنٹ سدھام نے اپنے عہد میں روانگی خطوط اور ملازمان ٹپہ کا تعلق اور ٹپہ کی آمدنی کے انتفاع کے حقوق انگریزی کمپنی سے متعلق کر لئے ہیں اس کی تحقیق نہیں کہ ٹپہ کے متعلقہ حقوق پہلے علاقہ سرکار عالی سے وابستہ تھے اور بعد میں کمپنی نے اُن پر قبضہ کیا۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ اس زمانے میں ٹپہ کا سلسلہ اور اُس کا

تعلق بہی۔ مدراس اور کلکتہ کے مابین مہاجن کمپنی قائم تھا۔ اس کو سرکار عالی سے کوئی واسطہ نہیں تھا صرف سرکاری مراسلت کی حد تک سرکار عالی کو اس سے حق انتفاع حاصل تھا جس کا حق اب بھی قائم ہے ظاہر ہے کہ سلسلہ جس کا قائم کیا ہوا ہوا اور اس پر جس کی نگرانی ہو وہی اس کی آمدنی سے انتفاع کا حق رکھتا ہے ایسی صورت میں نہ بنام کی کوئی زیادتی تھی اور نہ میر عالم کی کوئی غلطی۔

ریاست آصفیہ کا سب سے پہلا ڈاکٹر | حیدر آباد میں ڈاکٹری کی تیاری اگر لکھنا چاہیں تو اس کی ابتدا خاندان آصف جاہی سے بہت پیشتر قطب شاہیہ دور تک پہنچتی ہے لیکن اس کو سرکاری حیثیت نہیں ملی تھی حتیٰ کہ سرکار آصفیہ میں میر عالم سند وزارت پر متمکن ہوئے انھوں نے جہاں رفاہ عام کے اور کام کئے وہیں عوام کی حفظانِ صحت کے خیال سے ایک ڈاکٹر مسمیٰ بور کو دو ہزار روپیہ ماہوار سے مامور کیا۔ اس ماہوار میں اخراجات ادویہ و آلات بھی شامل ہیں یہ سب سے پہلا ڈاکٹر ہے جو ریاست آصفیہ میں سرکاری ملازم ہوا ہے میر عالم کی وزارت سے قبل اور اس کے بعد بھی یہ رزیڈنٹ کے اسٹاف میں تھا چنانچہ جب کہ کیا ڈاکٹر نے علیحدگی فوج فرانس کے عہد نامہ کی شرط علیحدہ کو غفراں مآب کے ملاحظہ میں پیش کیا تو اس وقت ان کے ہمراہ یہ ڈاکٹر بھی تھا اور اس موقع پر رزیڈنٹ کے ہمراہیوں میں سے مسٹر مالکم کو جینیہ اور سرسبیج کی سرفرازی ہوئی اور ڈاکٹر بور کو صرف سرسبیج عنایت ہوا۔

گرانی غلہ اور اس کا انتظام | ۱۲۲۱ء اور ۱۲۲۲ء میں حیدر آباد میں غلہ کی گرانی ہو گئی غریب غربا کو فاقوں کی نوبت پہنچی۔ میر عالم نے اس خیال سے کہ نرخ اجناس کچھ تو اترے گا غلہ پر سے

ہیر عالم کے تالاب نے ہند کی تصویر پتھلی طرف سے



محصول اٹھالیا۔ مگر اس سے نرخ میں کوئی فرق نہیں آیا اور سیٹھ ساہوکار بنے اور بقال گراں فروشی سے باز نہ آئے۔ اس پر میر عالم نے یہ تدبیر کی کہ ہزار بار وہ پیسہ کا غلہ دور دراز ممالک سے منگوایا اور یہاں بطور خود اڑاں نرخ پر فروخت کر نیکا انتظام کیا۔ اس کے بعد کہیں غلہ فروش نرم پڑے اور غلہ سستا ہوتا چلا (واقعی گورنمنٹ کا ناخن تدبیر جب تک اس قسم کی عقدہ کشائیاں کرتا نہ رہے مفلوک الحال اور متوسط لوگ امن چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتے) اسی گرانی کے زمانہ میں انھوں نے اپنی تعمیرات کے کام کھول دئے تاکہ مزدوری کی کثرت ہو اور غربا آسانی سے اپنا آذوقہ کما سکیں۔

انتظام مملکت اور حق بند دیوانی | میر عالم کے عہد میں انتظام مملکت بطور عملداری یا بطور تعہد ہوتا تھا یعنی اضلاع اور تعلقے ایک سربستہ رقم پر مقبر اشخاص کے سپرد ہوتے تھے جن پر لازم تھا کہ وہ مقررہ رقم نخرچہ اوقات معینہ پر داخل سرکار کر دیا کریں۔ اس رقم میں سے اخراجات دیوانی و مال بشرح مقررہ وضع ہونے کے بعد باقی رقم خالص آمدنی متصور ہوتی تھی۔

صاحب تیارخ گوہر شاہوار اور صاحب خزانہ رُسلو لسانی اس امر پر متفق ہیں کہ میر عالم اپنی خدمت دیوانی کے متعلق سالانہ بیستیس لاکھ روپے بشرح لسانی پاتے تھے۔ لسانی کے معنی یہ ہیں کہ جو رقم تعہد خزانہ سرکار عالی میں داخل ہوتی اس میں سے بحساب فی روپیہ تین آنے حق خدمت دیوانی وضع ہو کر دیوان وقت کو ملتے تھے بیستیس لاکھ پورے کے پورے میر عالم کی تنخواہ میں شمار نہیں ہوتے تھے بلکہ یہ جملہ رقم تمام اخراجات انتظام دیوانی سے متعلق ہوتی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ نسبت عہد ارسطو جاہ کے اخراجات دیوانی میں تقریباً گیارہ لاکھ

اضافہ ہوا۔ جو نتیجہ ہے ملک کی آمدنی کی توفیر کا۔ اس واسطے کہ حق خدمت دیوانی کی شرح ان کے عہد میں بھی وہی تھی جو ان سے پہلے تھی اب ملک کا محاصل بڑھا تو اسکی مجموعی مقدار میں بھی اضافہ ہوا اس اضافے سے خلق اللہ کا فائدہ بھی بہت ہو ابہت ساری اجرائیاں مستحقین کو مدد معاشیں دیکھیں قابل افراد کو خدمتوں سے لگایا گیا۔ میر عالم کے مخالفین بھی اُس کو تسلیم کرتے ہیں چنانچہ صاحب تاریخ گو ہر شاہ ہوا گو ان کا مخالف ہے لیکن کہتا ہے کہ ”ہزار ہا بیوہ رازویومیہ پرورش کردہ و چہار صد آسامی منصبداران فرین دستخط کردہ بہر حال یہ سہانی کی رقم پینتیس لاکھ ہر طرح میر عالم کے قبض و اختیار میں تھی جس کے اندر تصرف کے لئے کسی منظوری یا حکم کی ضرورت نہیں تھی۔“

بیج۔ جے۔ برگس نے اپنی کتاب دی نظام میں یہ بیان کیا ہے کہ میر عالم کو برٹش گورنمنٹ سے سالانہ چوبیس ہزار روپے کا پنشن ملتا تھا۔ لیکن اس نے یہ نہیں بتایا ہے کہ یہ پنشن کس میں مقرر ہوا تھا اور کب۔ انگریزی کمپنی کا ایسا ہی ایک اور پنشن ان کے پیشرو مدار المہام ارسطو جاہ کو بھی ملتا تھا جس کی مقدار ایک لاکھ روپے سالانہ تھی اور جو شہ کے صلح نامہ کی تکمیل کے بعد ان کے نام جاری ہوا تھا۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ میر عالم کو یہ وظیفہ اُن کی اُس خدمت کے عوض میں ملا کرتا تھا جو مابین سرکارین جہنیت وکیل وہ ادا کرتے تھے۔

بنیرگان نادر شاہ کا درود | میر عالم کے آخری زمانہ وزارت میں سلطان محمد جعفر مرزا و سلطان مرزا نادر شاہ ایران کے پوتے بعض وجوہ کی بنا پر خراسان سے حیدرآباد آئے میر عالم نے اُن کے درود کی اطلاع سرکار میں دی اور اُن کے لئے سفارش کی جس پر اعلیٰ حضرت نے

ان کو ایک پاکیزہ محل اترنے کے لئے مرحمت فرمایا اور علی بیگ خاں کے ذریعے ضروری اخراجات کے واسطے بارہ ہزار روپے بھیجے اور چھ ہزار کی جاگیر عطا فرمائی۔ اس کے علاوہ علاقہ دیوانی سے باستصواب راجہ چند دلال ماہانہ چار سو روپیہ منصب جاری فرمایا۔

آلِ اولاد

میر عالم کے تین محلات تھے جن میں سے پہلی بیوی شہزادہ بیگم کے بطن سے ایک لڑکا مسمیٰ سید رضی اور دو لڑکیاں نفیسہ بیگم و صاحب بیگم پیدا ہوئیں دوسری بیوی زینب بیگم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی ان کو میر عالم نے بربنا، وصیت ایک باغ موسوم بہ زیل باغ، ہبہ کر دیا تھا۔ غمراں منزل کے عہد سلطنت میں بیگم صاحبہ موصوفہ نے کچھ قرضہ سرکار غمراں سے حاصل کیا تھا جس کی ادائیگی کے ضمن میں یہ باغ علاقہ مذکور میں منتقل ہو گیا۔ تیسری ایک حرم تھیں جن کے بطن سے ایک لڑکی خیر النساء بیگم پیدا ہوئیں جو محمد تقی خاں سے منسوب ہیں میر عالم کے صاحبزادے سید رضی ^{۱۹۸۰} سالہ میں پیدا ہوئے ^{۱۹۸۰} سالہ میں غمراں میں ان کو میر دوران خطاب سے سرفراز فرمایا۔ انھوں نے اپنے لڑکے کو علاوہ علوم متداولہ کے زبان ^{انگریزی} سیکھی۔

سلطہ علی بیگ خاں گیلانی تاجرتھے۔ میر عالم سے موافقت ہونے پر انھوں نے کلکتہ کو روانہ ہونے سے قبل ارسطو جاہ کے پاس سفارش کر کے ان کے نام ایک سو روپیہ ماہوار جاری کرائی اور اپنی مدار لہامی کے زمرے میں دو سو سوار غلیہ کی جمعیت اور نوپ خانہ سرکاری کی دار و فہگری سے سرفراز کیا۔

۱۷ جاگیرداران کو تال انھیں کی یادگاریں۔

کی بھی تعلیم دی تھی امراءے حیدرآباد میں یہ پہلے امیر ہیں جنہوں نے انگریزی تعلیم حاصل کی، مدراس کی فوج کے ایک عہدہ دار مسٹر الگزٹڈر سے میردوران کی بہت گہری دوستی تھی جن کی باہمی خط و کتابت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انگریزی زبان جانتے تھے لیکن اس وقت پوری قدرت نہیں پائی تھی چنانچہ عہدہ دار موصوف نے اپنے ایک خط میں ان کو لکھا ہے ”اپنے خط میں انگریزی کے مقابل اس کا فارسی مطلب بھی لکھا کیجئے تاکہ مجھے سمجھنے میں آسانی ہو“ میر عالم نے ان کی شادی سر رینگ پٹن کی ہم سے واپس آنے کے بعد ۱۲۱۳ء میں بہرام الملک کی لڑکی نور جہاں آریگم سے کی جو ان کی حقیقی بھانجی تھی اس شادی کے لئے میر عالم ارسطو جاہ کے مکان میں منتقل ہوئے تھے۔

میر صاحب اپنے صاحبزادے کو سفر میں اپنے ہمراہ لجاتے تھے چنانچہ میسور کی چوٹی جنگ میں بھی یہ ہمراہ تھے اور بندوبست ملک میں بھی میسور کی چوتھی جنگ میں کچھ عرصہ میردوران انگریزی عہدہ داروں کے پاس مدراس میں تنہا بھی رہے ہیں میسور کی آخری جنگ کے اختتام کے بعد اٹھحضرت سے رائیڈرگ اور اس کے ساتھ کچھ اور مواضع عوض جمعیت میردوران کو جاگیر میں ملے جس کے متعلق جاگیرات میر عالم کے باب میں ہم نے تفصیل سے بیان کیا ہے اس سرفرازی کی مبارک بادی میں ان کے دوست احباب نے بہت تہنیت نامے لکھے جن میں سے پورنیا کا خط (موسوئہ میر عالم) قابل ذکر ہے جس کا ایک حصہ

لے انگریزی کمپنی نے میو سلطان کی شہادت کے بعد میسور کی سلطنت پر حیدر علی کے مغرور کردہ راجہ کے پوتے کرشن راج اور یار کو گدی نشین کیا اوس وقت وہ صرف تین سال کا لڑکا تھا اس لئے اس کے ولی اور دیوان کی حیثیت سے پورنیا کو انگریزی کمپنی نے نامور کیا جس کا اظہار بیوگان چکا کرشن راج اور چام راج (سماتان بھی اسمی و دیواجی اسمی) کے خط نمبر ۱۲۱۳ء میں

ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

”رائیدرگ وغیرہ محلات کہ از پیشگاہ حضور پر نور بجاگیر صاحب مشفق ہربان میسور^۱ تفویض یافتہ موجب کمال سرور و ابتہاج موفور گردید نظر بر توجہات گرامی و موالات صمیمی گویا جاگیر نیازمند است آل الطاف مظہر مدام در حضور لامع النور می باشند بمیر دوران بانیذ^۲ کہ تو جہات ملی مصروف دارند.....“

میر عالم کی دونوں لڑکیاں یکے بعد دیگرے فی الملک علی زماں خاں فرزند غفور سے بیاہی گئیں پہلی لڑکی نفیسہ بیگم کی شادی ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۰۹ھ میں یکم جنوری ۱۷۹۶ء کو ہوئی غفراں مآب نے شادی کے لئے اپنا دولت خانہ گلشن محل نوشتہ کو دیا خود بدولت شریک بزم ہوئے اور دست خاص سے دو لہا کو مرتبج - جینہ - کلغنی - طرہ - مرصع و تہند باندھا۔ دوسری ربیع الثانی کو اپنے محلات مبارک کے ہمراہ میر عالم کے مکان میں تشریف لائے اور دو لہن کو جواہر گراں بہا عنایت فرمائے اور میر عالم نے ایک کشتی جواہر اور کئی خوان بلبوسات مندر کئے۔ اٹھائیسویں محرم ۱۲۱۰ھ کو میر عالم کی ان صاحبزادی کا وضع حمل ہوا اور اس کے دو^۳ بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ غفراں مآب نے بغرض تغریب اس طوجاہ کو ان کے گھر روانہ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سے چتا ہے جو گورنر جنرل بہادر کو لکھا گیا تھا اس کے ایک حصہ کا ترجمہ یہ ہے۔

”آپ نے میسور کی حکومت ہمارے لڑکے کو سرفراز فرمائی ہے اور پورنیا کو دیوان بنایا ہے جو ہماری خوشی کا باعث ہوا ہماری حکومت منتزع ہو کر چالیس برس ہو گئے اب آپ نے اپنی عنایت سے ہمارا ملک پھر ہم کو دیدیا اور پورنیا کو پہلا دیوان مقرر کیا ہے جب تک ہر ماہ تاباں و درخشاں ہیں ہم آپ کی سلطنت کے خلاف نہ ہوں گے.....“

پورنیا ایک ہوشیار اور لائق برہمن تھا اور ۱۷۸۵ء تک اپنے منہجہ خدمات انگریزی ریزلٹنٹ باری کلوز کے ساتھ ادا کرتا رہا۔

فرمایا تو مولود کا نام خود بدولت نے عبد اللہ رکھا کیل بہادر بندہ تین لاکھ کی جاگیر میں انہیں کو سرفراز ہوا تھا۔ (۱۲۱۹ھ) میر سید محمد نام ایک صاحب نے تواریخ اوصاف نیر کے نام سے ایک کتاب مدون کی ہے اس میں جعفری تخلص کسی شاعر کی ایک تاریخ اس جاگیر کی سرفرازی کی نسبت لکھی ہے جس کی رو سے سن سرفرازی جاگیر کیل ۱۲۲۰ھ ظاہر ہوتا ہے اور خزانہ رسول خانی سے ۱۲۱۹ھ میں اس کی سرفرازی ثابت ہوتی ہے جعفری کے تاریخی اشعار یہ ہیں :-

نیر الملک با بخت ہایوں بیا بد اقتدار روز افزوں

بنور چشمش عبد اللہ صاحب عنایات الہی ہست مقروں

بہارتازہ یابد از ترقی بباغ زندگی آں سرو فروں

بہ اوصد ملک بختد حق چو کیل بود دوار تادوران گردوں

شنو تاریخ جاگیر از دل شاد کہ ”ایں ملک خورش کیل ہایوں

اس سے سن سرفرازی بارہ سو بائیس معلوم ہوتا ہے جو واقعہ کے خلاف ہے اس کے

بیان کو ہم قابل اعتماد اس وجہ سے نہیں سمجھتے کہ اس نے تاریخ ایک مورخ کی حیثیت سے

۱۔ یہ وہی جعفری ہیں جنہوں نے مذہب اخلاق میں ایک کتاب موسوم بہ حجۃ البالغہ لکھی جو اردو زبان کی نظم میں ہے اور اس کا سن تالیف مصنف نے اس مصرعہ سے (رکھا تھے جعفری) اس کا نام (۱۲۵۰ھ ظاہر کیا ہے یہ اسی مصنف جہد پیری کی کتاب ہے ۱۲

نہیں بلکہ ایک شاعر یا مزاح نیر الملک کی حیثیت سے لکھی ہے ایسی صورت میں اس کا فرضیہ یہ نہیں تھا کہ تاریخ کی تحقیق کرتا اس جاگیر کے متعلق باب آئندہ میں ہم نے طرحت کی میر عالم نے اپنی دوسری لڑکی صاحب بیگم کو ۱۲۱۹ھ میں نیر الملک کے عقد میں دیا، ان سے دولڑکے ہوئے (۱) محمد علی خاں شجاع الدولہ (۲) عالم علی خاں سراج الملکٹ عالیجناب میر یوسف علی خاں نواب سالار جنگ بہادر انہیں محمد علی خاں شجاع الدولہ کے پرپوتے ہیں۔

جاگیرات

۱۔ میر عالم کی جاگیرات میں ایک جاگیر ان کی آبائی تھی جس کا نام پساوادی تھا اور محفل دو ہزار چھ سو چھیاسٹھ روپے اور وہ پرگنہ پٹنچرو میں واقع تھی یہ جاگیر غفران آباد نے میر عالم کے والد کو عطا کی تھی ان کے انتقال کے بعد وہ ان کے نام پر منتقل ہوئی ان کے بعد ان کے حسب وصیت یہ موضع ان کے نواسے عبداللہ صاحب شجاع الدولہ کی ملکیت میں آیا اور پھر وہ سراج الملک کے پاس منتقل ہوا مالک محروئہ سرکار عالی کے بندوبست (۱۲۹۰ھ) تک بھی یہ موضع برابر جاگیر ہی میں شامل تھا۔ لیکن جب روپڑن (۱۲۸۵ھ) ہوا تو اس وقت یہ جاگیرات سے خارج ہو کر شریک خالصہ ہو گیا یہ وہ زمانہ ہے کہ نواب لائق علی خاں سرسار جنگ بہادر کے انتقال کے بعد ان کا تمام اسٹیٹ زیر انتظام کورٹ آف وارڈز تھا۔ اب یہ تعلقہ کلنگور کے مواضعات میں داخل ہے اس شمول و خروج کے متعلق ہماری تحقیق و تملکشن نتیجہ خیر نہیں ہوئی۔

۲۔ میسور کی تیسری جنگ کے صلح نامہ کی رو سے جو علاقہ سرکار نظام کے حصہ میں آیا اس میں سے ان کو کپل کا علاقہ جاگیر میں ملا جس کے انتظام پر میر عالم نے عبدالغیر کو مامور کیا تھا انھوں نے آس پاس کے زمینداروں کی دست درازی کی اطلاع اپنے ایک خط مورخہ ۱۷ رجبادی الثانی ۱۲۰۷ھ میں بیرجنگ کو کی جس میں وہ لکھتے ہیں :-
 ”دیں ولا بتکرار بدریافت می رسد کہ مفسدان خیرہ سر تعلقہ متعلقہ آل مہربان بروہیات تعلقہ نظام گٹھ عرف کوپل دست درازی و بار حایائے آنجا در مقام اذیت پردازی می باشند از آنجا کہ تعلقہ مذکور از حضور در جاگیر نواب صاحب علی القاب نواب میر عالم بہادر مقرر و این معنی از خارج سمع شریف ہم رسیدہ باشد“
 اس سے ظاہر ہے کہ اسی زمانے میں ان کو کپل سرکار نظام سے جاگیر میں مل چکا تھا اس کے بعد ۱۲ رجب ۱۲۰۸ھ ۲۲ رجبادی الاول ۱۲۱۵ھ کے عہد نامے کی پانچویں دفعہ کے اقتبار سے منجملہ اور اضلاع کے یہ بھی انگریزی افواج متعین کی تنخواہ میں سرکار انگریز میں ضم ہو گیا لیکن اسی عہد نامہ کی چھٹی دفعہ کی رو سے دریائے تنگبھدرا سرحد سرکارین قرار پائی اور اس وجہ سے انگریزی سرکار نے بعض دوسرے اضلاع کے اس کو واپس کر دیا اس کے بعد (۱۲۱۹ھ) اُس زمانے میں جبکہ میر عالم اور مہیت رام میں باہمی مخالفت تھی سکندر جاہ نے اس کی سند میر عالم کے نوٹس عبداللہ صاحب الشجع الدولہ کے نام عطا کی لیکن ۲۱ مئی ۱۲۵۳ھ ۱۲ شعبان ۱۲۶۹ھ کے عہد نامہ کی دفعہ ششم کے بموجب علاقہ دواہ کے ساتھ کپل پھر انگریزی سرکار میں منتقل ہو گیا اس کے بعد جب فتحار الملک کے

ہمد میں بروئے عہد نامہ ۱۸۵۳ء علاقہ برار سرکار عالی سے انگریزی سرکار میں منتقل ہوا تو اس میں سراج الملک کی جاگیر کے آٹھ موضع بھی انگریزی میں جاتے رہے جن کے معاوضہ میں مختار الملک کی خواہش اور ان کے انتخاب پر علاقہ کپل سرکار انگریزی سے ان کو جاگیر ملا اور اب تک بھی اسی طرح نواب سالار جنگ بہادر کی جاگیرت میں داخل و شامل ہے۔

۳۔ میسور کی چوتھی جنگ میں جو حصہ سرکار نظام کو ملا اس کے بندوبست کے لئے میر عالم نامزد ہوئے تھے اسی زمانے میں ان کے صاحبزادے میر دوران کو عوض جمعیت (جس کی تعداد پانسو سوار اور دو ہزار جوانان بارتھی) میں تعلقہ رائیدرگ وغیرہ جاگیر میں ملا چنانچہ اس کا ذکر میر عالم نے اپنے ایک خط میں کیا ہے جو انھوں نے ۲۷ رجب ۱۲۱۷ کو لارڈ کلیم گورنر مدراس کو لکھا ہے اس کی اہل عبارت یہ ہے:-

”دیں والا از پیشگاہ حضور پر نور بر خوردار کامگا ر میر دوران بہادر اور عوض جمعیت پانصد سوار و دو ہزار جوانان بارتھ تعلقہ رائیدرگ وغیرہ محالات تفویض یافتہ و مخلص حسب الحکم حضور پر نور بر بنیاد انتظام و امتیاق ملک اس طرف دریا کے کرشنا شرف و توری یافتہ بتاریخ بیت و سیوم رجب المرجب عبور دریا کے مذکور لعل آمد.....“

اس سرفرازی کے بعد میر عالم نے اعلیٰ حضرت سے معروضہ کیا کہ اگر حکم ہو تو فوج کے سردار انگریز مقرر کئے جاتے ہیں جس پر ارشاد ہوا کہ یہ ہماری عین خوشی ہے اس پر جب اس خطہ ملک کے بندوبست کے لئے روانہ ہوئے تو انھوں نے جبرل ہاربر کو ایک خط (مورخہ ۱۹ شعبان ۱۲۱۷ھ) لکھا جس میں انھوں نے بعض انگریزی سرداروں کے اپنے پاس

تقرر کی تحریک کی لیکن جہاں تک ہم کو معلوم ہے اس پر کوئی عمل نہیں ہوا اور انگریزی گورنمنٹ نے ۲۱ اکتوبر ۱۸۵۷ء کا عہد نامہ طے کر لیا جس کی دفعہ پنجم کے اعتبار سے رائے درگ اور اس کے ساتھ کے چھ تعلقات انگریزی سرکار میں مفوض ہو گئے اور اس جاگیر سے عالم یا ان کے صاحبزادے بھی اسی طرح محروم ہے جس طرح خود ارسطو جاہ یا سلیمان جاہن کے حق میں غفران آباد نے اس علاقہ کی سند لکھ دی تھی جو میسور کی چوتھی جنگ میں ان کے حصہ میں آئے جس کا ذکر تقسیم ملک میسور کے ضمن میں کیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ اور کئی موضع ہیں جن کا داخلہ میر عالم کے وصیت نامہ میں ملتا ہے چنانچہ ۱۔ ایک موضع موسوم بہ چٹکل جمعی الجمعیۃ انھوں نے اپنی لڑکی صاحبہ بیگم کو دیا تھا ۲۔ ایک موضع قاضی پل نام جمعی الجمعیۃ اپنی بہو نور جہاں آرا بیگم کو دیا تھا۔ ۳ و ۴۔ دو موضع موسوم بہ کولن پل و محمد شاہ پور جمعی الجمعیۃ اپنی ایک اور لڑکی خیر النساء بیگم کو دے تھے۔

۵ تا ۸۔ اپنی بیوی زریب النساء بیگم کے نام چار موضع جمعی الجمعیۃ دئے تھے۔ ان سب مواضع کے ساتھ ”بوجہ سند حضور پر نور“ کے الفاظ تحریر ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبل وصیت نامہ ان مواضع کے متعلق اعلیٰ حضرت کی منظوری اور ان کی سند حاصل کر لی گئی تھی۔

اسی باب میں میر عالم کی جملہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کی تفصیل اور اس کی تقسیم بعد الموت کا بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے وَہیٰ ہذا۔

لے ان مواضع کے نام وصیت نامہ مذکور سے صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکے ۱۲

انھوں نے ، رزیدنت الحرام^{۱۲۰} جسبری کو ایک وصیت نامہ مرتب کیا تھا جو قاضی شریعت اللہ خاں کی بہر سے مزین ہوا اور اس کی ایک نقل رزیدنت کے پاس اور ایک دفتر قضا میں داخل کر دی گئی اس کی رو سے ان کی تمام جائداد کے وصی رزیدنت تھامس سد نہام تھے۔ ریاست میں اور امراء و روساء کے ہوتے میر عالم نے رزیدنت ہی کو وصی بنایا اس کی کوئی وجہ سوائے اس کے نہیں معلوم ہوتی کہ وصیت نامہ اس زلمنے سے بالکل ہی قریب میں مرتب ہوا ہے جبکہ مہیت رام اور میر عالم میں جھگڑا تھا اور مہیت رام کی طرف سے یکسوئی نہیں ہوئی تھی اور میر عالم سے علیحضرت ابھی صاف نہیں ہوئے تھے۔ اس جھگڑے میں رزیدنت مذکور نے میر عالم کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اس کا اظہار ہم نے اپنے موقع پر کر دیا ہے اس وجہ سے ممکن ہے کہ انھوں نے رزیدنت کو اپنا موتمن قرار دیکر وصی گرداننے کو مناسب تصور کیا ہو۔ بہر حال ان کے موصی اہم چھ تھے ایک زوجہ دولہا کیاں ایک نواسہ (عبد اللہ صاحب) ایک بہو اور ایک داماد۔ اور وقف جائداد کی نسبت یہ وصیت تھی کہ پنجہ شاہ کی دو کانات اور مسجد و سرے وقف فی سبیل اللہ کی گئی ہیں ان کے متعلق جو جب وقف نامہ مصدقہ عمل ہو۔ باقی جائداد میں جاگیرات کے علاوہ طلا، و نقرہ و جواہر اور دو باغ ایک مکان اور ایک تالاب بھی تھا جنہیں سے عبد اللہ صاحب کو ایک لاکھ کا زرو جواہر اور زریب النسا بیگم کو

۱۲۰ قاضی شریعت اللہ خاں موسوم بہ محمد یوسف خاں قاضی القضاۃ افغانی شاہجہاں پوری جہد غفران مآب میں دارالوداع حیدرآباد ہوئے پہلے کس تدریس اور پھر افتاء اور اس کے بعد ۱۲۰۱ھ میں خدمت قضا میں بلدہ پر مامور ہوئے۔

ایک لاکھ کنے ریورات وجواہر اور ایک باغ اور ایک لاکھ کازر وجواہر اور حویلی معہ دو کھانا اور جلو خانہ صاحب بیگم کے حق میں اور پچاس ہزار کی مالیت کازیر نور جہاں آرا بیگم کو اور پچیس ہزار کا خیر النساء بیگم کو اور مالاب داماد کے حق میں ہبہ ہوا تھا۔

عمارات و آثار

میر عالم کی وزارت چار سال چھ مہینے چار دن رہی اس قلیل عرصے میں اپنے بقائے نام کے بہت کچھ اسباب انھوں نے مہیا کئے خیر خیرات کی تعمیرات کے کام لوگوں کے ساتھ اچھے اچھے سلوک کئے۔ یومیۃ ماہواریں جاری کیں۔ ایسے ہی کام بقائے نام کے موجب ہوتے ہیں ان کی تعمیرات کی تفصیل ذیل میں بتائی جاتی ہے جسے معلوم ہو گا کہ اُن کو اس سے کس قدر دیکھی تھی جو جو عمارتیں انھوں نے بنوائیں اس زلزلے کی بہترین عمارتوں میں شمار ہوتی تھیں عام لوگ اُن کو عجوبہ روزگار سمجھ کر دیکھتے مساجد اور سرائیں (۱) میر عالم نے حیدر آباد سے چنیا پٹن مدراس تک اور اوزنگ آباد پونہ اور بمبئی تک کے راستوں پر مسافروں کے لئے سرائیں اور مسجدیں بنوائیں اور باؤلیا کھدائیں جن میں سے اکثر آج تک بھی قائم ہیں جیسے نانڈیرا اور تلگنڈہ کی سرائیں ان کی تعمیر کی شکل ایک ہی وضع پر ہے یعنی مغربی سمت میں ایک چھوٹی سی مسجد اور اس کے شمال و جنوب میں سرائے پنجہ شاہ کی چوکھنڈی کی تصویر سے اس کا نقشہ معلوم ہو سکتا ہے باغ کی تعمیر (۲) ۱۲۱۱ھ میں بلدہ حیدر آباد کی شمالی سمت میں شہر نپاہ سے ملحق

رود موسیٰ کے جنوبی کنارے پر ایک وسیع باغ معہ عمارات عالیشان تعمیر کروایا جتنا
 بارہ درمی کے نام سے مشہور ہے اس کی تعمیر میں تین لاکھ روپیہ صرف ہوا اور اتنا تعمیر
 علی بیگ خاں اور ابوالاحد خاں اور بخشی اسماعیل خاں کے سپرد تھا۔ میر عالم نے اپنی بارہ
 کی تعمیر کے لئے افسر اللہ ولد کی حویلیاں لے کر ان کو اس میں شامل کر لیا اور اس کے
 معاوضہ میں ان کی جاگیر میں اضافہ کیا اور ان کے بھائیوں (غلام حیدر خاں حسین علی خاں)
 کو تنخواہ مقرر کر کے راجہ چند دلال کے رسالہ خاص میں داخل کیا اس بارہ درمی میں
 بالامحل اور پائین محل کے نام کے دو محل تعمیر ہوئے۔ حمام خانہ بارہ درمی اور جلوخانہ
 بھی اس میں بنائے گئے۔ باغ کی وسعت نئے پل کے قریب سے محلہ دارالشفائنگ
 ندی کے کنارے کنارے ہے۔

جب یہ مکان اور باغ تیار ہو چکا تو اس میں میر عالم نے اعلیٰ حضرت کی سالگرہ کا
 ترتیب دیا حضور مہمان ہوئے مراجعت کے وقت وہ تمام جو اہر جو میر عالم نے نسخ
 سررینگ پٹن میں اعلیٰ حضرت کے حصہ میں وصول کئے تھے بند گانہ عالی کی نذر کئے۔ ان

لے یہ قوم کے قبلی تھے۔ داراجاہ کے زمانہ میں سلطان کی جنگ میں داراجاہ کی رفاقت کے باعث ترقی
 پائی اور ان کے انتقال کے بعد یہ اپنی جمیعت کے ساتھ میر عالم کے پاس حاضر ہوئے انھوں نے بخشی کو عمارات کی دوار و گلی بخشی
 اور جمیعت بھی حسب سابق بحال رکھی۔ ان کی جمیعت کی تنخواہ کے عوض میں تعلقہ پائینا پٹنہ ان کے تفویض ہوا۔
 لے نام علی نامی ایک منصب دار تھے ان کے یہ فرزند تھے صوبہ برار میں ان کی جاگیر تھی اول مس الامرا کی رفاقت میں بیٹے تو
 ان سے الگ ہو کر میر عالم سے ملاقات پیدا کی۔

لے یہ بل فضل الدولہ آصف جاہ پنجم کے عہد کی عمارات سے ہے جو دہلی دوازدہ کے منتقل تعمیر ہوا ہے وجہ الہیخان مبنی نے
 اسکی تاریخ تعمیر لکھی ہے جس کا مادہ ہے ”مراکات سقیم رود موسیٰ“ اس سے سن تعمیر ۱۲۶۶ھ ظاہر ہوتا ہے۔ یہی مادہ پل کے دوازدہ پر
 اب تک بصورت کتبہ موجود ہے۔

جواہرہت کی قیمت ساہوکاری کاروان اور مذی پارے کے تمام جوہریوں نے بالاتفاق تین لاکھ روپے آٹکی۔ ان شخصہ جواہرہت کے علاوہ دو قابل الذکر اجزیہ تھے (۱) ایک ہار جس میں شہو نے یا قوت کے تھے ان میں سے ہر ایک جنگلی میر کے برابر تھا اور رنگ سب کا اصلی رمانی تھا۔ تمام جوہریوں نے اس ہار کو لا قیمت ٹھیرایا اس سبب سے کہ انھوں نے ایسے یا قوتوں کا ہار بشیم خود نہیں دیکھا تھا اور جو چیز دیکھی نہ گئی ہو اس کی قیمت کس طرح لگائی جائے (۲) ایک طلائی مرصع پاندان جس میں اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے الماس یا قوت زبرد جڑے ہوئے تھے اور اس پاندان کے ساتھ ساٹھ گ پان ایک ایک زبرد کے تراشے ہوئے میر عالم نے یہ جواہر مستقیم الدولہ کے پاس رکھائے تھے جب وہ شہر بدر ہوئے تو یہ انھیں کے پاس رہے باوجود مطالبہ وہ کہتے رہے کہ بلدہ آکر میں خود دنگا مجھے آنے کی اجازت دلو۔

میر الملک داماد میر عالم جو امور دیوانی میں ان کے شریک تھے مستقیم الدولہ کا یہاں آنا پسند نہیں کرتے تھے اور ہمیشہ میر عالم سے ان کے خلاف کہا کرتے تھے آخر میر عالم نے مستقیم الدولہ کے پاس اپنے چچیرے بھائی محمد علی شوستری اور میر عبداللطیف شوستری علی بیگ خاں سوداگر۔ راجہ بالکنند (پیشکار خانگی میر عالم) اور شیخ دوست علی خاں کو جواہر کے وصول کرنے کے واسطے بھیجا یہ سب گئے وصول کی کوشش کی مگر کام نہ آئی آخر خواجہ غلام حسین خان بان خاں (مصنف گلزار آصفی) نے مستقیم الدولہ کو نشیب و فراز بتا کر جواہر مذکور کے حوالہ کرنے پر آمادہ

لہ مذی پاریہ حیدر آباد کے ایک محلہ کا نام ہے جو تیرہویں صدی کے ختم ہونے کے بعد بھی ایک عرصہ تک سی نام سے نامزد رہا اس محلہ کا کوئی خاص مقام نہیں بلکہ حیدر آباد سے دہلی دروازے کے بل کے پاس پارادوہرنگم بازار تک کے حریز بازار اور مذیہ تک پورا محلہ مذی پاریہ کے نام سے موسوم تھا بلکہ خلیفہ کی محکمہ مختلف ناموں کے ہیں جن میں سے افضل گنج شمشاد ہی گئی گوکہ ہمارا جگہ مشہور ہیں۔

بادل ناخواستہ انھوں نے جواہر و فندک و ر کے حوالے کئے اور اس نے میر عالم کو پہنچایا اور انھوں نے اعلیٰ حضرت کی نذر کئے۔

باغ میں جنگ | بارہ درمی میں اعلیٰ حضرت کے رونق افروز ہونے کے بعد میر عالم نے عام اجازت دیدی کہ جو شخص چاہے بارہ درمی کی سیر کو آئے اور انھوں نے اس باغ میں آنوالوں کے واسطے اپنے پاؤں چھینا نہ کے دار و فہ کو یہ حکم بھی دے رکھا تھا کہ جو لوگ کھانے کے وقت وہاں موجود ہوں ان کے لئے کھانے کے خوان بھیجے جائیں۔ تفریح کی اس عام اجازت کی بناء پر ایک دن نیاز بھادر خاں اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ بارہ درمی میں آکر آئینہ خانہ کی متصلہ چھت پر تنگ بازی کر رہے تھے شام شام کو سلطان میاں بھی اپنے چند سواروں کے ہمراہ سیر کی غرض سے آئے ان دنوں کسی بنا پر نیاز بھادر خاں اور سلطان میاں میں باہمی نزاع تھی۔ سیر کرتے ہوئے سلطان میاں اور ان کے ہمراہی آئینہ خانہ کی طرف نکلے اور چاہتے تھے کہ اس کی بھی سیر کریں اس میں دخل ہونے کا ایک ہی راستہ تھا نیاز بھادر

لہ نیاز بھادر خاں۔ بہادر بیگ خاں ابن نیاز بیگ خاں کے فرزند ہندوستان کے باشندے تھے اور حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ روزگار کے لئے بذات خود آئے اور پہلے نوالہ امر کے رسالہ میں اور پھر عاشور بیگ خاں کے رسالہ میں ملازم ہوئے اور عاشور بیگ خاں کے انتقال کے بعد ان کی لڑکی سے شادی کی اور اس قرابت کے ذریعہ سے عاشور بیگ کے رسالہ پر (جو ایک ہزار سوار اور ساڑھے تین سو جاتان علی غل پر مشتمل تھا) سرفرازی پائی۔

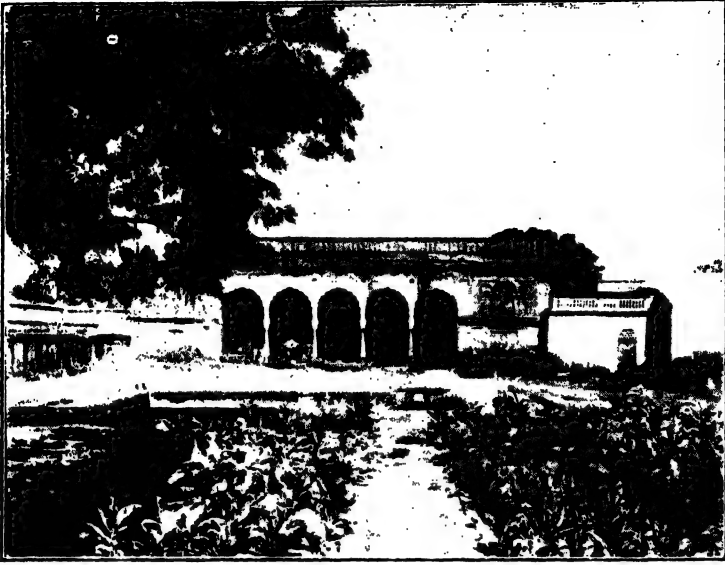
لے سلطان میاں۔ افغان قوم کے پیرزادے تھے ہندوستان کے علاقہ کندیلہ کے باشندے تھے غفران مابک کے عہد میں حیدر آباد آئے پہلے تجارت کرتے تھے پھر جب ارسلطہ جاہ کی ہیشہ نواب بیگم کی دوسری لڑکی سلطان میاں کے لڑکے دلاوا میاں سے منسوب ہوئی تو ان کو (سلطان میاں کو) پہلے دوسو سوار کی سرفرازی ہوئی اور ان کی تنخواہ میں پگنہ کل کوڑھٹا ہوا ڈو پھر پانچ سو سوار تک اضافہ ہوا۔

نے خیال کیا کہ ”سلطان میاں مجھ سے لڑنے آیا ہے“ مٹا اس نے دروازہ بند کر لیا۔ اس پر سے جانبین میں تند و تلخ گفتگو ہوئی اور بندوق و قزاقین کی دُوں داں چلی۔ اس کے بعد دروازہ کھلا۔ اور شمشیر پر ہاتھ پڑا تو ار کی کھپا کھپ سے جانبین میں کئی ایک زخمی ہوئے دو ایک مرے بھی مغرب تک جنگ رہی آخر نیا زبہا درخاں موقع پا کر پائین محل کے اوپر کی عریض دیوار پر سے ندی میں کود پڑے اور کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ یہ واقعہ ایسا ہوا کہ اس بعد سے میر کی عام اجازت موقوف ہو گئی اور بارہ درہی کا دروازہ عوام پر بند ہو گیا۔ میر عالم نے بارہ درہی کے محل کے بالا خانہ کی پیشانی پر نادر قلم خاں سے کچھ اشعار لکھوائے تھے یہ اشعار بہت معنی خیز ہیں اور میر عالم کی خاص طبیعت اور جدت کا پتہ دیتے ہیں اس ہم ان کو یہاں نقل کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

مقصود زکاخ و صفہ و ایوان نگاشتن کا شانہ ہائے رفیع ملک بر فراشتن
گلہائے رنگ رنگ و درختان بیوہ در بلع و بوستان سرشوق نگاشتن
دانی کہ چیت تا بمراد دل اندر آں یک لحظہ دوستی بتواں شادداشتن
ور نہ چگونہ مردم حاسن بنا کنند از گل عمارتے کہ باید گزاشتن

مکانات (۳) | پلٹے رہنے کا مکان بنوایا تھا جس کے متعلق مورخین وقت کا خیال ہے کہ اس زمانے میں میر عالم کے مکان کے جیسی خوشنما اور وسیع عمارتیں بہت کم تھیں اس کے

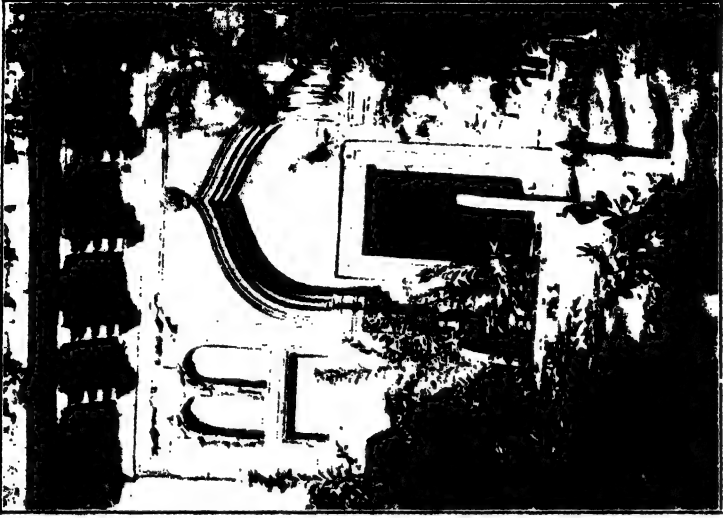
سید محمد علی مالگیری کے بیٹے محمد باقر نامزد و مستلم خاں خطاب تھا اچھے خوشنویس تھے اور مشہور خوشنویس محمد دیر کے شاگرد تھے خط نستعلیق میں اتنی شوق بہر پہنچائی تھی کہ پوسٹ طریقے سے نستعلیق لکھتے تھے ان کی سرکاریں دو سو روپیہ ہوا پر ملازم خطاخن بھی خوب لکھتے تھے سندھ میں ان کا انتقال ہوا۔



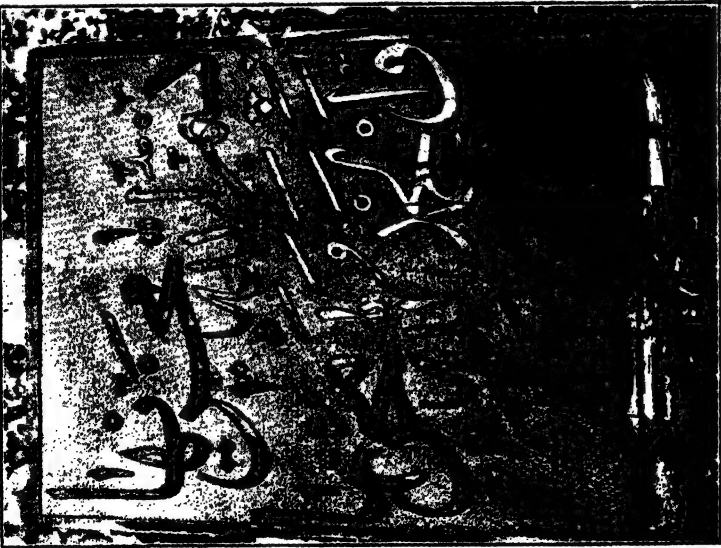
میر نالہ کے مکان کے شمالی حصہ کی تصویر



میر عالم کے مکان کے جنوبی حصہ کی تصویر



تصویر تربت میسر عالم - واقعہ اترہ میسر عوم



میسر عالم کے ہم در کے تہہ کی تصویر

کئی حصے تھے زنا نہ مکان کا حصہ میر عالم کی منڈی کے شمالی رخ پر واقع تھا اور منڈی کے شمالی رخ پر واقع تھا اور اُس کے شمال مشرقی گوشہ میں پھاٹک ہے وہ اس زنا نہ حصہ کی دیورھی کا دروازہ تھا زنا نہ مکان میں شمال رویہ اور جنوب رویہ دو بڑے دالان اور در دالان اور پیش دالان تھے شمال رویہ حصہ کے اوپر بالا خانہ بھی تھا اور مشرقی اور مغربی سمت میں بیوتات تھے دالانوں کے درمیان ایک وسیع صحن تھا جس کے درمیان ایک بڑا مربع حوض تھا اب اس مکان کی حالت خستہ ہو گئی ہے جا بجا منہدم ہوتا جا رہا ہے جس وقت ہم اس کو دیکھنے گئے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بعض غربا اس کے مختلف حصص میں فروکش ہیں اور صحن میں جو کچا ریاں بنی ہوئی تھیں ان میں تاکو کی کاشت ہوئی ہے زنا نہ مکان کے مغربی سمت میں دیوان خانہ خاص تھا جس میں میر عالم برآمد ہوتے اور مشتاقان ملاقات سے ملتے جلتے تھے اور درباریوں کا آداب مجری بھی اسی میں ہوتا تھا۔ اس مردانہ مکان کا دروازہ منڈی کے شمالی سمت میں واقع ہے۔

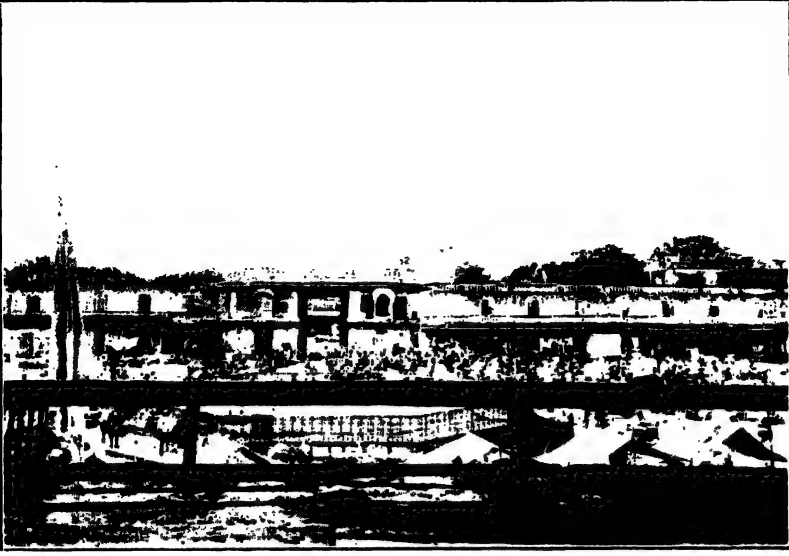
ایک حصہ مکان مرغ خانے کی باولی کے پاس واقع ہے جو عاشور خانہ کے نام سے موسوم ہے جہاں علم مبارک استاد ہوتے تھے اور یہیں جشن حیدری بھی منایا جاتا تھا اسی مکان کے جنوب مشرقی سمت میں ایک اور حصہ مکان ہے یہ بھی انہیں کا بنایا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اون کی زندگی میں اون کی صاحبزادی کے لئے مخصوص تھا اب اس مکان کی حالت نہایت اتر ہو گئی ہے اگرچہ یکہ پندرہ بیس سال پیشتر نواب شجاع الملک کی

بگیم صاحبہ نے جو عالیجناب نواب فخر الملک بہادر کی صاحبزادی ہوتی ہیں اپنی بود و باش کے لئے اس کی تعمیر و مریم کی تھیں لیکن اس کے بعد سے اب تک اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی اسی وجہ سے یہ مکان قریب ہے کہ مہندم ہو جائے۔

بہر حال میر عالم کے مکان اور باغ کی تمام عمارات کی شان اور وضع قریباً ایک ہے جس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ یہ خاص وضع میر عالم کو بہت مرغوب تھی۔

منڈی کی تعمیر (۴) اپنے مکان سے متصل ایک بڑی منڈی تعمیر اور قائم کی جس کا نام منفرت منزل کے خطاب سکندر جاہ پر سکندر گنج رکھا گیا تھا لیکن اس نام سے مشہور نہ ہوئی اس میں جو مسجد موجود ہے وہ بھی انھیں کی تعمیر کردہ ہے مسجد کی درمیانی کمان کی پیشانی پر ایک سیاہ پتھر کا کتبہ لگا ہوا ہے جس میں خط نسخ سے ”و یبقی وجہ ربك ذوالجلال والادواء“ کندہ ہے اس کے تحت سنہ ۱۲۲۰ھ لکھا ہوا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اس مسجد کی تعمیر اسی سن میں ہوئی۔ لیکن اس عربی فقرے سے بارہ سو چوبیس اعداد و احوال ہوتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فقرہ مایہ نچی نہیں ہے۔

یہ منڈی اب ”میر عالم کی منڈی“ کہلاتی ہے اس کی چار سمتوں میں چھ کمانیں ہیں جن میں سے مغربی دو کمانوں میں سے ایک کمان ایرانی گلی کے راستہ پر واقع ہے اس میں مگر ایرانی گلی پنچہ شاہ۔ کالی کمان۔ گلزار حوض کو جاسکتے ہیں اور دوسری مغربی کمان کوچیم کے راستہ پر ہے۔ جس میں سے مچلی کمان کو راستہ نکلتا ہے۔ شمال رو یہ پھاٹک میر عالم کے دیوانخانہ خاص کا دروازہ ہے۔ مشرقی دروازوں میں سے صرف درمیانی دروازہ



میر عالم کی مندی کے شمالی رخ کی تصویر



میر عالم کی مندی کے مغربی رخ کی تصویر



میر عالم کی منڈی کے جنوبی رخ کی تصویر



میر عالم کی منڈی کے مشرقی رخ کی تصویر

نافذہ ہے جس میں سے راستہ پرانی حویلی پلچہ بیگ کی کمان عرض بیگی کی ڈیوڑھی کی طرف نکلتا ہے جنوب مشرقی کمان میں سے بندھی خانے کا راستہ ہے یہ منڈی ایک زمانہ سے خستہ حالت میں تھی۔ حال میں عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کی توجہ اس کی طرف منعطف ہوئی ہے۔ اس منڈی کے بچوں بیچ جو بڑا حوض تھا اس کو توڑ کر اس میں ایک مشہت پہلو سائبان خوبصورتی سے ڈالا گیا ہے اور یہ مقام قصابوں کے بیوپار کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس کے اطراف قریباً مثلث شکل کی جگہ مشرقی دروازہ سے لیکر مغربی رخ پر مسجد کے قریب تک چھوڑ دی گئی ہے اور اس کے اطراف تختہ ٹرک ڈال دی گئی ہے جس کے دونوں طرف حسب ضرورت و منشاء بیوپاری اپنی اپنی اٹھاؤ دوکانیں قائم کر لے سکتے ہیں۔ بیوپاریوں پر ایک مقامی محصول مقرر ہے جس کے روزانہ ادا کرنے پر وہ اس جگہ اپنی دوکان قائم کرنے یا وہاں اپنے اجناس کے رکھنے اور فروخت کرنے کے مجاز ہو جاتے ہیں۔ یوں تو ہمارے حیدرآباد میں ایک اور منڈی ”بھری منڈی“ کے نام سے مشہور ہے لیکن انتظام اور عمارت اور مقام وقوع کے اعتبار سے اس کے مماثل نہیں۔

تالاب میر عالم (۵) فتح سرینگ پٹن میں میر عالم کو جو انعام ملا تھا خاص اسی انعام کے روپے سے حیدرآباد کی مغربی جانب پانچ میل کے فاصلے پر ۱۲۲۸ء میں ۸۰۰ گز میں انھوں نے ایک تالاب بنوایا تھا جو انھیں کے نام سے اب تک مشہور ہے اس کا اہتمام تعمیر انگلینڈ کے ایک ماہر فن کے سپرد تھا۔ اس کی تعمیر اس طرح ہوئی کہ عیسائی مذہبی پر (جس کو عام کو

ساکل کہتے ہیں) موضع کو توال گوڑہ کے قریب ایک بند ساٹھ ہزار روپے کے خرچ سے بنایا گیا۔ اور اس سے ایک نانہ نکال کر عید گاہ کے قریب کی نشیبی زمین میں پہنچایا گیا۔ اور اس کی شمالی اور جنوبی بلندیوں کو ایک کٹہ کے ذریعے سے ملا دیا گیا۔ تالاب کے کٹہ کی شکل فی الجملہ ایک بڑے سے نصف دائرے کی ہے جو اکیس چھوٹے چھوٹے نصف دائروں پر مشتمل ہے اور ہر دو نصف دائروں کے مفصل پر آگے کو بڑھی ہوئی ایک بندش فضیل کے برج کی سی ہے تالاب ۸ میل محیط ہے اور کٹہ کا طول ایک ہزار ایک سو بیس گز ہے اس کٹہ کی تعمیر میں تین لاکھ روپیہ صرف ہوا ہنتم تعمیر ایک انگریز انجنیر ہنری رسل نامی تھا جو فرنگی عمارات کا داروغہ تھا۔ نواب عماد الملک بلگرامی اور سی وٹ نے اپنی تیاری میں یہ بیان کیا ہے کہ اس تالاب کی تعمیر ان فرانسیسی انجینروں کے ذریعے ہوئی جو گورنمنٹ کی ملازمت میں تھے ممکن ہے کہ ان کا استدلال گلزار آصفیہ پر ہو اس واسطے کہ اس کا بیان بھی یہی ہے لیکن ہم اس بیان کو تسلیم نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ میسور کی چوتھی جنگ کے قبل ۱۸۱۳ء میں جو صلح ہوئی اس کے ذریعے فرانسیسی فوج اور تمام فرانسیسی عہد دار جو فوج میں گورنمنٹ کے ملازم تھے برطرف اور ممالک محروسہ سرکار عالی خارج کر دئے گئے تھے اور تالاب کی بناء ۱۸۲۱ء میں پڑی اس واسطے یہ صحیح نہیں ہو سکتا کہ اس کی تعمیر فرانسیسی انجینروں کے زیر اہتمام ہوئی۔ اس تالاب اور کتوے کی تیاری تعمیر اور اس کے تعمیر کنندہ انجنیر کا نام اس کتبے سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے جو اس کی تعمیر کے

ختم پر تیار کر کے کو تو ال گورے کے بند کے پاس ایک بلندی پر نصب کیا گیا تھا اور پھر تعمیر حمایت ساگر تک بھی یہ وہیں موجود تھا لیکن جب حمایت ساگر میں پانی روکا جانے لگا نواب سالار جنگ بہادر نے اس خیال سے کہ کہیں یہ کتبہ بھی غرقاب نہ ہو جائے اس کو وہاں سے نکلو کر اپنے باغ واقع تالاب میر عالم کے مکان کے سامنے فرش زمین پر رکھ دیا ہے۔ یہ کتبہ سنگ سیاہ کی دو سطروں پر مشتمل ہے جن کا مجموعی طول و عرض ۴ x ۳ فٹ اس کی تحریر انگریزی زبان میں اور ۹ سطروں میں ہے جس میں بند کے بنانے اور بنوائے کا نام اور تاریخ آغاز و اختتام کا درج ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ انگریزی کمپنی کے مقبوضات علاقہ مدراس کے ایک انجینئر سیس تیج رسل کے زیر نگرانی اس کی تعمیر کی اصل کتبہ کی صورت حال منسلکہ فوٹو سے معلوم ہوگی۔

تالاب کے کٹہ کی پجس | جب اس تالاب کے کٹہ کی تعمیر مکمل ہو گئی اور تالاب میں پانی جمع ہونے لگا تو پتھروں کے جوڑوں میں سے پتھر ہونے لگی اور اس پتھر کے ساتھ چونہ بہنے لگا۔ جس سے قیاس ہوتا تھا کہ مکان کے پتھر چونہ کی گرفت سے چھوٹ کر پانی کے تھوڑے سے مل جائینگے میر عالم نے انجینئر کو لکھا کہ یہاں کے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ چونہ بہنے سے پتھر علیحدہ ہو کر کٹہ ٹوٹ جائیگا۔ اس نے جواب دیا کہ تالاب کی ریگ ابھی کمائوں کی دورہ میں بیٹھی نہیں ہے اور ریگڑ اور چونہ گھل مل کر ان میں چپکا نہیں ہے اس لئے یہ زیر نگرانی دو سال کی مدت میں تالاب پورا بھر جائیگا تو پھر کٹہ میں ایسی کوئی پتھر نہیں رہیگی اگر دو سال کے اندر اندر کٹہ ٹوٹ جائے تو انگریزی کمپنی اس کی ذمہ دار ہے وہ اس کی تعمیر کا پورا پورا خرچ

دیدگی اس انجینئر نے اس کے ساتھ یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کٹہ کی مزید مضبوطی کا خیال ہے تو بہتر ہوگا کہ اس کا پھللا عمیق حصہ مٹی سے پاٹ دیا جائے اور اس کام کے لئے تخمیناً ایک روپیہ اور صرف ہوگا۔ پھر ہر سال تک کٹہ کو کوئی دھوکا نہیں۔ دو سال میں جب تالاب بھر چکا تو پھر کے ساتھ چونا آنا بھی بند ہو گیا۔ میرا عالم کو موت نے ہلکت ندی کہ وہ کٹہ کے پیچھے مٹی ڈلو کر اس کو اور پائدار کر دیتے اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کٹہ کے بیرونی رخ پتھروں میں بھر پائی جاتی ہے بایں ہمہ کٹہ کی مضبوطی میں کوئی فرق نہیں آیا ہے کٹہ کی بڑی خوبصورتی اور عمدگی یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی چادر جسے النگ بھی کہتے ہیں علیحدہ نہیں بنائی گئی ہے تالابوں میں بالعموم کٹوں کے ایک طرف ذرا بلندی پر چادر بنائی جاتی ہے تالاب میں اس کی مقررہ مقدار سے جتنا زیادہ پانی آتا ہے اس کے ذریعہ نکل جاتا ہے۔ اس تالاب سارا کٹہ ایسا بنایا گیا ہے جواز اول تا آخر چادر کا کام دیتا ہے۔ کٹہ تک پانی اس میں جمع رہ سکتا ہے اور اس سے جتنا زیادہ ہوتا ہے کٹہ ہی پر سے بہ کر دوسری طرف نکل جاتا ہے جس سے فٹل پانی کا کوئی زیادہ بار کٹہ پر نہیں پڑ سکتا۔ اسی وجہ سے اب تک بھی اس کٹہ میں کوئی خرابی یا کمزوری کہیں نہیں پائی جاتی۔ کو تو الگوڑہ کے کتوے کے جس نلے کے ذریعہ سے اس تالاب میں پانی کی آمد تھی وہ حمایت ساگر کی تعمیر کے زمانہ

۱۸۶۱ء میں موسیٰ ندی کو شدید طغیانی ہوئی تھی جس سے بلند حیدر آباد کا بہت بڑا حصہ متاثر ہوا تھا۔ اس کے بعد اسند لوطنیانی کے مسئلہ پر سربراہ کاران دولت نے غور کی ان میں بعض تجاویز طے پائے جن میں سے ایک یہ تھا کہ موسیٰ ندی اور عینی ندی میں سے ہر ایک پر ایک ایک بند قائم کر کے خزانہ آب تعمیر کیا جائے پہلے موسیٰ ندی پر عثمان شاگر نام سے ایک تالاب تعمیر ہوا۔ اس کی تعمیر کے ختم ہونے کے بعد قلعہ گوکنڈہ کے جانب جنوب اور حیدر آباد کے مغرب میں بارہ میل فاصلے پر اس تالاب کی تعمیر کا آغاز مسئلہ میں ہوا اس کا نام شاہزادہ ولی عہد نواب میراٹ علیخان غلام جاہا

بند ہو گئی ہے اس لئے تالاب کے پانی کی مقدار گھٹنے لگ گئی ہے۔ آج سے چھ سال قبل اسی تالاب کا پانی کٹ کے بالکل برابر رہتا تھا اب ہم دیکھتے ہیں کہ کتبہ سے کوئی دو دوھائی گز سے زیادہ نیچے اتر گیا ہے۔ اس تالاب سے ایک نانہ نکال کر رکن الدولہ کے بم (حوض) سے اوپر غازی بندہ کے قریب ایک بڑا بم تیار کر کے اس میں اس نانے کو بچھا دیا گیا اور اس بم سے ایک نہر نکال کر شہر کی طرف لائی گئی اور اس سے چھوٹی چھوٹی نہریں نکال کر مکانوں اور باغوں میں جگہ جگہ پہنچائی گئیں اس بم کی تعمیر کی تاریخ اس کتبہ سے معلوم ہوتی ہے جو اس کی دیوار پر ایک پتھر میں کندہ کر کے نصب کیا گیا ہے کتبہ میں **بِسْمِ اللّٰهِ جَعَزَہُا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ جَعَزَہُا** دو سطروں میں لکھا گیا ہے اور ان کے نیچے **۱۲۲۱** لکھا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تالاب کے کتوے اور بم کی تعمیر کا ایک ہی سال ہے اس کتبہ کو بھی نوآباد سالار جنگ بہادر نے یہاں سے نکلو کر اپنے باغ واقع تالاب میں منتقل کر دیا ہے کتبہ سنگ سیاہ کا ہے جو طول و عرض میں 2×2 فٹ ہے بم کی حالت فی الجملہ خستہ ہے اب اس سے پانی کی تقسیم کا کام بھی نہیں لیا جاتا ہے مولوی نور الافرغیا صاحب کا ایک فارسی قطعہ تاریخ ہمیں دستیاب ہوا ہے جو تعمیر نہر سے متعلق ہے اس کے جملہ میں شعر ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے) امام نامی پر حیات ساگر رکھا گیا۔ اس کی تعمیر میں بیانیہ لاکھ اہتر ہزار روپے سک عثمانیہ کی لاگت آئی اور اس کے پیناؤ میں سات مواضع سالم اور گیارہ مواضع کا کچھ کچھ عرق ہوا جس کی جذبہ مقدار پانچ ہزار پانسو چھیالیس کیر پیمیں گنتہ ارامنی ہے اس کی تعمیر سات سال میں مکمل ہوئی۔

۱۔ حضرت سید شاہ نور علی کے بیٹے اور حضرت سید قمر الدین ہادنگ آبادی کے پوتے تھے اپنے عہد کے شاہیر علماء و فضلا و تھے شمس الامراء کی طرف سے راجہ چند دلال کے پاس وکیل تھے اور جاگیر و تعلقہ داری سے سرفراز۔ خیر و خوش خلق آدمی تھے مددگار میں ان کا انتقال ہوا۔ عید گاہ قدیم کے قریب موضع مادہ ناٹیٹھ میں ان کا ایک خوشنابلغ تھا اسی میں وہ اور ان کے والدین

اور پانچ تاریخی مادے اس میں انھوں نے جمع کئے ہیں جن میں سے دو تعمیر میں ہیں اور دو کتب ہیں اور ایک مادہ مصرع میں ہے ان سے اس نہر کی تعمیر کا سن ۱۲۲۰ ہجری معلوم ہوتا ہے یہاں ہم اُس قطعہ کے جملہ مادہ ہائے تاریخی کے اشعار نقل کر دینا مناسب تصور کرتے ہیں۔

چوں بسوئے اوشد مخدود گفت اینک شیخ
طرز تازه طرح نادر پرئے تاریخ نوال
منقسم بر قلب اہل بلدہٗ فرخندہ کن
فیض نہر میر عالم محسن خلق نوال
باز بہر حجبوئے سال میمون و سعید
خارج تعمیر را تضعیف کن بے قبل نوال
چار صد ہشتاد و ہشت آلف و لک ہا چار
جد منطق زبیں عدد شد منطبق تاریخ نوال
گر نباشد میل طبعی تو سوئے تعمیر
قرعہ دیگر زخم از بہر مقصودت بقال
خیر جاری حسین ساجد آمد سال او
فیض نہر جاودانی ہم بود سال نال
مصرع سالم اگر منظور باشد بخوش گنج
نہر میر عالم بہادر منبع جمع نوال
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہر ۱۲۲۰ء میں تعمیر ہوئی۔ ممکن ہے کہ شاعر نے
آغاز تعمیر کار کے سن کو اپنی تاریخ میں لیا ہو۔

اس تالاب اور نالے کی تعمیر سے پیشتر بلدے میں پانی کی سخت قلت تھی کہ والدہ
کا بم بڑے بڑے امیر امر کو پانی کی سربراہی کرتا تھا اور عام لوگ خانگی باؤلیوں سے
مستفیض ہوتے تھے اس تالاب کی تعمیر سے بلدے میں پانی کی افراط ہو گئی اور اس نالے

میر عالم کے انتقال کے بعد اُن کا نام اور یہ کام اس مقولہ کی صورت میں زباں زدِ عام ہو گیا۔ ”میر عالم مر گئے گھر گھر پانی کر گئے“ تا حال (قبل تعمیر عثمان ساگر) حیدرآباد کے تمام باشندے اسی تالاب کے پانی سے سیراب ہوتے رہے۔

تصنیف و تالیف

میر عالم جہاں اپنی اور خوبیوں اور بھلائیوں سے متصف ہیں وہاں علمی دنیا میں مؤلف یا مصنف کی حیثیت سے بھی مشہور ہیں یوں تو کئی کتابیں اُن کے نام سے موسوم ہیں لیکن ان میں سے بعض ایسی ہیں کہ نہ میر عالم کی تصنیف ہیں نہ تالیف بلکہ ان کے اصل مصنفین نے ان کی خوشنودی خاطر کے لئے ان کے نام سے منسوب کر دیا ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ میر عالم علم سے خود دلچسپی رکھتے تھے اور علم دوست

لے یہ اُن دو تالابوں میں کا ایک ہے جو اندامِ لطیفانی کی تجویز کے تحت تعمیر ہوا ہے۔ عثمان ساگر اور حمایت ساگر کے پلان سرٹی و شوشورایابی لے یہ مہاسی سی ای پرنٹنگ انجینئر علاقہ بمبئی نے مرتب کئے اور اس کو نواب علی قازا بیج سی ایف چیف انجینئر و منعمہ تعمیرات و آبپاشی نے اپنی نگرانی میں سٹریٹی و لال پرنٹنگ انجینئر کے ذریعہ عجل میں لا کر کام انجام کو پہنچایا۔ یہ تالاب بلکہ حیدرآباد سے تقریباً بارہ میل شمال مغربی گوشہ میں اس مقام پر واقع ہے جہاں پہلے موضع گڑھی بٹھی آباد تھا اور اس موضع میں ندی پر ایک قلعہ بم زمانہ کا کوہ بھی موجود تھا۔

اس کی تعمیر ۱۳۳۲ میں آغاز ہوئی اور سات سال میں ختم ہوئی اس کا نام اعظمی حضرت بند گانہالی نواب میر عثمان علی خان خلدائے ملکہ و دولتہ کے نامی نامی پر عثمان ساگر رکھا گیا۔ اس تالاب سے آبِ سانی کے لئے نل بھی نکالے گئے جس کے نلوس سے حیدرآباد اور اس کے مضافات کے اکثر مقامات کے باشندے فیض یاب بنتے ہیں اس کی تعمیر میں آبِ سانی کے انتظام کی لاگت کو ملا کر جملہ ایک کروڑ انیس لاکھ روپے سکے عثمانیہ کے مصارف ہوئے اس میں چھ مواضع سالم اور چھ مواضع کی کچھ کھارچا غرقاب ہوئی ہے جس کی جملہ مقدار چار ہزار دو سو ستاسی ایک روگنہ ہے۔

اصحاب کو نیک علمی مشورے دیتے تھے وہ شرفارسی کے لکھنے میں جس طرح ماہر تھے اسی طرح فارسی نظم کے لکھنے پر بھی قادر تھے ان کی شکر کے نمونے ان کے منشآت سے ملتے ہیں اور نظم کے بعض نمونے ہم نے قبل ازیں حسب موقع بیان کر دئے ہیں ان کے علاوہ اور جو کچھ ہیں ان کا ذکر اسی باب میں مناسب مقام پر کیا جائیگا۔

میر عالم کی جتنی تصنیفات اب تک دریافت ہوئی ہیں۔ ان میں سے صرف تین چار ایسی ہیں جو حقیقتاً ان کی ذاتی محنت کا نتیجہ ہو سکتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ مصباح العارفین | یہ ایک رسالہ ہے جو عبادت میں ہے۔ اس میں نماز شب کے طریقے میر عالم نے بیان کئے ہیں اس کتاب کے دیباچے کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پیشتر ایک کتاب نماز شب ہی کے بیان میں انھوں نے لکھا تھا لیکن وہ تحریر آداب و ترجمہ اذکار اور بعض تحقیقاتی مسائل کی وجہ سے کسی قدر طویل ہو گئی تھی اور عام فہم نہیں رہی تھی۔ اس لئے اس کو مختصر کر کے انھوں نے اس رسالے کو لکھا اور اس کے نقش اول کے مثل اس رسالے کو بھی ایک مقدمہ اور تین اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا ہے چنانچہ دیباچے کی عبارت ذیل سے واضح ہوگا۔

”اما بعد چوں دریں ایام سامعے چند از عمر سرمایہ طلب صرف نوشتن سطرے چند شد در بیان نماز شب و ہنگام تحریر آداب و تسلط ترجمہ اذکار غنائ اشہب تسلیم بے اختیار از دست رفتہ بوادئ تحقیقاتی اذقاد کہ درخور فہم ہمہ کس نبود لاجرم بجا فائز رسید کہ ثانیاً آں رسالہ را بقسمے مختصر نماید کہ مشتمل باشد بر بیان آداب درکمال اختصار“

ترجمہ ضروری الفاظ ادعیہ و اذکار..... وایں

مختصر مائند رسالہ اول مرتب است بریک مقدمہ و فصل و یک خاتمہ۔“

اس رسالے کی تالیف ۱۲۱۸ھ میں ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے انزو کے زمانہ بیکاری میں جہاں انھوں نے خدا پرستی کے اور کام کئے وہیں مذہبی رسائل بھی تصنیف یا تالیف کر کے سعادت حاصل کی۔

۲۔ زیارت عاشورہ | ایک مختصر رسالہ اور لکھا ہے جو زیارت عاشورہ کی ترکیب میں ہے اس کی وجہ تالیف تمہیداً یہ بیان کی ہے کہ زیارت حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے فضائل میں جن کا اظہار حیض تحریر و تقریر میں ممکن نہیں بعض زیارتوں کے اوقات احوال لکھنے کا خیال ہوا تاکہ لوگوں کو سفر و حضر میں بھی زیارت کے لئے آسانی ہو اس رسالے کو پانچ فصلوں پر تقسیم کیا ہے جو یہ ہیں۔

۱۔ فصل اول۔ زیارت عام۔ ۲۔ فصل دوم اوقات زیارت۔ ۳۔ فصل سوم زیارت عاشورہ
۴۔ فصل چہارم زیارت اربعین۔ ۵۔ فصل پنجم۔ زیارت جامعہ صغیر۔

عبادات کے ان رسائل کے نسخے نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے میں ہوئے ہیں اور ہماری نظر سے گزرے ہیں ان کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ میر عالم پر مذہبیت غالب تھی اور ان مذہبی رسائل کے مدون کرنے کی مہلت ان کو اس وقت ملی جب کہ وہ گوشہ عزت میں بسر کر رہے تھے۔

۳۔ ثنوی میر عالم | میر عالم کو شاعری سے بڑی دلچسپی تھی بعض کتب سے یہ چلتا ہے کہ میر عالم کا

فارسی دیوان مرتب و مکمل تھا لیکن وہ مفقود ہے ان کی شاعری کا نمونہ جو ہم تک پہنچا ہے
فقط ایک ثنوی ہے جو غلام حسین خاں جوہر صاحب تیارخ ماہ نامہ کے بیان کے مطابق
ماہ لقا کے سراپا میں انھوں نے نظم کی ہے سلاست و صفائی بیان کے اعتبار سے ثنوی
ہایت شستہ ہے۔ اس کی نسبت غلام حسین خاں جوہر اپنی تیارخ ماہ نامہ میں لکھتے ہیں۔
”نظم ثنوی در وصف سراپے آل سرد جو یار دلبری در بحر مخبول بفضاحت محاور
تصنیف فرمودہ اند چنانچہ اکثر اشتہار دارد“

اس ثنوی کے جملہ دو سوانیس شعر ہیں اس میں ماہ لقا کا سراپا ہے اور کچھ داستان
حسن و عشق اس میں شک نہیں کہ یہ ثنوی اسی زمانہ میں مشہور ہو گئی ہوگی کچھ تو اس وجہ سے
کہ زبان سلیس اور شستہ تھی اور کلام میں آمد و بے ساختگی اور موافق مذاق زمانہ تھی اور کچھ
اس وجہ سے کہ میر عالم جیسے شخص کی کہی ہوئی تھی اور پھر ماہ لقا جیسی ہر دلغزیز کے لئے کہی

ماہ لقا بائی رن کنور کی لڑکی تھی جس کی بہن جہتاب جی رکن الدلہ میر موسیٰ خاں کے یہاں تھی اس کا نام چند ابائی تھا اور ماہ لقا تھا
غفران اپنے ہم بھائی گل سے اس پر تعریف لانے کے بعد اس کو اس خطاب اور بے ادب گھڑیال سے سزاؤں کیا تھا ماری طوائف سے تھی جسٹری بین
اس کا مجری ہوتا تو سرکار سے ہر مجری کی کتاب ہزار روپے انعام پاتی تھی صاحب کمال شاعر اور حاضر جواب تھی اس کا دیان مدون، اور شائع بھی
ہو چکا ہے ۶۰ سال کی عمر تک ان میں رنق و ہنر سے فوت ہوئی۔

ماہ غلام حسین خاں صاحب تیارخ ماہ نامہ شاعر تھے اور جو جھکس کرتے تھے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ علم عروض سے واقف نہیں تھے اہا بجا وہ عدم
واقفیت کے وہ اپنے قارئین کو شاید یہ یاد کرانا چاہتے ہیں کہ وہ علم عروض سے کبھی واقف نہیں اور اسی غرض سے انھوں نے ثنوی مذکور
پر مستقل لکھا ہے ”در بحر مخبول بفضاحت محاورہ تصنیف فرمودہ اند“ عروض میں کوئی بجز اس نام کی نہیں ہے البتہ ثنوی م کیلئے عاف ہوتا ہے
یہ رکن کے اس تغیر کا نام ہے جو اس کے دوسرے نیکارن عرف کو گرانے سے پیدا کیا جاتا ہے جیسے کن فاعلن سے دو سحر حرف ساکن (الف)
گزار فعلن بنا لیا جس کن میں یہ زما ت واقع ہو اس کو رکن جنون کہتے ہیں ثنوی کو ہم پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بحر و ج مکرر
یا آخر مقبوض میزدت میں ہر جس کے اشار کی قطع مفعول مفاعلن فعلن یا مفعولن فاعلن فعلن ہے جو جس کی اصل اے میں
مفاعلن مفاعلن مفاعلن ہے۔

گئی تھی۔ ماہِ لقا کو جب یہ ثمنوی ملی ہوگی تو خود اس نے شیخت کے لئے اس امر کی کوشش کی ہوگی کہ لوگ اس سے واقف ہو کر اس کی قدر کریں کہ یہ بھی ایک ایسے فرد و زکار کی مدد و مدد ہے یہاں ہم تسلیم کئے بغیر نہ رہیں گے کہ اس ثمنوی سے حقیقتاً ماہِ لقا کے نام و نمودیں اور چارچاند لگ گئے۔ ماہِ لقا اور میرِ عالم کا تعلق | اس امر کے متعلق کہ میرِ عالم اور ماہِ لقا کے تعلقات کیسے تھے اس کے ہوا خواہ منشی غلام حسین خاں جو ہر نے ان الفاظ میں خاص روشنی ڈالی ہے:-

الف ”میرِ عالم بہادر اکثر می فرمودند کہ تلیندے بر سائی فہم و ذکاوت طبع و جدت مزاج در زمرہ تلامذہ خود مثل ماہِ لقا ندیدہ ام با وصف این ہمہ متانت و اقتدار و فضیلت بہمدی و مصاحبت این ماہِ لقا ئے زہرہ نوائے اختیار می داشتند و مصاحبت این گل گلزارِ رعنائی تخمِ انتعاش در زمرہ طمانیت می کاشتند۔“

ب۔ ”چند ابائی (ماہِ لقا) اکثر بمصاحبت (میرِ عالم) اختصاص یافت چوں مزاج میرِ عالم بہادر قدر دان اہل کمال بود و در فصاحت و بلاغت و نظم و نثر گوئے سبقت از حسان و سہمان می بود مصاحبت و مجالست این لطیفہ گوئے حاضر جواب را از جملہ انتعاش و شگفتگی گل خاطر پنداشتہ در استحضر طریق استبداد می داشت و اکثر صحبت شعر و نظم و نثر در میان بود میرِ عالم بہادر اکثر زبان فصاحت و ترجمان می فرمود کہ جلیس با تمیز و تلیندی بایں جدت طبع و رسائی فہم مثل ماہِ لقا کم دیدہ شد۔“

صاحبِ ماہِ نامہ کے اس کلام سے ایک امر یہ مستنبط ہوتا ہے کہ میرِ عالم شاعر ہونے کے علاوہ شاعرِ گری بھی تھے چنانچہ اس جملہ سے ”تلیندی بر سائی فہم و ذکاوت طبع و جدت مزاج

در زمرہ تلامذہ خود شل ماہ لقانذیدہ ام“ یہ معلوم ہوتا ہے کہ فن شعر گوئی میں ماہ لقان کے علاوہ عالم کے اور شاگرد بھی تھے لیکن ان کے نام معلوم نہ ہو سکے اور نہ اصلاح سخن کے طریق روشنی میں آئے اس ثمنوی کے آغاز میں ایک رباعی لکھی ہے اور اس سے پیشتر یہ مصرعہ بطور عنوان لکھا ہے ع
افسون جنونِ عالم ست ایں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عالم تخلص کیا کرتے تھے تخلص
عالم خطاب میر عالم کا جزو ہے جو ان کو اس وقت ملا تھا جبکہ ان کی عمر تقریباً ستائیس سال تھی
اور شاعری کا شغل اس سن سے قبل کا ہے اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ خطاب سے پہلے کچھ اور
تخلص کرتے تھے اور خطاب پانے کے بعد انھوں نے اس کو بدل دیا اور عالم تخلص کرنے لگے
اشعار ثمنوی | یہاں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ثمنوی کے آغاز و اختتام کے چند اشعار
نقل کئے جائیں تاکہ ان سے میر عالم کی شاعرانہ طبیعت کا کچھ اندازہ ہو سکے۔

اے ماہ سپہر روشنائی	سرتاپائے تود لر بانی
اے مردم دیدہ محبت	سرتا قدمت طلسم الفت
شکل تو بہ کلک دل مقصود	جسم تو بہ آب جاں مخمر
تصویر تو از فرنگ حسن است	نقش تو شریک رنگ حسن است
اے حسن تود لر بانی عشق	آئینہ خود نمائی عشق
تا حسن تو ناختم بدل زد	عشقت رہ عیش متصل زد
از شوق تو شہیاں جہاں شور	از رگ رگ من عیاں چو طنبو
شور تو عیاں نہ برز بانم	سوز تو نہاں بہ مغز جانم

از شعلہ حننت لے دل آرا در عشق بہ سو ختم سراپا
لے جلوہ فروشش جان حیدر لے غمزہ متاع و عشوہ بازار
تاروے ترا بمن نمودند در ہائے بلا بمن کشودند

تارہ سخن بمن کشودی رہے بہ خموشیم نمودی
گفتار و خموشی تو با ہم در شعلہ فشانید با ہم
کز شمع زباں زباناہ فروخت یا قوت لببت بجامشی سوخت

لے باد صبا توئی وفا سنج آگاہ خبر ز راحت و رنج
بیماری تو شفا لے جاں ہا غمخواری تو دوائے جاں ہا
از راہ وفادے گر آری بر منزل ماہ من گزاری
یک رہ ز کرم تو لے وفا گوش شرح حبراں کہ کردہ گوش
رازے کہ بہ گوش دل شنیدی رازے کہ عیاں چشم دیدی
پنہاں پنہاں بہ گوش آں ماہ القصہ بگو و قصت کہ کوتاہ

۴۔ رقصات میہ عالم | میر عالم کے خطوط کا ایک مجموعہ ہے جس میں وہ تمام خطوط جمع ہیں جو میر عالم نے یا تو خود اپنی طرف سے کسی کو لکھے ہیں یا غمراں مآب یا اسطو جاہ کی طرف سے ان منشاءت کو ان کے منشی خاص حسین علیخاں نے جمع و مرتب کر کے ”باغ و بہار“ تالیف فرمایا۔

رکھا ہے خطوط کو تین اقسام میں منقسم کیا ہے۔

قسم اول میں وہ خطوط ہیں جو حضرت غفران مآب کو یا حضرت غفران مآب کی طرف سے اور امراء و رؤساء کو لکھے گئے ہیں۔

قسم دوم میں وہ خطوط ہیں جو ارسطو جاہ کی طرف سے لکھے گئے یا خود ارسطو جاہ کو لکھے گئے قسم سوم میں وہ خطوط ہیں جو میر عالم نے اپنے اعتراف و اجاب کو لکھے۔

اس کا ایک نسخہ خود ہمارے پاس موجود ہے بشتم رجب ۱۲۳۲ھ اس کی کتابت کی تاریخ ہے اور کاتب میر محمد کاظم ابن میر محمد تقی خاں بہادر ابن میر محمد رضا صاحب ہیں۔ اس نسخے میں کتابت کی غلطیاں بکثرت پائی جاتی ہیں۔

نواب عماد الملک کا خیال ہے کہ میر عالم نے اپنے رقعات و مکتوبات خود جمع اور مدون کئے اور انشاء میر عالم نام رکھا۔ اگر اہل رقعات کا نسخہ ہمارے پاس نہ ہوتا اور ہم عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے میں اس کو نہ دیکھتے ہوتے تو ممکن تھا کہ ہم نواب صاحب مذکور کے اس خیال سے متفق ہو جاتے۔ منشاءت میر عالم کا نسخہ ہمارے سامنے موجود ہے ان کے مرتب حسین علی خاں کا لکھا ہوا دیباچہ اس کے شروع میں دو تن صفات پرستل بران کو یہ امر تسلیم ہے کہ حسب الحکم میر عالم انھوں نے رقعات کے مسودات جمع کئے چنانچہ ان کی عبارت یہ ہے:-

”ہر چند ایں بے سواد دار الانشاء سخن گسری و ابجد خوان دبستان دانشوری

حسین علی مخاطب بختاب خانی قابلیت آں ندارد کہ ایں گوہر ہائے گراں بہا

را در سلک ترتیب و اس جواہر بے ہمتا را بہ کلک تحریر تواند آورد لیکن از آنجا کہ
 بمقتضائے پرورش و رعایت خداوندی ہنال قامت عیقت استقامت
 بہ آبیاری تربیت آن نخل بند ریاض فضیلت نشوونما یافتہ بامرغشی گری مامورست
 (بحکم المامور معذور) دست جرأت بہ اجمال مسودات مسطور کشیدہ
 ہر سہ قسم منقسم ساختہ.....“

اس سے ظاہر ہے کہ خود میر عالم نے ان کی تدوین نہیں کی بلکہ اس کی تدوین ترتیب کا
 حکم انھوں نے اپنے فتنی حسین علی خاں کو دیا جنھوں نے بہ امتثال امر اپنی کوشش سے ان کو
 جمع کیا اور خود اس پر دیباچہ لکھ کر کتاب کو مکمل کیا۔ یہ ضرور ہے کہ اس کی تدوین میر عالم کی
 عہد میں اور انہیں کے حکم سے ہوئی لیکن اس سے یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ خود میر عالم نے ان
 کو جمع کیا۔ بہر حال رقعات کی زبان فارسی ہے جو اس عہد میں تعلیم یافتہ طبقہ کی اور دفاتر
 کی اور جملہ کاروبار کی تحریری زبان تھی۔ رقعات پر قدامت کا رنگ ہے استعارات اور
 تشبیہات گوناگوں سے اور تلازمات بیہی سے اپنے مطالب کو خوشنالیاس پیش
 کیا ہے لیکن اس سے مضامین گورکھ دھند ابھی نہیں نکلے ہیں جن کا سمجھنا بوجھنا بہت مشکل
 باوجود استعمال صنائع و بدائع ان کی زبان میں سلاست ہے صنائع کی پرکاری کے ساتھ
 اظہار مطلب رفرو کنائے میں کرتے ہیں بعض ترکیبیں معینہ استعمال کرتے ہیں جیسے خاتمہ کا
 ”ایام عاطفت مدام باد“ یا خاتمہ پر دملکے ساتھ ”بالنون والصاد“ وغیرہ لغات غریب
 استعمال نہیں کرتے رقعات میں ایک دور قعے عربی بھی دیکھے گئے جن سے معلوم ہوتا ہے

کہ وہ عربی زبان کے سمجھنے اور پڑھنے کے علاوہ اس کے لکھنے پر بھی قادر تھے اس مجموعے میں وہ خطوط نہیں ہیں جو میسور کی چوتھی جنگ میں اور اس کے بعد میر عالم اور گورنر جنرل ویلزلی کے مابین آئے گئے ہیں یہ نواب سالار جنگ بہادر کے قلمدان خاص میں محفوظ کیا ان سے اس زمانے کے ایسے تاریخی واقعات پر روشنی پڑتی ہے جن میں میر عالم تعلق رہا ہے ہم نے ان تمام خطوط کو مفید معلومات کے ساتھ علامہ تریب کیا ہے۔ طرز تحریر معلوم کرنے کے لئے ہم یہاں صرف چند رقعے نقل کرتے ہیں:-

رقعہ از طرف غفران مآب بہ جل جلالہ بادشاہ انگلینڈ
 کوکب دولت و اقبال و اختر شوکت و اجلال بادشاہ خورشید کلاہ معدلت و تنگاہ والا شان
 فرخندہ دودماں برآرندہ اریکہ رفعت و عظمت فرازندہ الویہ ابہت و حشمت مالک مالک
 نام آوری سالک سالک عدل گسری مہمد قوانین جہانداری مشید قواعد کامگاری تاج
 مناجار جہندی عارج معارج سر بلندی کامگار کشور نامداری شہر یار اقلیم عالی تباری شمشاد و
 افسر و اد رنگ رونق آموز دانش و فرمانگ بجای سیوم بادشاہ گریٹ برٹین و غیرہ ولایت
 قرنگ از وفیق حصول امانی و آمال طالع و لامع باد

طیس
 اما بعد نگاشتہ کلک فصاحت می گرد و کہ مشاہدہ محاسن اوضاع و اطوار کہ مقنا
 قلوب بالغ نظر ان کامل عیار است آرنہ و مخالطت رعایائے ولایت فراست خیر انگریز
 باہل این دیار و حصول آگہی از اصابت قوانین و متانت آداب و آئین سلاطین آن سرزمین
 علی الخصوص انضباط و استحکام و لوازم مصداقت و موافق و ثبات و قیام و برہم مخالفت و تضاد

در نظر دقیقه شناساں مراتب کمالات به بنی نوع انسان برآمد فضائل و بهترین خصائل
و تخصیص مذکار مکارم صفات و آثار ملکات آن شهریار کا مگاز نامدار که در تہذیب و روابط ریا
و سروری و ترتیب روابط جهان بینی و معدلت گستری بصفت مزیت از امثال و اقوان برالسنہ
افواج جمهور مذکور و در اطراف و اکناف این نہ طاق لا جور دی رواق سبت امتیاز و رجحان
سائر جہانداران معروف مشہور است ہمیشہ خاطر تودہ و مظاہر اہل تحریک سلسلہ محبت مواد
و راعبت تاسیس مبانی مودت و اتحاد است از آنجا کہ ہر امرے موقوف بر وقت خویش
می باشد دریں ولا امارت و ایالت مرتبت شہامت و بسالت منزلت منبع نشان ہموال مکان
مشرعین اعتماد الدولہ بہادر کہ بحسن معاشرت و نیک ذاتی اہالی اینجا را بمرتبہ از خود راضی داشته
کہ اکثر رؤسا و حکام بلاد ہندوستان از روانگی مشاائر الیہ افسردہ خاطر و دل گراں اند غرضیت
آن بادشاہ و الا جاہ نمودند و تشیدار کان موالات بتاسیس بنیان مراسلات بوساطت آن رمز
و قایق فطانت آگاہی پردہ کشائے غوامض صداقت و ہوا خواہی مناسب نمود و بعض امور
قرار داد کہ بزمید تشیدایں اساس شہر محاسن مخصوص بود بمعروضہ مشاائر الیہ حوالہ نمودہ شد
تا بنیادایں بنائے عظمت اقتباء و ایدے قرار گیرد کہ دست سوانح حدثان از داماں تخیل بنیاد
کو تاہی پذیرد و بحکم تہاد و ادتجا بوا یک حلقہ انگشتہ الماس موافق رسم ایں دیار بربیل
ہدیہ ابلغ یافت تر صد کہ قبول خاطر ملطف آثار بود ہموارہ ابواب مراسلات طرفین مفتوح و طہ
اینقہ اتحاد و یک رنگی از جانبین مرعی و مسلوک باشد زیادہ ایام دولت بکام باد۔

۲۔ رقعہ از طرف نواب سبط جاہ بہادر بہ لارڈ کورنوالس بہادر

دریں ایام احتمال ہے کہ ازینرنگی ہائے تقدیر بواسطہ سوئے تدبیر حافظ فرید الدین خاں ظہور
آمد نہ فقط موجب برہمی کار محاصرہ گورم کندہ شد بلکہ اس تحلیل بہ بعضہ جہات از نزدیک قلعہ کور
بجا ہائے دور سرایت کردہ تعلقات و طرق و شوارع تا پانگل غبار آلودہ مکدر واقعہ طلبان گروید
ہر چند از انتہائیں رایات فیروزی آیات مرشد زادہ بلند اقبال جمعیت متہامیز زیادہ بریک شبانہ
روز فرصت توقف نیافت مہذا تسکین اس آشوب کہ بیک ناگاہ پدیدار شد و فرشتانہ
جوش و خروش فرصت جویان قابو طلب و تصفیہ راہ ہا و اطمینان متردین امتداد ایا مے
می خواست لیکن چوں متواتر از نوشتہ میر صاحب حلیل القدر عظیم الامر صاحب میر عالم بہادر
معلوم شد کہ آل مہربان بمقتضائے اتحاد غرم سرزنگ پٹن را بہ محض انتظار وصول کوب
اجلال مرشد زادہ بلند اقبال و رسیدن مخلص رہین توقف داشتہ فوق الحد چشم براہ اند
لہذا انتظام کار ہائے اس حدود را بروفق خاطر خواہ موقوف بروقت دیگر داشتہ بعد
بند و بست ضروری تیاریخ پانزدہم جمادی الاول از گورم کندہ نہضت بعمل آمد و در یک ہفتہ
مقام فلاں بہ نصب خیم ہضرت ارتسام مرشد زادہ بلند اقبال رونق افروز گشت و در روز
توقف ضرورتاً منظور و الا کمند جاویدہ اشتیاق رساتر از آں است کہ بے ضرورت وقفہ
مانع تعذر کوچ تو اند گشت انشاء اللہ تعالیٰ المستعان۔ تبایخ فلاں ازین جائز ارادہ انتہائیں
مستم بفضلہ تعالیٰ عنقریب شاہد اشتیاق پردہ از روئے حجاب می اندازد و سرور و صلت
بتلافی امتداد ایام مفارقت ہائے اتفاقی می پردازد زیادہ ایام شادمانی مدام باد۔

۳۔ رقعہ از طرف میر عالم بہادر بہ کرک پیٹرک۔

دریں آوان مسرت اقتران نوید بھبت افزائے غزیت آں ہریان بہ اس نواح بہ تقرر
اقامت حضور پر نور نہ آں قدر موجب سرور خاطر محبت مآثر گردید کہ شرح شمعہ از آں ماند سجا
اخلاق آں ہریان مقدور خامہ طویل اللسان تواند بود و نسایم بھبت شمایم اس خبر مسرت
نہ آں چھاں باعث شگفتگی و خرمی دل دوستاں گشت کہ عشر عشر آں رقم توں نمود چوں
شوق و آرزو مندی موصلت ہا زیادہ از احاطہ تقریر و ما فوق اندازہ تحریر است۔ اللہ تبارک و تعالیٰ
بہ اسرہ اوقات بخوبی و خرمی زمان ملاقات ہا را قریب الوقوع گرداند و گلشن تمنائے دوستاں
را بہ آبیاری وصال آب و رنگ تازہ حاصل فرماید۔ زیادہ۔ زیادہ۔

۵۔ حدیقۃ العالم | اس کتاب کے متعلق تین امور مشہور ہیں۔

(۱) یہ میر عالم کی تصنیف ہے (۲) اس کو میر عالم کے نام پر تیسید عبد اللیطف شری لکھا
(۳) یہ کسی اور کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔

پہلے پہل یہ سراج الملک کے عہد وزارت میں انہیں کے نام سے چھپ کر شائع ہوئی
اور پھر حسب ایمائے عالیجناب نواب فخر الملک بہادر کتاب دو مقالوں پر مشتمل ہو مطبوعہ
نسخوں کے پہلے مقالے میں ایک مقدمہ اور سات باب ہیں اور دوسرے مقالے میں چار باب
اس کے متعلق نواب عماد الملک تیسید خن بلگرامی کہتے ہیں کہ حدیقۃ العالم کو میر عالم کے نام

لے نواب صاحب مذکور نے فخر الملک سرالاجنگ کے حیات کے کچھ واقعات انگریزی زبان میں لکھے ہیں جس کا ترجمہ ترجمہ
کے نام سے فتح نواز جنگ تیسید ہدی جن صاحب نے کیا ہے اس کتاب میں انہوں نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے۔

مرزا عبد اللطیف شوستری نے تصنیف کیا ہے نہیں معلوم کہ نواب صاحب ممدوح نے اس امر کا پتہ کہاں سے لگایا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مرزا عبد اللطیف میر عالم کے ایک گہرے دوست تھے لیکن ہماری تحقیق میں سید عبد اللطیف شوستری میر عالم کے چچیرے بھائی ہیں ان کے دادا شیخ الاسلام سید نور الدین کے آٹھ لڑکے تھے۔

(۱) سید عبد اللہ (۲) سید نعمت اللہ معروف بہ سید آغا (۳) سید حسن (۴) سید محمد (۵) سید فرح اللہ (۶) سید مرتضیٰ (۷) سید طالب (۸) سید رضی۔ سید طالب عبد اللطیف کے والد تھے اور سید رضی میر عالم کے والد۔ عبد اللطیف شوستری صاحب تصنیف ہیں انہوں نے ایک کتاب تحفۃ العالم بطور سفر نامہ لکھی ہے ممکن ہے کہ تحفۃ العالم اور حدیقۃ العالم کو ایک ہی کتاب سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو یا یہ ممکن ہے کہ حدیقۃ العالم کو عبد اللطیف کی تصنیف باور کرنے میں اس وجہ سے غلطی ہوئی ہو کہ حدیقۃ العالم کا متداول نسخہ مطبع سیدی (حیدر آباد) میں مالک مطبع سید عبد اللطیف کے اہتمام سے طبع و شایع ہوا۔ جو شوستری نہیں بلکہ شیرازی ہیں نواب صاحب ممدوح کا خیال انھیں عبد اللطیف کی طرف مبادرت کر گیا ہو۔

اس کا ایک علمی نسخہ نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے میں ہمارے دیکھنے آیا جس کے دوسرے مقالے کی تمہید یہ ہے :-

”دخنی نہ اند کہ اضعف عباد اللہ القوی سید محمد مدعو بہ میر ابو تراب ابن سید احمد الرضوی عالمہما اللہ بلطفہ الخفی والجلی حسب الحکم واجب الانقیاد عالیجناب سید مکرم معدن احسان و کرم وزیر عظم حضرت خلیفہ دوراں سکندر زماں دام ظل رحمۃ علیہ رؤوس العالم میر ابو القاسم المخا

بنواب میر عالم اعلیٰ اللہ مقائمہ چوں کتاب حدیقہ عالم متضمن دو مقالہ مقالہ اولیٰ در ذکر آثار
ملوک قطب شاہیہ نور اللہ مراقہ ہم و مقالہ ثانیہ در بیان احوال خیر مال سلسلہ عالیہ آصفیہ علیہ
و دہتم وغیرہ کہ در فہرہس این مقالہ مرقوم تالیف نمودہ بنام نامی آں وزارت انتساب منسوب
گردانیدہ مبضیہ مقالہ اولیٰ آں کہ متداول بین الایدی و مشہر بین الناس گردیدہ بخلاف مبضیہ
مقالہ دومیش کہ جزیکہ دو بنو مشہور و مروج گردیدہ و اکثر اغزہ از ادلی الابصار در خواست
کنندہ و طلبکار مبضیہس این مقالہ بودند تا اینکه دریں زمان فیض قرآن سن یکہزار و دو صد و ست
و سوم از سنین ہجریہ و علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ و التحیۃ بفرجائے آنکہ ظہور ہر شے منوط بوقت
آنست چوں ہنگام شہرت در و اجش رسید خاطر فیض مآثر فیض رسان عالمیان و اہل فاضل
بہاں گرائید کہ مبضیہ از مسودہ منتشر الاوراق کہ نزد مولف است منظم سلاک ترقیم گشتہ بغارہ رونج
چہرہ افروز گردد“

اس تمہید سے ظاہر ہے کہ حدیقۃ العالم سید محمد معروف بہ میر ابو تراب کی تصنیف ہے
اور چونکہ انھوں نے اس کو حسب الحکم میر عالم تصنیف کیا ہے اس لئے اس کا انتساب انہیں
نام سے کیا اور اپنی کتاب کے دوسرے مقالے کے دیباچے میں بالتفصیل اس کا اظہار کر دیا
مصنف کے نام کی اسی تبدیل و تحریف کو برٹش میوزیم اور انڈیا آفس کی فہرستوں کے
مرتبہ نویسوں نے بھی بتایا ہے چنانچہ چارلس برٹش میوزیم کی فہرست مخطوطات میں یہ لکھتے
ہیں کہ حدیقۃ العالم کے قلمی نسخہ (مخزنہ برٹش میوزیم) کے مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ
محمد ابو تراب بن سید احمد الرضوی اس کے مصنف ہیں جو دوسرے مقالے کے دیباچے

لکھتے ہیں کہ پہلے مقالے کو جسکی تہید میر عالم کے نام سے موسوم ہے ختم کرنے کے بعد میں دوسرے مقالے کو شروع کرتا ہوں استسلی نسخے میں چارلس ریو اس کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ مطبوعہ نسخہ میں میر عالم جہاں اپنا ذکر کرتے ہیں تو اپنے آپ کو ”این خیر خواہ“ کے الفاظ سے بیان کرتے ہیں بخلاف اس کے اس قلمی نسخے میں جہاں میر عالم کا ذکر آیا ہے وہاں اُن کے نام کے لئے ضمائر واحد غائب استعمال ہوئے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ اس کا لکھنے والا کوئی اور ہے اور گرانٹ ڈف نے اپنی تیاریج مرہٹہ (جلداول صفحہ ۴۲۸ کے فٹ نوٹ) میں بھی حدیقۃ العالم کے مولف کا نام محمد ابوتراب ہی بتایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ اُس نے اس کتاب کو میر عالم کے نام پر معنون کیا ہے اور یہ کہ اس کے دو نسخے اس کے پاس تھے جن میں کا ایک نسخہ مسٹر ولیمسن نے اُسے دیا تھا۔ ہرمن ایٹھے نے کتب خانہ انڈیا آفس کی فہرست مخطوطات میں اپنی مزید تحقیق یہ بتائی ہے کہ میر ابوتراب بن سید احمد الرضوی اپنی کتاب کی تہید میں یہ لکھتے ہیں کہ وہ میر اکبر علی خاں سکندر جاہ کے حکم پر شاہان قطب شاہی کی تیاریج لکھنے پر مامور ہوئے اور انہوں نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام قطب نمائے عالم رکھا اُس کا سن تصنیف ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸۰۲ء ہے اس کتاب میں بھی ایک مقدمہ اور سات باب اور ایک خاتمہ ہے جو حدیقۃ العالم کے جلد ابواب کے ساتھ بعینہ مطابق ہے ہر چند ہم نے تلاش کی لیکن ہم اس کا پتہ لگانے میں قاصر رہے کہ اس کتاب کو میر ابوتراب نے سکندر جاہ کے حکم پر لکھا اور قطب نمائے عالم نام رکھا۔

قلمی نسخے کو اگر مطبوعہ نسخے کے مقابل رکھ کر پڑھا جائے تو جزوی لفظی اختلاف کے

قطع نظر یہ معلوم ہو گا کہ اکثر مستقل احوال و بیانات کا الحاق ہو گیا ہے لیکن قطعی طور پر یہ معلوم کرنا کہ الحاق کس زمانے میں ہوا یا کس نے کیا شکل ہے البتہ بعض الحاقات کے مطالعے سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ کسی نے میر الملک کی دیوانی کے زمانے میں ان کی خوشنودی کے لئے بعض اضافے کر دئے چنانچہ مطبوعہ نسخے میں شیر خنگ اور درگاہ قلی خاں سالار جنگ کا احوال صریح الحاق ہے قلمی نسخہ میں اس کا ذکر نہیں ہے اور چونکہ ان کا ذکر متن کتاب میں بے محل معلوم ہوتا تھا اس لئے الحاق کرنے والے نے یہ تمہید لکھ کر احوال بیان کیا ہے۔ ”دچوں دیریں مقالہ اکثر جا ذکر نواب حیدر یار خاں بہادر شیر خنگ و نواب گاہ قلی خاں سالار جنگ رحمۃ اللہ علیہما تقریباً در مطاوی کلام بزبان قلم آمد لازم شد کہ احوال اس ہر دو امیر کبیر عالی شان کہ از ایمان دولت آصفیہ بودند مبعرض بیان آید۔“

خود اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اس کو اصل متن سے کوئی تعلق نہیں یہ اور اس کے بعد کے احوال فٹ نوٹ کی حیثیت سے داخل کتاب ہوئے ہیں اس کے علاوہ احوال مٹھ بھی اسی طرح الحاق کیا گیا ہے۔

مطبوعہ کتاب کا دیباچہ نہایت شاذار ہے اور بڑی قابلیت کے ساتھ لکھا گیا ہے مقالہ اول میں شاہان قطب شاہی کی تاریخ ہے تفصیلی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والے نے تاریخ قطب شاہی کو بہ تبدیل الفاظ نقل کیا ہے بعض مقام پر اختلافات روایات بھی نقل کئے ہیں لیکن تحقیق واقعہ کی نسبت کوئی بحث نہیں کی مقالہ دوم کے دیباچہ میں اس کے پانچ باب بتائے گئے ہیں لیکن پانچواں باب نہ کتاب مطبوعہ میں موجود ہے نہ قلمی میں۔ اصل کتاب کے

دیباچہ میں مصنف نے جہاں کتاب کی اجمالی تقسیم بتائی ہے وہاں یہ ذکر بھی کیا ہے کہ اس کے دوسرے مقالے میں احوال سلسلہ عالیہ آصفیہ ادام اللہ یام دہم کا ذکر ہوگا اور خاتمہ میں محل احوال مؤلف لیکن یہ مطبوعہ نسخوں میں مؤلف کا حال ملتا ہے اور قلمی میں بہر حال کتاب میں قطب شاہی زمانے سے ٹیپو سلطان کی آخری جنگ تک کے واقعات ہیں اگر یہ میر عالم ہی کی تصنیف ہوتی تو ان واقعات تاریخی کی جن میں میر عالم کا تعلق رہا ہے بہ نسبت اس عہد کی اور تاریخوں کے کچھ تفصیل زیادہ ہوتی۔ ہم کو اس تاریخ سے میر عالم کے متعلق ترک آصفیہ سے کچھ بھی زیادہ معلومات حاصل نہیں ہوتے ایک بات اس میں البتہ یہ پائی جاتی ہے کہ مصنف ارسطو جاہ شے شکستہ دل نظر آتا ہے ایک دو مقام پر ان کی کفایت شعاری اور آئین پر اجمالی نظر ڈالی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میر عالم کو خوش کرنے کے خیال سے مصنف نے ارسطو جاہ کے خلاف خامہ فرسائی کی ہے جیسا کہ عبداللطیف شوستری نے بھی اپنی کتاب تحفۃ العالم میں کیا ہے کتاب کا دوسرا مقالہ ٹیپو سلطان کی آخری جنگ پر ختم کیا ہے ان کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے اس جملہ پر کتاب کو ختم کر دیا ”قصہ کوتاہ مشیتِ ایزدی چناں بود چنیں شد“

۶۔ وہ مجلس یہ کتاب زبان اردو میں ہے اور میر عالم ہی کے نام سے مشہور ہے اس واقعات کر بلا اردو زبان میں نظم کئے گئے ہیں تقریباً ہر مجلس کے خاتمہ کے شعر میں میر عالم نام بطور تخلص کسی نہ کسی دماغ کے تحت لایا گیا ہے جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ اس کے لکھنے والے میر عالم ہی ہیں اور ہر مجلس کے آخری شعر میں تخلص رکھا ہے لیکن ہم نے جب اس کو شروع

آخر تک تفصیل سے پڑھا تو معلوم ہوا کہ مجلس کے ختم سے دو تین شعر قبل ایک شعر میں بالآخر
محکم تخلص رکھا گیا ہے چنانچہ دوسری مجلس کے آخر میں (جو خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرا
علیہ السلام کی رحلت کے بیان میں ہے) یہ اشعار ہیں -

اے محکم عرض کر صد التجا سے جناب حضرت خیر النساء سے
کہ روزِ حشر یا خاتونِ کونین بچا لینا مجھے تم بہرِ حسنین
جناب کبریا میں عرض ہو اب سخن سرسبز میرا ہوے یارب
جو کوئی اس قسم کہتے ہیں ای انہوں کی عفو ہو تقصیر ساری
کرم سے میرا عالم پر ہے سجا صاحبِ حشر کو تو کیجیو آساں
دسویں مجلس کے خاتمے کے اشعار یہ ہیں :-

عزاداروں کو کب مشرکا ہے غم حسین ابن علی ہے شاہِ محکم
یہی ہو عرض اے امتِ سرور رہوں دل سے تمہارا تغزیر
یہ ہوئے میرا عالم پر عنایت شفا دنیا میں عجبی میں شفا

بہر حال ہر مجلس میں تخلص محکم رکھا گیا ہے اور سب سے آخری شعر میں میرا عالم لایا گیا ہے اور
شعر میں میرا عالم ہے اُس میں کسی نہ کسی دینی یا دنیوی دعا کا التزام رکھا گیا ہے محکم کو میرا عالم کا
تخلص تصور کرنے میں تامل اس وجہ سے ہے کہ جب تخلص تبادلیا گیا تو پھر خطاب میرا عالم کے
اظہار کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اگر اس سے یہ مقصود ہوتا کہ لوگ یہ معلوم کر لیں کہ میرا عالم ہی تخلص
محکم ہے تو کسی ایک مجلس میں اس کا صریح اظہار ممکن تھا ہر مجلس میں دونوں اسامی کی تکرار سے

۷۸
یہ پایا جاتا ہے کہ لکھنے والے حکم نے مجلس لکھی ہے اور میر عالم کی خوشنودی کے لئے
ان کا نام ہر مجلس کے آخری شعر میں لکھ دیا۔

اخلاق و عادات

ابتک ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ اُس سے میر عالم کے عادات
وخصائل پر روشنی پڑ سکے اگر کہیں کسی واقعے سے ان کے اخلاق و عادات معلوم بھی
ہوتے ہیں تو بہت ناکافی ہیں۔ اس لئے ایسے ایک باب کے علاوہ قائم کرنے کی ہم کو
ضرورت معلوم ہوئی جس میں میر عالم کے جملہ خصائل و عادات و طرز کلام و طرز روش اور
خانگی ملاقاتوں پر تفصیلی علم ہو سکے۔ جو کچھ کہ ہمیں ملا۔ اگرچہ بہت کم ہے تاہم ان کی شخصیت
کے مطالعہ کے لئے یہ بھی غنیمت ہے۔

یہاں اُس رسالے کا ذکر کرنا بے محل نہوگا جو میر عالم کے بعض خصائل کے بیان میں میر علی
یحساں نے تصنیف کیا ہے چونکہ مصنف نے میر عالم کی صرف سات صفات کا ذکر اس میں
کیا ہے اس لئے یہ رسالہ سب سے صفات میر عالم ہی کے نام سے موسوم ہو گیا۔ اس رسالے کی
تہمید میں مصنف نے لکھا ہے۔

”دریں ایام خستہ آغاز و فرخندہ انجام نقادہ خاندان مصطفوی سلالہ دودمان ترضوی

..... نواب میر عالم بہادر بتوجہات نمایاں و عنایات فراوان پادشاہ جہاں
بندگان عالی میر اکبر علیاں بہادر سکندر جاہ امر وزارت رامامور گردید اگر

جمع صفات حمیدہ وخصائل پسندیدہ جناب عالمیاں تابش تحریر درآید در نظم کم بہ ترتیب دیوانے باید بست و در نشر تصنیف تاریخی تو ان نشست لاجرم بمقتضائے مالایدرک کلمہ لایترک جزو سبعة صفات خجستہ آجناب بقلم نیاز رقم می انگارو۔

ہر صفت کے ذکر میں پہلے تعریف کی ہے اور پھر کچھ اشعار لکھے ہیں جو ان کی صفت کے متعلق خود مصنف نے نظم کئے ہیں اچھا ہوتا اگر ان میں سے ہر ایک کے تحت مدوح کا ایک واقعہ بھی نقل کیا جاتا جس سے کتاب زیادہ وسیع ہو جاتی اور حالات میر عالم پر زیادہ روشنی پڑتی اس میں مصنف نے میر عالم کے حسب ذیل صفات کا ذکر کیا ہے۔

(۱) سیادت (۲) سخاوت (۳) عدالت (۴) دانشمندی (۵) شجاعت (۶) جہن

(۷) صیانت -

یہاں ہم ان کے فضائل وخصائل پر صاحب سبعة صفات سے کسی قدر زیادہ تفصیلی نظر ڈالیں گے۔

میر عالم خوش مزاج و آتشنا پرست تھے۔ اسی وجہ سے وسیع الملاقات تھے۔ تنہائی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ جو دن کہ مجبوراً عزلت میں ان کو گزارنے پڑے وہ ان کی زندگی کے نہایت تلخ ایام تھے بڑی خوبی یہ رکھتے تھے کہ کسی کے نقصان کے درپے نہیں ہوتے۔ جہاں تک ہو سکے فائدہ رسانی کو اپنا فرض اولین سمجھتے ان کے زمانے کے اکثر و بیشتر لوگوں کو ان کا ثنا خواں ہم اسی وجہ سے پاتے ہیں۔

جود و سخا | وہ طبعاً جواد و کریم تھے اُن کے باور چرخیانہ سے روزانہ دو سو مساکین

شکم سیر ہوتے تھے بارہ دری کی تعمیر کے بعد جب انھوں نے سیر کی عام اجازت دی تو داروغہ بادر چخا نہ کو یہ حکم بھی دیدیا تھا کہ اُن سیر کرنے والوں کو خوان بھیج دیا کریں جو کھانے کے وقت باغ میں موجود ہوں۔ قحط کے زمانہ میں اپنے خاص حسیب سے دو ہینے تک فی کس (مرد ہو یا عورت یا بچہ) ایک سیر چاول اور چار پیسے روزانہ تقسیم کرتے رہے۔ تعمیرات کے کام جو پھیلائے تھے اس سے ان کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ ایام قحط میں غیر مستطیع لوگ محنت مزدوری سے اپنا پیٹ پال لیں۔ ان کا جو دوسرا بچا خانگی حیثیت ہی میں محدود نہیں تھا بلکہ انھوں نے سرکاری خدمات جو ادا کیں ان میں بھی اپنی اسی صفت کو کام میں لا کر غریب غربا اور رعایا، برائے کے ساتھ حسن سلوک مرعی رکھا اسی وجہ سے بعض مورخین کا خیال ہے کہ انھوں نے کفایت سرکار کا لحاظ نہیں کیا اسی کو بُرا خیال کر کے صاحب تاریخ گو ہر شاہوار نے ان پر دولت خواہ سرکار آصفیہ ہونے کا الزام لگایا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

”میر عالم (ہزار ہا بیوہ رازویہ پرورش کردہ و چار صد سامی منصب داران
مزن دستخط کردہ از تحریر دیوانی سی پنج لکٹ روپیہ سالانہ سرفراز بود لیکن احد
حرکات دولت خواہی سرکار آصفیہ عالیہ از ایشاں قابوئے جلوہ پھو زیافتہ“
(تاریخ گو ہر شاہوار قلمی و قائل میر عالم)

ارسطو جاہ اور میر عالم کے | گو ہر شاہوار کے مصنف کو میر عالم سے مخالفت کا حق یا اس کا کوئی
طسزعل کا مقابلہ | سبب تو سمجھ میں نہیں آتا یہاں البتہ جو اخراجات کہ سرکار پر انھوں نے

عائد کئے ہی اُس کے اس خیال کی وجہ معلوم ہوتے ہیں۔ اُس زمانہ میں اس کفایت بکار کا لحاظ ہونا ضروری بھی تھا اس واسطے کہ ان کے قبل ارسطو جاہ دیوان تھے جن کی پالیسی ان کے بالکل خلاف تھی وہ چاہتے تھے کہ اجرائیاں انہوں جاہل ادیس اور مال ضبط ہو کر کفایت سرکار ہو اور خزانہ معمور۔ اور میر عالم کا اصول حکومت یہ تھا کہ نئی نئی اجرائیاں ہوں اور بارگشتا سے رعایا خوش دل ہو اور خیر خواہ سرکار بنے ایک قریب ترین زمانے میں اصول حکومت کا اس قدر تغیر عام نظروں میں ضرور قابل لحاظ ہے لیکن اس تغیر سے جو مفاد کہ گورنمنٹ نے حاصل کئے اُس پر ان کی آنکھیں نہیں بہنچتیں اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ میر عالم کے کیا کرکڑ پر برا اثر ڈالنے میں مصنف تاریخ گوہر شاہوار نے بالکل سطحی نظر سے کام لیا ہے جو حقیقت اس کی غلطی ہے اس کو چاہئے تھا کہ اس موقع پر تنقیدی نظر ڈالتا۔ اگر ہم آجکل کے حالات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ خیر مالک کے کتنے ہی باشندے ہماری ریاست کے وظائف و مناصب سے حصہ لے رہے ہیں۔ اس مبارک عہد عثمانی میں مستفید ہو رہے ہیں اگر اسی کو معیار دولت خواہی قرار دیا جاتا تو یہ سب نیکی اور عوام الناس کی بھی خواہی برائی میں مبتدل ہو جائے گی۔

فہم و فراست | میر عالم معاملہ فہمی اور رسائی طبعیت و فراست میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے اپنے انھیں اوصاف کی وجہ سے انہوں نے کلکتہ میں بڑی شہرت حاصل کی چنانچہ جس زمانے میں وہ وہاں سفارت پر گئے ہوئے تھے لارڈ صاحب کی عدالت میں ایک مقدمہ پیش تھا۔ جو تقریباً نو سال سے زیر بحث تھا تصفیہ نہیں ہوتا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک شخص نے جواہرات سے بھرا ہوا ایک صندوق ایک ساہوکار کے پاس رہن رکھا اور مرگیا اور مرہن کا

وہ گماشتہ بھی جس نے رہن لیا تھا فوت ہو گیا۔ اُس راہن کے بیٹے نے اس کا فک رہن کیا تو دیکھا کہ صندوق کے ایک خانے میں تو جواہر ہیں اور دوسرے خانے میں پتھر اور دو نو خانوں پر اور اہل صندوق پر مہریں برابر لگی ہوئی تھیں جس سے چوری جانے کا شبہ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن جواہر کے ساتھ پتھر کا رکھا جانا خارج از فہم تھا دعویٰ یہ تھا کہ جس خانے میں پتھر تھے اس میں بھی جواہر ہی ہوں گے جس سے مرہن انکار کرتا تھا لارڈ صاحب بھی اس مقدمہ میں شش و پنج میں تھے انھوں نے اس صورت واقعہ کو میر عالم کے سامنے پیش کیا میر عالم نے مدعی و مدعی علیہ سے واقعات دریافت کئے دونوں نے واقعات صحیح صحیح بیان کئے اور صندوق کی مہروں کے وجود اور انکی صحت کو دونوں نے تسلیم کیا۔ اس کے بعد انھوں نے قیاس یہ قائم کیا کہ وہ پتھر جواہر کا وزن بتانے کے لئے رکھے گئے تھے چنانچہ جب جواہر پتھر کے ساتھ تولے گئے تو وزن میں نہ جواہر پتھر سے زیادہ ہوئے اور نہ پتھر جواہر سے بڑھے ان کی اس رسائی فہم کی کلکتہ بھر میں شہرت ہو گئی اور اس کے چرچے حیدر آباد تک بھی پہنچے اب بھی بعض پرانے استخاص کی زبان پر یہ قصہ مشہور ہے اس واقعہ کو پہلے پہل میں نے اپنے والد کی زبانی سنا تھا۔ جنہوں نے اس کو مختار الملک سر سالار جنگ سے منسوب کر کے بیان کیا تھا لیکن تاریخ خزانہ رسول خانی سے یہ واقعہ میر عالم سے متعلق معلوم ہوتا ہے اور اس کا مصنف میر عالم کے عہد سے قریب تر گزرا ہے۔

لے کمال الدین نام۔ علاقہ سرکار عالی کے دو تعلقدار اس خدمت و طیف پانے کے بعد فرمان جہاں پناہی حضرت نعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم میر عثمان علیخان بہادر نے دہلی میں مجلس نظام پایہ عالیہ بنایا بن عین الدلائل کنال مقرر ہوئے اور ابھی خدمت کو انجام دے رہے ہیں ان کو گورنر

دہلی کا خیال | مٹرسل ثابت جنگ ریڈنٹ نے اپنے مراسلہ مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۸۲۲ء میں میر عالم کے
میر عالم کی نسبت
خصائل کا خاکہ حسب ذیل الفاظ میں کھینچا ہے۔

”وہ (میر عالم) ایک غیر معمولی قابلیت کے آدمی تھے تمام ہندوستانیوں کے
برخلاف انکی فہم و فراست یورپین دماغوں کے مماثل تھی کوئی معاملہ ان کے سامنے پیش کیا جا
تو وہ معائنہ اسکی تہ کو پہنچ جاتے تھے اور وہ معاملات و کاروبار میں ضوابط سے ایسے ہی اجنبی تھے
جیسے کہ معمولی روزمرہ کی زندگی میں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ پبلک کارروائیوں میں بڑی قابلیت
کے آدمی تھے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ ان خصائل سے عاری تھے جو ذہنی قابلیت کی کمی کی
تکمیل کرتے ہیں وہ حریص اور بے احساس کہنہ پرور اور بے رحم تھے نہ ان کو کسی کا احسان یاد
رہتا تھا نہ وہ اپنے ضرر کو بھولتے تھے اگرچہ وہ اظہار کرم کے شائق اور ہر دلغیزی کے خواہاں
لیکن ان کو اپنے بنی نوع سے نہ انفراداً ہمدردی تھی نہ اجتماعاً ان کا عہدہ اور انکی قابلیت
ایسی تھی کہ وہ اپنی گورنمنٹ کے لئے اتنا کچھ کر سکتے تھے جتنا کہ انکی گورنمنٹ کے کسی اور ملازم
نے کیا تھا۔ یس ہم انہوں نے بہت سی برائیوں میں اضافہ کیا اور ایک کو بھی کم نہ کیا۔ انھوں نے
سارے ملک کے محال میں بہت زیادہ اضافہ کیا اور ایک خاص محصول فی روپیہ ایک آن یا
۱/۴ فیصدی تمام مالگزاری پر اپنے ذاتی فائدے کے لئے بڑھا دیا۔ نظام سے اختیارات اقتدار
کے حامل کرنے کی جدوجہد میں ان کا عہد حکومت گزر گیا۔ ان کے انگیز کرنے اور نقصان
سلوک سے نظام کے تمام برے خصائل مشتعل اور متحکم ہو گئے۔“

یہ دہی رسل ہیں جو ان کے عہد میں مددگار ریڈنٹ تھے اور جب حشمت جنگ کا

انتقال ہو گیا تو میر عالم نے ان کو اس عہدہ پر ترقی دینے کے لئے گورنر جنرل بارلو بارنٹ
 سفارش کی تھی جس پر لارڈ صاحب نے یہ عذر کیا تھا کہ ان کا سفارشی رقعہ پہنچنے سے پیشتر
 کپتان تاس سدھنام کا تقرر اس عہدہ پر کر دیا جا چکا ہے اس لئے مجبوری ہے وہ کپتان
 کے نائب رہیں گے یہ خط ہنری رسل ثابت جنگ نے اس زمانے میں لکھا ہے جبکہ وہ رزیدنٹ
 ہو گئے تھے اور میر عالم کا انتقال ہو کر عرصہ گزر چکا تھا۔ اس مخالفانہ تحریر میں بھی میر عالم کے
 خصائل حمیدہ پوشیدہ نہیں رکھے جاسکے چنانچہ ان کی فہم رسا اور وجود سخا کی تعریف اس نے
 بھی کی ہے میر عالم کی برائیاں جو بتائی گئی ہیں ان میں رزیدنٹ موصوف نے محض سطحی نظر
 بلکہ معاندانہ طریق سے کام لیا ہے مثلاً سخاوت کی تعریف کرتے ہوئے یہ بتاتے ہیں کہ
 اس سے غرض صرف نمائش تھی فہم و فراست کی توصیف کرتے ہوئے اس کا بیجا تعمال
 بتاتے ہیں۔ حرص و کینہ پروری اور بے رحمی بے بنیاد ہے مناسب مناسب مقامات پر
 ہم نے ایسے واقعات پیش کئے ہیں جن سے ان کا استغناء، حلم اور عفو مزاجی ظاہر ہوتی ہے
 محال کا اضافہ ایک بے معنی حجت ہے اس واسطے کہ حق خدمت دیوانی میں ارسطو جاہ کے
 عہد کی نسبت میر عالم نے جو اضافہ کیا وہ اپنے حسن انتظام کی بناء پر کیا اس کا بار سرکار پر نہیں
 اور نہ اس خفیف اضافہ سے رعایا کا کوئی قابل شکایت نقصان ہوا بلکہ رعایا ان کے
 حسن انتظام سے خوش و خرم اور نہایت مطمئن تھی۔ میر عالم نے یہ اضافہ محض اپنے
 ذاتی مفاد کے لئے نہیں کیا بلکہ اس سے دیوانی سے متعلق جتنے محکمہ جات
 تھے یا انھوں نے قائم کئے ان سب میں یہ رستم صرف ہوئی اسی تناسب سے

ممکن ہے کہ میر عالم نے بھی کوئی اضافہ النوس حاصل کیا ہو۔ اس زمانے میں انتظام مالگزاری تبہد قلمیم تھا ہر عمارت ایک سرستہ رقم برتہد دار کو دیجاتی تھی ان کے حساب و کتاب اور اجرائی احکام کے فائدہ (مال دیوانی اور انشاء دیوان کے تحت تھے جن کے اخراجات کی سرستہ رقم دیوان حاصل کر کے اپنی موبد سے صرف کرتے تھے یہی انھوں نے کیا۔ نظام سے اختیارات حاصل کرنے کا جو الزام اس نے عائد کیا اس کے متعلق ہم نے میر عالم اور مہیت رام کی مخالفت کے باب میں تفصیل سے بتایا ہے کہ انھوں نے اپنی ذات کے لئے اختیارات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔

میسور کی تیسری جنگ میں ٹیپو سلطان سے صلح کرنے اور اس کے شرائط پر گفتگو کر کے نکلیں میر عالم لارڈ کورنوالس کے پاس بھیجے گئے تھے اس مجلس میں شریک ہونے کے بعد ایک خط لارڈ کورنوالس نے اٹھحضرت کو لکھا جس میں ان کے اکثر خصائل سے مجملہ بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں ”انھوں (میر عالم) نے اپنے طرز عمل سے ثابت کرویا کہ آپ نے ان کا یہ انتخاب تھا نہایت غلطانہ کیا اور میرے خیال سابق کو کہ آپ کی گورنمنٹ کے نہایت خیر خواہ ہیں مضبوط کر دیا ان کی دلی خواہش ہے ہم دونوں میں استحکام و ترقی محبت ہو اور اس وجہ سے مجھے ان کے آئسے نہایت اطمینان ہے۔ استثناء اس کے کہ فوجی معاملات سے کم واقف ہیں اور امور میں یہ بہت قدر کے لائق ہیں“ اس فقرہ سے میر عالم کے متعلق تین امور متنبط ہوتے ہیں پہلے تو سرکار عالی کی خیر خواہی اور دوسرے اُس زمانے کے نظر کرتے سرکار دولت مدار کی بہبودی کے ذریعہ پر دوراندیشی (یعنی سرکار دولت مدار کی اصلاح و فلاح اس زمانہ میں جبکہ ٹیپو سلطان اور مرہٹے زوروں پر تھے اسی طرح ہو سکتی تھی کہ انگریزی کمپنی سے اتحاد محکم پیدا کیا جائے) تیسرے یہ کہ فوجی معاملات سے

ناواقفیت اس میں شک نہیں کہ میر عالم میں یہ کمزوری ضرور تھی مگر ان کی خوش تدبیریوں نے ان کی اس کمزوری کو چھپائے رکھا اور ان کی پالیسی سے اس ناواقفیت کا کوئی دھبہ ان کے دامن پر لگنے نہ پایا اور باوجود اس کے وہ میسور کی چوتھی جنگ میں سپہ سالار فوج رہے اور ان کی کارگزاری اچھی رہی۔ اگرچہ ایک موقع پر جس کا قبل ازیں ذکر آچکا ہے ان کی فوج نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا اور وہ معاً اپنی فوج کے خیال کو پٹا نہ سکے تاہم انھوں نے تکریب حکمتِ عملی سے اپنے حکم میں لایا اور پھر کبھی کوئی قابل شکایت موقع ان کی کمان میں نہیں آیا۔

بقیدیری | وہ قبیلہ پرور تھے ان کے اکثر اقربا انھیں کے زیر پرورش تھے۔ کئی اعزہ انھیں کے مہربانی و توسل سے بڑے بڑے مدایج و مناصب پر پہنچے جن کا ذکر ہم نے اپنے اپنے موقع پر کر دیا ہے۔

ایٹاٹا | میر عالم کلکتہ کی سفارت پر گئے تو ایک روز وہ لارڈ صاحب سے ملنے اون کے بنگلے گئے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس پر ہاتھی دانت کا کام تھا۔ جب یہ کوئی پر بیٹھ گئے تو ہاتھ کی لکڑی پاس ہی دیوار سے لگا دی۔ لارڈ صاحب نے اپنے آدمی سے مخاطب ہو کر اپنی زبان میں کہا کہ میر عالم کے بلا علم و اطلاع ان کی لکڑی وہاں سے اٹھالے آدمی نے آنکھ بچا کر لکڑی وہاں سے اٹھالی۔ جب رخصت کا وقت ہوا تو میر عالم کھڑے ہوئے اور اپنی لکڑی کو دیکھنے لگے۔ لارڈ صاحب نے تجاہل سے پوچھا کیا دیکھتے ہو۔ میر عالم نے جواب دیا 'ہاتھ کی لکڑی' لارڈ صاحب نے تھوڑی دیر لگی کے بعد یہ کہہ کر کہ آپ کے ہاتھ میں یہ اچھی معلوم ہوگی ایک وار چینی کی لکڑی دی جس کے دستے پر دس ہزار روپے قیمت کے الماس جڑے ہوئے تھے

اس واقعہ سے دو امور مستنبط ہوتے ہیں اول تو یہ کہ انگریزی کمپنی کے اعلیٰ اہمہ دار کی زیہ خواہش تھی کہ تحفہ تحایف دے دلا کر میر عالم کو اپنا بنائیں تاکہ نظام کے ساتھ اتحاد قائم کرنے میں وہ ان کے مدد و معاون ہو جائیں اور دوسرے یہ کہ میر عالم انگریزی زبان سے نا آشنا تھے کہ اس گفتگو کو وہ سمجھ نہ سکے جو لارڈ صاحب نے اپنے آدمی سے کی۔

حسن تدبیر | صاحب گلزار آصفیہ نے ارسطو جاہ کی ابلہ فہمی اور میر عالم کی حسن تدبیر کو ظاہر کرنے کے لئے ایک اچھا واقعہ لکھا ہے جو یہ ہے۔

میر عالم کی نظر بندی کے زمانے میں مدار الہام وقت کے پاس اور دربار حضور میں کچھ عرصہ تک مستقیم الدولہ ان کے نائب تھے انھوں نے میر عالم کی طرف سے ان کی رہائی اور بلدہ آنے کے لئے بہت کچھ سعی کی تھی حتیٰ کہ ان کے مخالف حشمت جنگ کو بھی اپنا ہنر بان بنا کر ان کی سفارش ان سے کروائی۔ اس پر سے ارسطو جاہ نے خیال کیا کہ مستقیم الدولہ کو اگر اپنی طرف مائل کر لیا جائے تو پھر میر عالم کے ہوا خواہوں میں کوئی ایسا نہیں رہے گا جو ان کی ہمدردی کے انھوں نے مستقیم الدولہ کو پیشکاری کا لالچ بتایا اور میر عالم سے برگشتہ کر کے اپنی طرف مائل کر لیا انھوں نے جب دیکھا کہ مستقیم الدولہ بے رخ سے ہو گئے ہیں تو وہ سمجھ گئے کہ انھیں کوئی ہنرناغ دکھایا گیا ہے پس انھوں نے بھی مستقیم الدولہ کے لئے ایک تدبیر کی۔ اس کا ذکر کرنے سے

۱۔ تاریخ گلزار آصفیہ صفحہ ۳۱۱۔

۲۔ عوام میں یہ امر ذہن نشین ہو گیا ہے کہ پیشکاری کی خدمت اہل ہندو کے ساتھ منحصر ہے لیکن یہ غلط ہے اگر ایسا ہوتا تو ارسطو جاہ اس امر کا ذکر بھی نہ کرتے اسے قبل بھی بعض مسلمان امرا نے اس خدمت کو انجام دیا جو جن میں سے ایک عوض خان تھا۔

پیشتر یہ بتانا ضرور ہے کہ قبل نظر بندی میر عالم نے ایک مجلس میں یہ ذکر کیا تھا ”میرے والد ایک سیفی کے حامل تھے جس دشمن کو مقہور کرنا چاہتے تھے اس سیفی کو پڑھتے اور روٹی اور حلو ا آدمیوں کو کھلاتے چالیس دن تک یہی عمل ہوتا رہتا۔ یہاں تک کہ چالیسویں دن یا اس کے اندر اندر دشمن نیست و نابود ہو جاتا۔ میں نے کئی بار والد سے کہا کہ یہ سیفی مجھے بھی بتائیں مگر انھوں نے نہ بتایا۔ اور کہتے رہے کہ تم جواں آدمی ہو ایسا ہنوکہ گرفتار بلا ہو جاؤ“ اس واقعہ کو ارسطو جاہ نے بھی سُن پایا تھا اب میر عالم نے مستقیم الدولہ سے کہا کہ بھائی آجکل قحط پھیلا ہوا ہے لوگ بھوکوں مر رہے ہیں میرا خیال ہے کہ کچھ ثواب کا کام کیا جائے روزانہ دس تیلے چال خریڈا اور مرد، عورت، بچہ میں سے ہر ایک کو فی کس ایک سیر چاول اور چار پیسے تقسیم کر دیا کرو ارسطو جاہ جب مستقیم الدولہ کو اپنی طرف مائل کر چکے تو پیشکاری کے وعدہ کو ڈھیل میں ڈالا۔ یہاں تک کہ مستقیم الدولہ ارسطو جاہ سے مشتبہ ہو گئے انھوں نے میر عالم کے حکم کے موافق خیرات شروع کی۔ دو مینے گزر گئے قحط کم نہیں ہوا۔ اس کے بعد میر عالم نے مستقیم الدولہ سے کہا کہ ابھی قحط دور نہیں ہوا ہے خام غلہ کی خیرات سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ پکا پکا یا تقسیم کیا جائے دس تیلے گیہوں کا آٹا لو اور آدھ آدھ سیر کی روٹیاں پکوا لو اور روزانہ دو دو روٹیوں کے ساتھ پاؤ پاؤ بھر حلو ایک ایک شخص کو دیا کرو اور ہر ایک کو حکم کرو کہ وہیں اُسی وقت کھالے اور اعلیٰ حضرت کو صدق دل سے دعائیں دیتے جائے مستقیم الدولہ نے اس کی بھی تعمیل شروع کی ارسطو جاہ سمجھ رہے تھے کہ مستقیم الدولہ ان سے کچھ خلافت ہو گئے ہیں جب یہ سُننا کہ وہ روٹی اور حلو خیرات کر رہے ہیں تو انھیں یہ گمان ہو گیا کہ وہ میر عالم کے والد کی سیفی ان کے لئے پڑھ رہے ہیں اور یقین کر لیا کہ

اس سے ان کو نقصان پہنچ گیا۔ فوراً ہی ارسطو جاہ نے اعلیٰ حضرت سے معروضہ کر کے مستقیم الدولہ کی نسبت فرمان صادر فرمایا کہ یہ جس حالت میں ہوں اسی حالت میں اپنی جاگیر و گوال پہنچائے جائے۔ وہ وہیں رہیں اور بلا اجازت وہاں سے نہ نکلیں اور نہ کسی سے ملیں چو بداجس وقت مستقیم الدولہ کے پاس پہنچے ہیں۔ وہ نان و علوی کی تقسیم میں مصروف تھے انھوں نے ان کو اپنے زمانہ خانے میں تک جانے کی مہلت نہ دی اور باہر کا باہر پالکی میں سوار کر کے ان کو سیدہ جاگیر بھیج دیا اور وہاں کی روزانہ اخبار کے لئے تین ہرکارے مقرر کر دئے صاحب گلزار آصفیہ نے میر عالم کی حسن تدبیر کے ضمن میں مستقیم الدولہ کی علیحدگی کا یہی سبب بیان کیا ہے لیکن دراصل اس کی وجہ نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ ان کی وہی تند و تلخ گفتگو ہے جس کی نسبت ولیزی نے اپنے مراسلہ نشان (۲۳) مورخہ ۸ جولائی ۱۷۹۹ء میں رزیڈنٹ کرک پیٹریک کو توجہ دلائی تھی اور لکھا تھا کہ ان کو کوئی تنبیہ کی جائے جس کا ذکر ہم نے قبل ازیں کر دیا ہے اس کی حقیقت میر عالم کی اس یادداشت سے ظاہر ہوتی ہے جو انھوں نے ۲۷ صفر ۱۲۱۲ء کو رزیڈنٹ کے منشی کے نام لکھی تھی تاکہ وہ مستقیم الدولہ کے اپنے مقام سے نکل کر یکایک میر عالم کے فرودگاہ میں در آنے اور پھر ان کو ان کے مقام رہائش پر واپس کر دینے کی اطلاع رزیڈنٹ صاحب کو کر دیں اس چٹھی کی کسٹل عبارت یہ ہے۔

”منشی جیو۔ از اتفاقات عجیبہ امروزیہ کہ مستقیم الدولہ بے اطلاع اس جانب بے عرض حضور پر نور وقعت وارد باغ فرودگاہ اس جانب گردیدہ بسبب بعضے قباحات ہاکہ بالمشافہہ مفصل اطہار خواہد شد بہاؤ زندگوار بے آنکہ ملاقات شود فہمائیدہ دردیہ بود و بکس روانہ

کردہ شد و برائے اقیماط ایشیاں چند کس معین نمودہ شد برائے اطلاع صاحب عالیشان رقم زد
خامہ و داد گردید۔

اس رقعہ سے صاف واضح ہے کہ کسی خاص وجہ سے ان کا بلدہ میں آنا یا امرائے کلا
ملنا جلنا ممنوع تھا اور اس امتناع کا اصلی باعث اتحاد انگریزی تھا۔ اسی بنیاد پر میر عالم نے چھٹی
تاکہ مستقیم الدولہ کے آنے اور واپس ہونے پر رزیدنٹ صاحب کو کوئی سوہن نہ پیدا ہو۔ اس رقعہ
میں مستقیم الدولہ کی نظر بندی کی خاص وجہ پر روشنی نہیں ڈالی گئی ہے تاہم یہ علانیہ طور پر معلوم
ہو سکتا ہے کہ مستقیم الدولہ نے ریاست میسور کی تقسیم ملک و مال کے ضمن میں حسب ایمائے رابطہ
رزیدنٹ سے جثیت و کیل جو گفت و شنید کی تھی اُسی کے باعث وہ خدمت سے علیحدہ اور
نظر بند کئے گئے یہ سب مراعات انگریزی کمپنی کے حق میں اس وجہ سے مرعی رکھی گئی تھیں کہ
اُن کے ذریعے باقاعدہ فوج امدادی ہیا کی گئی تھی اور انہیں کے ذریعے اپنے دشمنوں (فرنسیسی
مرہٹے، ٹیپو سلطان) سے نظام نے رسدگاری پائی تھی۔

اطاعت آت | میر عالم اپنے آقا کے احکام سے سر مو تاج و زنہ کرتے تھے۔ چنانچہ جب خیر
غفران مآب نے انگریزی فوج کو برخاست کرنے کا حکم دیا تو انھوں نے پیش اندیشی سے معروضہ
کیا کہ یہ مصلحت وقت نہیں ہے۔ اس پر بھی برخاست کا حکم ہوا تو فوج کو رخصت کر دیا اور جب نظر بند
ہو گئے تو کبھی اپنے آقا کی شکایت نہیں کی اور نہ ان کے خلاف کسی امر کی تحریک کی۔ ایک دفعہ
مستقیم الدولہ (جولارڈ ویزلی کی خواہش پر غفران مآب کے حکم سے اپنی جاگیر میں رہنے کے لئے
مجبور کئے گئے تھے) سکندر جاہ کے عہد میں (جبکہ خود بدولت بغرض سیر باغ قدسیہ میں نہضت افروز)

اپنی جاگیر سے بلا اجازت نکل کر میر عالم کے ڈیرے میں آگئے میر عالم اوس ڈیرے سے حضور پر نور
منشی اعظم الملک کے ڈیرے میں چلے گئے اور تاکید کر دی کہ وہ یہاں نہ آنے پائیں اور حضور کے
پاس معروضہ کیا کہ مستقیم الدولہ اس طرح بے اجازت آگئے ہیں اعلیٰ حضرت نے کہا کہ وہ تمہارے
عزیز میں تم جو چاہو کرو۔ میر عالم نے یہاں قربت کا بھی کوئی لحاظ نہ کیا اور سلطان میاں ہندو کی
حکم دیا کہ پچاس سواروں کے ہمراہ مستقیم الدولہ کو ان کی جاگیر میں چھوڑ آئیں میر عالم کی نظروں میں اپنے
آقائے نعمت کی وہ وقعت و عظمت جو ابتدا میں تھی آخر تک بھی رہی اور وہ چاہتے تھے کہ جس طرح
آپ اعلیٰ حضرت کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اسی طرح اور لوگ بھی کریں گو وہ اہل کپنی کیوں نہ ہوں شہنشاہ
کر نل کرک پیار لک کی عادت تھی کہ دربار حضور میں جب جاتے تو خلوت مبارک کے دروازے کی
غلام گردش تک اپنی عماری سے نیچے نہیں اترتے جس روز میر عالم خلعت دیوانی سے سرفراز
ہوئے یہ اور شہمت جنگ دونوں ملکر حاضر دربار ہوئے۔ میر عالم اپنی سواری کے میانہ سے دیوانخانہ
سرکاری کے دروازے پر اتر پڑے (اس دروازہ پر تمام اعلیٰ ادنیٰ امراء اور عہدہ دار معمولاً اپنی
سواروں سے اتر جاتے تھے) تو شہمت جنگ نے کہا خلوت کے دروازے پر اترؤ میر عالم نے
کہا یہ ہمارے آقائے نعمت کی ڈیوڑھی ہے میرا مقدور نہیں ہے کہ میں اپنی حد سے تجاوز کروں
تم مختار ہو جہاں چاہو اترو لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ تمہارے لئے بھی ٹھیک نہیں ہے کہ وہاں
سے آگے بڑھو۔ اس پر شہمت جنگ بھی اپنی عماری سے وہیں اتر پڑے اور پھر کبھی اپنے ہمراہ
آگے نہیں بڑھایا۔

خزم و قبیلا | میر عالم جس وقت بمبیل سفارت کلکتہ گئے تھے تو نواب آصف الدولہ رئیس لکھنؤ نے ان کے
وفاقت بینی

احوال سے مطلع ہو کر ضیافت کی بڑی بھاری تیاری کر کے اُن کو دعوت دی کہ کلکتہ سے ادھر ہی تشریف لائیں اور یہاں سے حیدر آباد لوٹیں میر عالم نے معذرت مانگی اور ان کو کہلا بھیجا کہ ہم سرکارِ دولت مدار آصفیہ کے نمک خوار ہیں بلا اجازت و حکم اعلیٰ حضرت کسی اور ٹیس سے ملاقات کرنا ہمارے مناسب حال نہیں ہے اس واقعہ سے میر عالم کا حزم و احتیاط و دوراندیشی و عاقبت بینی کا ثبوت ملتا ہے۔

خوش اخلاقی | میر عالم اتنے خوش اخلاق و فیاض رساں تھے کہ اگر کوئی شخص متواتر دس پندرہ روز تک ان کے دربار میں آتا اور آدابِ مجرا بجاتا تو وہ اس شخص سے اس کی حاجت پوچھنے بغیر نہ رہتے اور دریافت کے بعد اس کی حاجت روائی کر دیتے وہ ایسے لوگوں سے بھی سلوک کرتے تھے جو شریف ہونے کی وجہ سے کسی کے آگے دست سوال نہیں پھیلا سکتے تھے۔

غیر معمولی خطابی پن | میر عالم نے اول توبت سید ہونے کی وجہ سے اور پھر خاندانی مجتہد ہونے کے باعث کوئی رسمی خطاب اپنے لئے قبول نہ کیا اسی لئے بندگانِ عالی نے ان کو ایک غیر معمولی خطاب سے مخاطب و سرفراز فرمایا۔

خوش اعتقادی | وہ بزرگانِ دین کے نہایت عقیدتمند تھے ان کے نامِ ادب سے لیتے اور ان کے ذکر اذکار کو نہایت توجہ اور تعظیم سے سنتے تھے ایک دفعہ میر عالم کو یہ اطلاع

ملے ان کو میر عالم خطاب چار ہزاری منصب ہزار سوار و علم فقارہ کے ساتھ تاریخ ۲۸ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ جلوسِ عالم (مطابق سن ۱۸۱۵ء) مرحمت ہوا اور ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۳۱ھ جلوسِ عالم (مطابق سن ۱۸۱۵ء) کو میوہ کی تیری جنگ کے بعد باعافہ پنجہزاری منصب ہزار سوار و علم فقارہ و بالکی جہازِ ادب سے سرورازی ہوئی۔ سیطخ کا خطاب ان کے فرزند میر معنی کو بھی ملا تھا چنانچہ اسی ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۳۱ھ کو وہ خطاب میر دہانہ اور سہلاری منصب از پنجہزاری منصب ہزار سوار و علم فقارہ و بالکی جہازِ ادب ممتاز ہوئے ان خطاب و مناسبات کا اہلِ خاص و عام پر بیشک طے سے سوچنا کہ ان کے متعلق بہت دیرین معلومات لازم ہیں۔

میو عالم کے مکان کے آس حصر کی تصویر جو عاشور خانہ کے نام سے موسوم ہے



ملی کہ ایک مفلوک الحال شخص کو حضرت مومنؑ نے ایک روپیہ دیا۔ جس کی بدولت اس کو روزانہ دو روپیہ دست غیب میسر آتے ہیں۔ جس سے وہ خوش حال ہو گیا ہے انھوں نے دریافت کیا وہ کون ہے معلوم ہوا کہ میر شہسوار علی نام ایک تید بنر کپش ہیں جن کو اکثر ذی مقدور لوگ محرم کے ماتمی بنر لباس دیا کرتے تھے۔ جسے وہ سال بھر کی پوشاک بناتے تھے میر عالم نے ان کو پانچ روپیہ ماہوار مقرر کر دی تھی اس اطلاع پر انھوں نے تید رضا مذکور کو بلو ابھیجا اور تمام حال ان سے دریافت کیا انھوں نے کہا۔

”میں ایک وقت ادھی رات کو میر مومنؑ کے دائرے پر سے اپنے گھر جا رہا تھا دایرے میں اُس وقت کوئی شخص موجود نہیں تھا البتہ ایک بزرگ عربی لباس میں تہتا شان و شوکت سے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے انھوں نے دفعتاً مجھے آواز دی ”میر شہسوار علی ایجا بیا“ میں نے یقین کیا کہ خود میر مومنؑ ہیں کمال اشتیاق سے گیا اور عرض کی کہ پیر و مرشد آج کی رات غلام کے لئے گویا معراج کی رات ہے کہ آپ کا دیدار نصیب ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ ”احوال شما از اخراجات چگونه است“ میں نے عرض کی کہ قبلہ عالم باوجود دوستی کے میر عالم صرف پانچ روپیہ دیتے ہیں اسی میں ہم سب آتش چاکر قہقہہ قہقہہ پی لیتے ہیں اس پر فرمایا کہ ”اگر شما ایک روپیہ یومیہ باشد سب میں نے عرض کی کہ حضرت بہت کافی ہے اس پر انھوں نے ایک روپیہ سلطان محمد قلی قطب شاہ کے زمانے کا اپنی جیب سے نکال کر مجھے دیا اور فرمایا کہ اس روپیہ کو ایک سرنج کپڑے یا کاغذ میں دھاگہ سے باندھ کر ایک قلمدان میں مقفل رکھو اور احتیاط ہے کہ اوڑھو

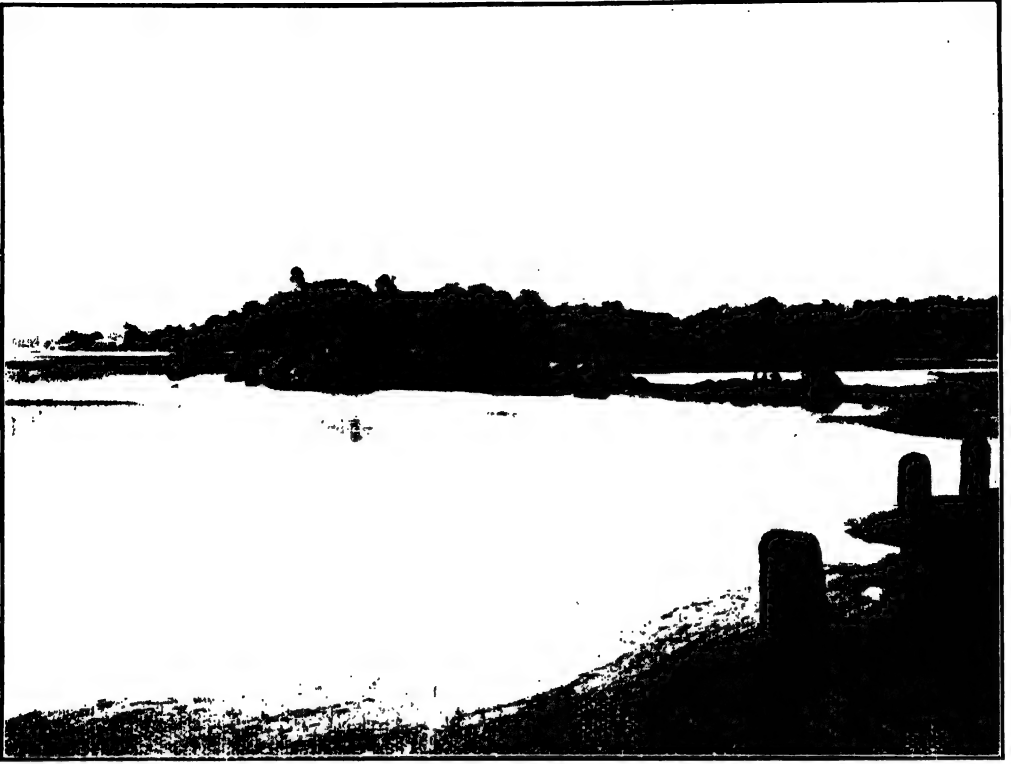
میں ملنے نہ پائے اس کے ساتھ تم کو دو روپے روز ملا کریں گے اُن کو تم ہر روز خرچ کر دیا کرو اور اس روپیہ کو حفاظت سے رکھو اگر یہ روپیہ تمہارے پاس سے چلا جائے تو پھر تم کو ایک جتہ بھی نہیں ملیگا۔

اس واقعہ کو میر عالم نے بڑی توجہ سے سنا اُس روپیہ کو دیکھا اور بوسہ دیا اور سید صاحب کو مبارک باد دی اور احتیاط سے رکھنے کی ہدایت کی شہسوار علی کی حیات یک وہ روزینہ برابر جاری رہا جب ان کا انتقال ہو گیا تو وہ روپیہ خود بخود غائب ہو گیا۔ یہیں اس واقعہ کی صحت یا عدم صحت اور قرین عقل یا بعید از عقل ہونے سے یہاں کوئی بحث نہیں ہے ہم نے صرف میر عالم کی خوش اعتقادی بتانے کے لئے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

وفات و مدفن

میر عالم دیوان ہونے سے پیشتر فساد خون کے مرض میں مبتلا تھے جس کا ذکر صاحب تحفۃ العالم نے بھی کیا ہے یہ مرض کہنہ ہو کر جذام کی شکل پکڑا جب یہ دیوان ہو چکے تو ان کے اس مرض میں اور ترقی ہو گئی اقسام کے علاج کئے۔ حتیٰ کہ ناگ سانپ تک ڈسوائے اور مرض کے زہر سے ڈسنے والے سانپ مر مر گئے لیکن ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا۔ طب میں جذام کا بہترین علاج افعی ہے جسے کالا ناگ کہتے ہیں اس کا

لے حیدر آباد میں اس مرض کا نام عام طور پر ”میر عالم کا آزار“ مشہور ہے ممکن ہے کہ اسکی وجہ تمیمیہ ہی ہو کہ میر عالم اس مرض میں مبتلا تھے اور انہیں کے نام سے یہ مرض خوب ہو کر اسی عرف سے معروف ہو گیا۔



میر عالم کے تالاب کی تصویر



چو کھنڈی کی تصویر جو میر عالم نے اپنی قبر کیلئے پنجم شاہ
میں تعمیر کرائی تھی

گوشتِ مریض کو کھلاتے ہیں اس کا ماء اللحم پلاتے ہیں اس کا زہر مریض کے جسم میں پہنچا ہے اور کہتے ہیں کہ جذامی کو افعی ڈستا نہیں اور اگر ڈس جائے تو وہ خود مر جاتا ہے اور مریض چنگا ہونے لگتا ہے بہر حال میر عالم نے علاج میں کسی طرح کی کمی نہیں کی لیکن دوا سے ان کے مرض میں تخفیف نہیں ہوئی آخر وقت موعود آ پہنچا اور ۲۱ شوال ۱۲۳۷ء شب جمعہ میں میر عالم اس دار فانی سے عالم بقا کو سد ہارے اور عالم میں اپنا نیک نام یادگار چھوڑ گئے۔ غلام حسین خاں جو بہر صاحب تاریخ ماہ نامہ نے تاریخ وفات میں یہ رباعی کہی ہے۔ مادہ تاریخ بہت اچھا ہے رباعی

افسوس کہ آں میر و ظہیر عالم بانام نکورفت وزیرِ عالم

جو ہر زنین انتقالش گفتا حقا بہشت جائے میرِ عالم

صاحب مختار الاخبار نے اپنی کتاب میں میرِ عالم کی وفات کا مادہ تاریخ

(داخل فروس گردید) بیان کیا ہے ممکن ہے کہ یہ انھیں کی تصنیف ہو۔

انھوں نے اپنے دفن کے لئے پختہ شاہ میں جگہ مقرر کر کے وہاں سرے بھی

تیار کروائی تھی اور حوض اور چوبترہ بھی بنوایا تھا اور خواہش وہیں دفن ہونے کی تھی

مگر انتقال کے بعد وہ میر مومنؒ کے دایرے میں اپنے والد کے ہلویں دفن کئے گئے

انتقال سے پیشتر وصیت کی تھی کہ قبر پر کوئی گنبد یا مقبرہ تعمیر نہ کیا جائے۔ اسی وجہ سے

ان کی قبر پر شان و شوکت کی کوئی علامت نہیں ہے میر کے دایرے کے بڑے دروازہ

کے اندر ہی جنوب مغربی جانب اور خود حضرت میر مومنؒ کی جالی کے شمال میں میر عالم

اور اُن کے پائین میں اُن کے صاحبزادے میردوران کی قبر ہے قبر پر نہ کتبہ ہے نہ اور کوئی مابہ الامتیاز جس سے یہ شناخت ہو سکے کہ یہ میرعالم ہی کی قبر ہے۔ بہر حال حالت ظاہری کے اعتبار سے دیکھنے والے کو یہ گمان تک نہیں ہو سکتا کہ یہ ایک ایسے شہور اور قابلِ فزیر کی قبر ہوگی۔

ہم اس کو دیکھنے کے لئے میر کے دائرے کو گئے تھے ہمارے ذہن میں میرعالم کی قبر کی تصویر ایسی تھی کہ کوئی چوکھنڈی یا جالی ہوگی اس میں نہایت نفیس اور مصغی پتھروں کی قبر ہوگی اس پر کتبے بھی ہوں گے چوکھنڈی اور جالی کوڑے کرکٹ سے پاک و صاف ہونگی لیکن جب ہم دائرے کو پہنچے تو میرعالم کی قبر کا مقام دریافت کرنے کے لئے کچھ وقت صرف کرنا پڑا جب وہاں کے واقف کار دو ایک دائرے کے مجاور ہیں نظر آئے تو اُن سے قبر کا ٹھیک نشان ہیں ملا۔ انھوں نے ہمیں لیجا کر قبر کے سرہانے کھڑا کر دیا ہم نے دیکھا کہ میرعالم کی قبر معمولی سنگ رخام کی سلوں سے بنی ہوئی ہے اُپر طرف نہ کوئی چوکھنڈی ہے اور نہ کوئی جالی قبر پر نہ کوئی کتبہ ہے ان کی قبر کے سرہانے گچ کا ایک چراغ دان ہے جو ان کی قبر کو بازو کی دوسری قبروں سے ممتاز کرتا ہے اُن کی قبر کے مشرقی سمت ان کے والدین کی آرام کر رہے ہیں۔ اور مغربی جانب پائین میں ان کے صاحبزادے میردوران سو رہے ہیں اور تمام قبروں کے آس پاس کچرا کوڑا پڑا ہے اور اطراف سیتا بھل کے درخت اُگے ہوئے ہیں قریب میں اہلی کے اتنے درخت سایہ کنناں ہیں کہ دھوپ دن کے کسی پہر میں بھی نہیں آتی ہوگی ہماری خاص توجہ اور تلاش پر سے ہمارے رہنما مجاورین کو خدا جانے کیا

خیال ہوا کہ انھوں نے اہلی کے درخت کی ایک شاخ توڑ کر جلدی سے ہمارے سامنے ہی دوہا جا رو بکشی کی اور کچرا صاف کیا ہم فاتحہ پڑھتے ہوئے اور دنیا کی بے ثباتی پر ذہنی احساسات حرکت میں لاتے ہوئے واپس آئے۔

اپنی مقرر کردہ جگہ یعنی پنجہ شاہ میں دفن ہونے کی وجہ یہ تھی کہ جب یہ نظر بند تھے اور ان کو غفراں مآب نے اپنے گھر آرہنے کی اجازت بایں الفاظ دی تھی کہ نہ یہ کسی سے ملیں اور نہ ان سے کوئی شخص ملے۔ رہیں تو گھر میں رہیں اور میں تو اپنے ہڈواڑ میں دفن ہوں اسی سبب سے وہ میر مومن کے دائرے میں دفن ہوئے اس لحاظ سے بھی ان کلباں دفن ہونا تسخّن تھا کہ میر کے دائرے کی مٹی میں خاک پاک کر بلائے معلیٰ ملائی گئی ہے۔

اخبارات ہند اور میر عالم | اخبارات ہند کے حوالے سے ریونے اپنی فہرست مخطوطات برٹش میوزیم میں لکھا ہے کہ دیوان ہونے کے کچھ عرصہ بعد میر عالم نے اپنی خدمت سے استعفاء دیا اور ہجرت کر کے کر بلائے معلیٰ میں جا رہے اور وہاں اپنی بے حساب خیرات و مبرات سے ہندوستانی نواب کے نام سے مشہور ہو گئے اس کی تائید کسی اور تاریخ نویس نہیں ہوتی۔ یہ واقعہ ایسا نہیں تھا کہ اس کو مقامی مورخین فروگزاشت کر جاتے اس واسطے کہ ایک دیوان کا استعفاء دینا اور ہجرت کر کے چلا جانا ایسا امر نہیں جو راز میں رہ سکتا یا عوام اس سے واقف نہیں ہوتے اگر ایسا ہوتا تو اس عہد کی حقیقی تاریخیں میں سب میں اس کا ذکر ہوتا اور وجہ استعفاء پر یا تو بحثیں ہوتیں یا خیال آفرینیاں اس میں شک نہیں کہ میر عالم نے ایک خاص موقع پر استعفاء دیا ہے جس کا ذکر قبل ازیں ہو چکا لیکن وہ منظور

نہیں ہوا۔ بہر حال یہ امر صحیح نہیں ہے کہ میر عالم نے کربلائے معلیٰ کی زیارت یا وہاں ہجرت کی ہم مقامی تاریخوں کے مقابلے میں اخبارات ہند کے بیان کو ترجیح نہیں دے سکتے اس واسطے کہ صاحب اخبارات ہند محمد رضا نجم بن ابوالقاسم طباطبائی نجم الدولہ افتخار الملک حسام جنگ اگرچہ اسی عہد کے مورخ ہیں جس میں میر عالم موجود اور وزیر تھے لیکن وہ شمالی ہند کے باشندے اور بریلی کے کلکٹر تھے اُن کا بیان حیدر آباد دکن کی تاریخ یا اس عام واقعات کے متعلق اتنا صحیح باور نہیں کیا جاسکتا جتنا کہ خاص حیدر آباد کے مورخ کا اس صورت میں یہ امر البتہ غور طلب ہے کہ اخبارات ہند کے مصنف کو اس خیال کی وجہ تحریک کیا ہوئی۔ اس کی نسبت ہمارا قیاس یہ ہے کہ ایران سے ابھی میر عالم کے خاندانی تعلقات منقطع نہیں ہوئے تھے اور علاوہ اس کے اسی زمانے سے کچھ قبل انھوں نے ارسطو جاکا طرف سے احداث قلعہ نجف اشرف و تعمیر نہر حسینی کا انتظام کر لیا تھا۔ ان وجوہ کی بناء پر میر عالم کا نام وہاں زیادہ مشہور تھا۔ اسی شہرت پر اس مورخ نے یہ باور کر لیا کہ خود میر عالم وہاں پر موجود تھے۔ لیکن اس واقعہ تعمیر و احداث کو صاحب مختار الاخبار نے اس طرح بیان کیا ہے کہ کربلائے معلیٰ و نجف اشرف پر وہابیوں کے حملہ کی وجہ سے نقصانِ عظیم عاید ہو گئے تھے جس کی اطلاع پر میر عالم نے آقا باقر طباطبائی کی معرفت ایک کثیر رقم اُن کی اصلاح کے لئے بھجوائی تھی جس سے وہاں کے قلعے کی تعمیر و ترمیم ہوئے اور اس بُرجوں پر توپیں چڑھائی گئیں۔ ہم کو اس واقعہ کے تسلیم کرنے میں عذر ہے اس وجہ سے کہ کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف پر وہابیوں کا حملہ ۱۲۱۶ھ میں ہوا اور اس زمانے میں

میر عالم معتب اور منرفی تھے اور اس قلعہ اور نہر کی تعمیر و احداث سے متعلق انھوں نے جو خط و کتابت میرزا محمد مہدی شہرستانی سے خود اپنی طرف سے اور اسطوحا کی جانب کی ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ کام ۱۲۱۶ھ تو کیا ۱۲۱۴ھ سے بھی پیشتر کا ہے چنانچہ میر عالم کے ایک خط (موسومہ مرزا محمد مہدی شہرستانی ساکن کربلائے معلیٰ) کے فقرہ ذیل سے تعمیر کی تحریک کا حال واضح ہو گا۔

”..... کیفیت معاملہ حاجی میر باقر از تقریر شارالیه و تفصیل تجویز احداث قلعہ نجف اشرف و تعمیر نہر حسینی قدیم علیٰ اثر فہما الوف الصلوٰۃ و التسلیم کہ مطمح نظر توفیق اثر امیر عظم موید من عبد اللہ شیر الملک معین الدولہ اسطوحا دام اقبالہ است مفصل زبانی خلاصۃ النجباء العظام آقا حسین و آقا کاظم پراپیدا یضاح خواہد یافت امید کہ از مترصدان لطف عمیم تصور نمودہ ہمیشہ بصدار مفاہد نامہ جات و بدعاؤ حسن خاتمہ مختص و مخصوص می فرمودہ باشند۔“

بہر حال یہ واقعہ کوئی اصلیت نہیں رکھتا کہ میر عالم کربلائے معلیٰ کو ہجرت کر گئے تھے یا کہ وہیں جا کر انتقال کیا۔

خدمت دیوانی کا مسئلہ | ان کی وفات کے بعد مدار الہامی کے تقریریں بڑی حجت پڑی منجانب ریاست امرا میں سے دو امیر منتخب ہوئے (۱) شمس الامراء (۲) نیر الملک۔ لیکن شمس الامراء سے خوش نہیں تھے اس لئے یہ بارگراں اُن پر عاید نہیں ہوا گورنر جنرل الارڈنٹون نے بذریعہ خطبہ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۸۵۷ء مطابق ۶ ذیقعدہ ۱۲۵۷ھ مغفرت منزل کو میر عالم جیسے عیدم التیظ ذہین اور دیانت دار شخص کے گزر جانے پر اظہار افسوس کر کے اس طرف توجہ دلائی کہ ان کی پامندگی

تسلی و اتسالت فرمائیں چنانچہ ان کے پسماندوں میں سے ان کے داماد میر الملک کی تسلی کے لئے سکندر جاہ کو یہ مناسب معلوم ہوا کہ دیوانی کی جائداد پر ان کا تقرر کیا جائے اور اس جائداد پر ان کو ترجیح دینے کی ظاہری وجہ سکندر جاہ نے یہ بیان کی کہ وہ اپنے خسر (میر عالم) کے عہد دیوانی سے امور دیوانی و مسائل سرکارین میں واقفیت حاصل کرتے آئے ہیں چنانچہ اعلیٰ حضرت کے خط موسومہ رزیڈنٹ کمپن سہنام کے مطالعہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔

اس تقرر کی اطلاع جب گورنر جنرل کو ہوئی تو انھوں نے اس کے خلاف ہمارا جہ خد لال کے حق میں بڑے زور کے ساتھ سفارش کی کہ امور کلیات دیوانی کی خدمات وہ بجالائیں لیکن چونکہ ہمارا جہ میر عالم کے ساتھ پرداختہ تھے اس وجہ سے ان کے متعلقین کی موجودگی میں متغیر منہ ان کا دیوان ہونا مناسب نہیں تصور فرماتے تھے اور علاوہ ازیں خود بدولت کو بعض اشخاص کی افہام و تفہیم پر ہمارا جہ کے طرز عمل سے سو غلن بھی ہو گیا تھا ان امور کو مدنظر رکھ کر گورنر جنرل نے اپنے اس سفارشی خط میں ان کے ان خیالات کو رفع کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔

اس پر زور سفارش کا اثر یہ ہوا کہ میر الملک بہادر برائے نام مدارالمہام رہے مغفرت منزل نے ان کے اختیارات کو محدود کر کے امور کلیات ہمارا جہ کے سپرد کئے گورنر جنرل کی اس سفارش اور ہمارا جہ کے تقرر سے ریاست کے حق میں جو کچھ اثر مرتب ہوا یہاں ہم اس کا اظہار مناسب سمجھتے کہ یہ ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ مَنْ سَكَتَ سَلَّمَ وَمَنْ سَلَّمَ نَجَّى۔

۱۔ خلک نقل یہ ہے۔ ”دریولا بتیاج بیتر شہر شوال الملک ۱۲۳۲ھ میر ابو القاسم قبچقا آہی اقبال نمودہ اندازا نکا کہ برائے تقدیم امورات سرکار جہاں شخصہ خدمت بظہار پانچاں اقتضای نماید کہ خانہ زاد خیر اندیش میر الملک بہادر بر امور دیوانی سرکار دہ قدار کہ از عرصہ پنج سال از امورات کلیات سرکار وقت اندام و فراموش چوں آں نہایت موالی پناخیز خواہ بلا اشتباہ دولت خواہ دینی سرکار بدولت اندلہذا نکا شرف“

ضمیمہ الف

رقعہ ارسطو جاہ موسوی سر

سلامت

میر صاحبیل المناقب عظیم الاوصا

دو قطعہ مکتوب بہجت اسلوب یکے مرقوم شب بست و نیم ذی الحجہ ۱۲۳۰ ھ ہجری
متضمن کیفیت جنگ کہ سواران سرکار دولت مدار محنت و ترو و ہا عمل آوردند و ترو و
صبح و شام آوردن منقر الدولہ و برادر لارڈ بہادر میردوران بہادر را ہمراہ خود از چین پٹن
بسیار رنگ پٹن و بہ اصرار نگاہداشتن بہادران معز بہ میردوران بہادر کہ بعد ملاقات لارڈ
روانہ خواہد شد و نوشتن آن جلیل المناقب براہر روشن رائے بہادر بمشاوہہ جنرل ہارلین
و غیرہ کہ پنج ہزار سوار جاگیردار و پانگاہ و غیرہ خود نگاہداشتہ تئمہ سواران رازحیت
حصن پر نور نمایند و باجمیت پلاٹن و سواران کوچ نمودہ از راہ گورم کئدہ روانہ قلعہ
شود و اینکه اس لارڈ نہ مثل لارڈ سابق است و نہ اس فوج انگریزی مثل فوج سابق
پیشتر کہ ہمیشہ باحیدر علی خاں مقابلہ می شد گاہے از پنج یا ہفت پٹن زیادہ بنود و احوال
شصت پٹن معہ سینوہ پٹن سرکار دریں مہم حاضر بود و علاوہ اس فوج و ساندہ سرانجام غزم
لارڈ بہادر بہ تحریر نمی گنج کیفیت آن مفصل وقت ملاقات ظاہر خواہند نمود و عمل آمدن اس

به نامه جدید در عجب وقت و دولت را دلیله اندیشه که ثانی آئینن پیشو سلطان تو انگشت
 یقیناً دولت خود را بر باد می دهد و دولت باجی را در اگر درین صدمه بشرط حسن تدبیر بالا جی
 پندت و سخن شنوی این جانب که از حال بنیاد آن گذاشتن شرط است بالمره برباد نشود
 البته ضعیف و بے رونق کالمحدوم خود خواهد شد و سوالی که از راجه رگھوجی بھونسله بعمل آمده
 البته حشمت جنگ بهادر ظاهر نموده باشند یعنی شراکت و یکدلی راجه مذکور با سرکار دولتمدار
 و کمپنی انگریز بهادر اگر راجه مذکور بصاف دلی اقبال این معنی نماید و آینده برباد دولت
 خواهی ثابت قدم بماند محفوظ خواهد ماند و اگر مثل سابق بر رویه خاندان خود قابو طلبی
 کند نتیجه خوب نخواهد دید و درین باب این جانب هم آنچه مناسب باشد براجه مذکور خواهند
 نوشت که فی الحقیقت این سوال مبنی بر سلسله جنبانی این جانب است که بیشتر مکرر درین
 باب گفته بودند باید که رگھوجی ممنون و مرهون این جانب باشد و ویراه نمودن جواب
 سوال تقسیم غنیمت که هر روز تکرار می شود و اگر درین ماده چیزهای از حشمت جنگ بهادر
 هم نویسانیده شود بهتر است مع نقل خط ثننی مر قومه بستم شهر شوال قنانی محرمه شب نیم محرم ^ع ۱۲۸۳
 مشعر بر اینکه بعد پنج شش روز باز ناسخ و نسخ بعمل آمده یعنی دریافت موقوفی آمدن
 لار و بهادر بموجب مانعت و اکثرال و شروع شدن سوال جواب با با منظر الدوله بها
 و بمیان آوردن مذکور گورم کنده و رسانیدن بهادر مغرر و زودیم خرطیه لار و بهادر مع نقل
 غایت نامه موسوم به بهادر موصوف و گفتن اینکه الحال این مقدمه بعرض حضور رسید و در
 پذیرائی یافت ویر و درنگ درین کار مناسب نیست و نوشتن روز دوم و مرتبه ششم

بانقول آن لهذا بطوری که تعلقه مذکور بجاگیر خان مسطور مقرر نموده شده از نقل سند موضوع
 می گردد و اینکه لار و بیاد در انظر بر درستی کلیات و آن عظیم الاوصاف را مطمح نظر کفایت
 سرکار دولتمدار و میر قمر الدین خان بیاد در سردار نامی و بر خلاف اهل بطن معامله فهم و دانستن
 حلقه بندگی حضور در گوش و فاشیه اطاعت بردوش و پیام نمودن آن عظیم الاوصاف
 بمغیرالدوله بیاد بربار بخی غره محرم که اگر انفصال معاملات درین جامی تواند شد پس وجه
 توقف چه خواهد بود اگر درین جامی تواند شد روانگی مناسب تا کئے به انتظار می توان
 نشست و جواب دادن بیاد معز که در دور و ز جواب این معنی منتقم گفته می شود یعنی نقشه
 معاملات همین جا قرار داده خواهد شد یا ملاقات بالار و ضرور خواهد گردید و رسیدن خطوط
 لار و بیاد با قرار داد نقشه بنام بیاد در ان معز و خلاصه اینکه جنرل هاریس بیاد و کنترل کلوس
 برادر خود و مغیرالدوله و کپتن مالکم بیاد در ان مختار معاملات ساخته و نقشه معاملات قرار داده
 فرستاده اند انشاء الله تعالی از امر فرزند بایخ چهارم شهر محرم است شروع سوال جواب
 خواهد شد و راجه روشن رائے بیاد بعد رسیدن خط آن جلبل المناقب که برائے روانگی
 پنج شش هزار سوار به حضور پرنور نوشته بودند در جواب نوشتند که مردم سپاه برائے
 روانگی حضور یک ماهه پیشگی می خواهند و زرد در خزانه نیست که به آن با داده روانه نموده
 شود و در جواب نوشتن آن عظیم الاوصاف که بار بردار باید فرستاد تا به لشکر رسیده بند و
 روانگی افواج نموده باز به بطن معاودت کرده آید راجه معز بعد رسیدن این خط و دوسه کوچ
 متواتر نمود انشاء الله تعالی غمقرب از راه گورم کنده به تعلقه گئی می رسند - روانه نمود

تہ نامہ جدید در عجب وقت و دولت را دیے اندیشہ کہ ثانی آئین ٹیپو سلطان تو ان گنت
 یقیناً دولت خود را بر باد می دهد و دولت باجی را دگر دریں صدمہ بشرط حسن تدبیر بالاجی
 پنڈت و سخن شنوی این جانب کہ از حال بنیاد آں گذاشتن شرط است بالمرہ بر باد نشود
 البتہ ضعیف و بے رونق کا محدود خود خواهد شد و سوائے کہ از راجہ رگھوجی بھونسلہ بعل آئندہ
 البتہ حشمت جنگ بہادر ظاہر نمودہ باشند یعنی شراکت و یکدلی راجہ مذکور با سرکار دولہدار
 و کمپنی انگریز بہادر اگر راجہ مذکور بصاف دلی اقبال این محمی نماید و آئندہ بر جاؤہ دولت
 خواہی ثابت قدم باند محفوظ خواهد ماند و اگر مثل سابق بر رویہ خاندان خود قابو طلبی
 کند نتیجہ خوب نخواہد دید و دریں باب این جانب ہم آنچہ مناسب باشد بر راجہ مذکور خواهند
 نوشت کہ فی الحقیقت این سوال مبنی بر سلسلہ جنبانی این جانب است کہ بیشتر مکرر در
 باب گفتہ بودند باید کہ رگھوجی ممنون و مرہون این جانب باشد و ویراہ نمودن جواب
 سوال تقسیم غنیمت کہ ہر روز تکرار ہامی شود و اگر دریں مادہ چیزے از حشمت جنگ بہادر
 ہم فرسائیدہ شود بہتر است مہ نقل خط ثانی مرقومہ بہ شہر شوال قناتی محضرہ شب نیمہ محرم ۱۲۸۱ھ
 مشعر بر اینکہ بعد پنج شش روز باز نسخ و منسخ بعل آئندہ یعنی دریافت موقوفی آمدن
 لارڈ بہادر بموجب مانعت ڈاکٹر اراں و شروع شدن سوال جواب ہا با منظر الدولہ ہا
 و بمیان آوردن مذکور گورم کندہ و رسانیدن بہادر مغز و وزویم خریطہ لارڈ بہادر مہ
 غایت نامہ موسومہ بہادر موصوف و گفتن اینکہ الحال این مقدمہ بعرض حضور رسید و در
 پذیرائی یافت ویر و درنگ دریں کار مناسب نیست و نوشتن روز و وزویم دوم مرتبہ شفعہ

بانقول آن لہذا بطوری کہ تعلقہ مذکور بجاگیر خان مسطور مقرر نموده شدہ از نقل سند موضوع
 می گردد و اینکه لارڈ بہادر را نظر بر درستی کلیات و آن عظیم الادوات را مطمح نظر کفایت
 سرکار دولتمدار و میر قمر الدین خان بہادر سردار نامی و بر خلاف اہل قہن معاملہ فہم و دانش
 حلقہ بندگی حضور در گوش و غاشیہ طاعت بر دوش و پیام نمودن آن عظیم الادوات
 بمغزالدولہ بہادر بتایخ غرہ محرم کہ اگر انفصال معاملات دریں جامی تواند شد پس وجہ
 توقف چہ خواهد بود اگر دریں جامی تواند شد روانگی مناسب تاکہ بہ انتظاری توان
 نشست و جواب دادن بہادر معز کہ در دور و ز جواب این معنی منع کفہ می شود یعنی نقشہ
 معاملات ہمیں با قرار دادہ خواهد شد یا ملاقات بالارڈ ضرور خواهد گردید و رسیدن خطوط
 لارڈ بہادر با قرار داد نقشہ بنام بہادران معز و خلاصہ اینکه جنرل ہاریس بہادر و کرنل کلون
 برادر خود و مغزالدولہ و کپٹن مالکم بہادر را فحما معاملات ساختہ و نقشہ معاملات قرار دادہ
 فرستادہ اند انشاء اللہ تعالیٰ از امر فرستادہ کہ بتایخ چہارم شہر محرم است شروع سوال جواب
 خواهد شد و راجہ روشن رائے بہادر بعد رسیدن خط آن حلیل المناقب کہ برائے روانگی
 پنج شش ہزار سوار بہ حضور پر نور نوشتہ بودند در جواب نوشتند کہ مردم سپاہ برائے
 روانگی حضور یک ماہہ پیشگی می خواهند و زر در خزانہ نیست کہ بہ آن ہادادہ روانہ نمودہ
 شود و در جواب نوشتن آن عظیم الادوات کہ بار بردار باید فرستاد تا بہ لشکر رسیدہ بندہ
 روانگی افواج نمودہ باز بہ قہن معاودت کردہ آید راجہ معز بعد رسیدن این خطہ و دسہ کوچ
 متواتر نمود انشاء اللہ تعالیٰ غصیب از راہ گورم کندہ بہ تعلقہ گئی می رسند - روانہ نمودن

چهار صد جوان بار تعلقه میرو و راں بہادر با یک کیپٹن برائے تھانہ قلعہ گورم کنڈہ و مقرر نمودن قلعہ داری قلعہ مذکور بطریق صنبلی بنام سعید حسین خان و برائے تعلقہ داری آجاکہ براجہ روشن بہادر نوشتہ بودیم و راجہ معز محمد امین خان بہادر عرب را مقرر کردند الحال کہ تعلقہ مذکور بنام میر قمر الدین خان قرار یافتہ احتیاج تجویز تعلقہ دار نماید مگر تجویز تعلقہ دار گئی ضرور در صورت اجازت بنام ناگن گوطاکہ بہ نسبت دیگران مالگذار و کفایت شعار است مقرر خواهند نمود اطلاع نقشہ تقسیم ملک آنچہ مسوع شدہ باید دید کہ این نقشہ ہم تائیم می ماند یا تغییر و تبدیل می شود و گفتن آن عظیم الاوصاف در مذکورات بہ اہل کونسل کہ اگر سپرٹیمو برابر یا نمودن متضمن مصلحت دولت ہا و نیک نامی ہر دوسر کار است و خواہ مخواہ عمل می آید درین صورت بقرار نوکری در ہر دوسر کار کہ اگر در سرکار دولت مدار ہم عمدہ رود ہدایت نام جمعیت ہمراہ رکاب با ہمراہ جمعیت سرکار حاضر باید شد و در تقدیم نوکری و جانفشانی دقیقہ نباید گذاشت و اگر کار جزوی از قبیل تنیہ زمینداران مفسر و بکار گرد و جمعیت بر طبق حکم فرستادہ ہمراہ تعلقہ داران سرکار بہ تنبیہ اشرار پردازند و در سرکار کمپنی نیز ہمیں دستور چنانچہ منقر الدولہا و مشیران دیگر جواب دادند کہ بند و بست این معنی بعمل خواهد آمد و کیفیت گرفتن قریب شش لک روپیہ بطریق دستگرداں از جنرل ہاریس بہادر بدو از دہم ذی الحجہ و رسانیدن براجہ روشن رائے بہادر و تتمہ چار لک روپیہ بعد رسیدن خزانہ کہ قریب رائے کوٹہ رسیدہ است و بدرقہ دو پلٹن متعاقب می رسد براجہ مسطور رسانیدہ می شود و کوچ کردن جنرل ہاریس بہادر بہ سمت جٹیل درگ مع نقل سند و اقرا نامہ میر قمر الدین خان تباریخ

شانزدہم محرم یکجا وصول آورده مسرور خیریت با و مطلع مضامین مندرجہ ساخت و ہم از
خطوط موسومہ مستقیم الدولہ بہادر کیفیت مرقومہ مشر و جا بوضوح انجامید چون قابل ملاحظہ
و عرض حضور پر نور نبود لہذا ششم از آن معروض داشتہ نشد اگرچہ کیفیت تقسیم ملک و غنیمت
ہنوز ناسخ و منسوخ و چیزے قرار نگرفتہ و بدولت گرفتن قرار چہ قسم این معنی را یقینی تصور
باید نمود بریں ہم یک لمحہ گو کہ بموجب نوشتہ سامی چیزے ازیں قرین صدق توان نمود
پس بیخ نیست چرا کہ آن عظیم الاوصاف فواید نامہ جدید مطمح نظر دارند و نوشتہ اند باین
نقشہ دریں معاملہ رو بکار بر عکس تصور می نمایند و مرا صاحب را چہ قسم سرخروئی از خلوند
خود خواہد گشت و ہم در ہم چشماں کہ ناتواں ہیں اند و در ہر خریطہ موسومہ گورنر جنرل بہادر
ہمیں مندرج است کہ بہ استصلاح و استطلاع و اتفاق و صولید آن عظیم الاوصاف
کہ از فقیر و طغیانکنونات و مرکوزات و از سراسر خفی و جلی حضور پر نور واقف و آگاہ اند
بعل آید و گورنر جنرل بہادر مکر قلمی نمودہ اند کہ سرسبزی و بہتری سود و بہبود و رونق سرکار
دولت مدار را بعینہ بمنزلہ سود و بہبود سرکار کمپنی بہادر متصور دارند جوابش مکرز میں درج
گردیدہ کہ بشاوردہ و استصلاح و استحسان آن حلیل المناقب موافق ارقام خود و عمل خواہند
آورد چنانچہ نقول خرایط و در جواب آں بامترشدات مکنونات و مرکوزات سرکار سابق
برایں بہ آن عظیم الاوصاف و ہم حسب الاستدعا بہ حشمت جنگ بہادر اطلاع دادہ شد کہ
ذہن نشین گورنر جنرل بہادر نمایند و حالا باز مکر قلمی می گرد و اگرچہ صاحبان کونسل پیش
بموجب مرکوزات و مکنونات حضور کہ قانون رؤسائے ماسلف و صلاح دولتین باشد

بمحل آرنده یعنی ضابطہ رؤسائے عمدہ در روداد جنیں امورات ہیں است کہ پیمانہ ہارا
 طورے بفراغ معیشت لیکن نوعی کہ آئندہ قابوئے فتنہ پیرائی نماندمی وارند چنانچہ در
 محالہ رو بکار ہم منظور والا ہیں است کہ خویش واقربائے مخصوصہ شیوہ سلطان مرحوم را
 در ذیل دو کس کہ عمدہ آن ہا باشند داشتہ یکے را در سرکار دولت مدار و یکے را در سرکار
 کمپنی انگریز بہادر جائے بفراغ معیشت نگاہدارند و بہ تجربہ و دریافت اوضاع و اطوار
 آئندہ اگر قابل ترقی باشند ترقی خواهند یافت و منظور ازیں ہیں کہ آئندہ زمانہ حادث
 مثل وزیر علی خان و غلام محمد خان و ہیلہ طاقت فتنہ پیرائی باقی نماند بہتر والا آن ^{السلطان} علیل
 دست از استخوان و متر شدات حضور پر نور زنداشتہ جواب صاف باہل کونسل و مغرورانہ
 بدہند کہ صاحبان بفضل آہی وانا اند و حکم سرکار باستصلاح و استطلاع و استخوان و صوابند
 و اتفاق و اشتراک و در آنچه سود و بہو و دوسرہ بری و بہتری و رونق و صلاح دولت باشد
 بعمل آید صادر گردیدہ است دریں تحریر نمی تواند شد و در احکام ہیں معنی برمی آید اگر
 اہل کونسل بگویند کہ گورنر جنرل بہادر دریں محالہ مختار اند جواب شافی ہیں باید داد کہ نظر
 بر اتحاد و غیرگی گورنر جنرل بہادر آں ہم بہ اتفاق و اشتراک و صوابید و استصلاح ایں
 جانب کہ در آں مفید حال و آئندہ سرکار باشند کہ برخلاف آں تجویز شود چہ قسم عمل می توان
 آورد و ملاقات من بالارڈ بہادر ہر جا کہ باشند ضرور و روانہ پیش لارڈ بہا وریاید شد و ایں
 ہمہ مراتبات را ذہن نشین باید نمود در صورت اصلاح و استخوان نمود نظم و نسق و حصہ مساوات
 چہ در غنیمت و چہ در ملک مع حصہ سپاہ خود کہ موافق قانون خود کار پردان ان سرکار و

مختار اند لعل باید آورد و اگر در آن جا هم این معنی اصلاح و صورت پذیر نگردد همین باید گفت
 که تا این مدت نیک نامی کمینی مشهور آفاق در تمامی رؤسای هند بود تا اینکه خراطین
 مضمونات حاضر و موجود بر عکس آن تصویر می شود پس صاحب هر چه خواسته باشند بکنند
 و آن عظیم الاوصاف زحمت شده باید آمد و یقین خاطر است که مواخذۀ این معنی البته اهل
 ولایت باز پرس خواهند نمود بلکه در اظهار هم این معنی لعل آید اولی است چنانچه همین مراتب
 به شمت جنگ بیاد هم از طرف خود گفته فرستاده شده که زبان زد خاص و عام چنین است
 و هم روز دوم به منشی جی زیاده از آن گفته شد که همین مراتبات بر آن عظیم الاوصاف نوشته
 می رود که اگر پیش از اطلاع مراتب پوست کنده احياناً بنیال مختاری خود بر عکس نوشته جا
 و اظهارات چشم پوشی نموده که دور از قیاس و فهمیدگی کونلان است لعل آرد مناط اعتبار
 نخواهد بود چنانچه مراتب مذکور را شمت جنگ بیاد بگور زجنزل بیاد در منظر الدوله بیاد زیاده
 ازین مفصل نوشته اند و گفته فرستادند که انشاء الله تعالی موافق مرکز و کمون خاطر قدس
 گور زجنزل بیاد را بمقدور لعل خواهند آورد و نیز در مقدمه گورم کنده که از مکنونات سرکار
 کم زیاده شده است تعجب نمی نماید چرا که گور زجنزل بیاد در خطه حضور پر نور این جانب نوشته اند که ملوق مرکز
 و مکنونات سرکار لعل می آید چنانچه گور زجنزل بیاد در خطه حضور پر نور نوشته اند که بلحاظ مراتب سرکار لعل بیاد
 صاف ترقیم نموده اند بلکه بقیه رسم ها و تعلقات که مرکز داشت سرکار بود نوشته اند ازین معنی بسیار تعجب نمود چرا که خطه
 جنزل بیاد در حضور پر نور ارسال داشته اند در آن مندرج است که خود بمیر صاحب
 و جنزل بیاد را مقام نموده اند که مقدمه جاگیر خان مشارالیه را بلحاظ مراتب مجوز

و مرقوم آن والا قدر در اسرع از منہ انفصال سازند و در خریطہ آن عظیم الاوصاف کہ نقل
آن برائے ملاحظہ ترسیل داشته اند در آن مرقوم است کہ بہ تجویز بہترین نقشہ انفصال
آن بذریعہ تصفیہ درخواست میر قمر الدین خان را در اسرع از منہ پردازند۔ چنانچہ البتہ
در مضمون ہر دو خریطہ بدو طور متصور می شود چنانچہ ہمیں قسم بہ حشمت جنگ بہادر گفتہ
فرستادہ شد بہادر موصوف ہم متحیر و متعجب اند کہ با وجود اطلاع دادن من مژکورات سرکار
ورسیدن جواب از ہمیش گورنر جنرل بہادر بہ تفصیل تعلقات یعنی قلعہ معہ قصبہ و سہ تعلقہ
یعنی کمار کا لوہ و رانچوٹی حسب الاستعداد در سرکار ماندہ تتمہ بجاکیر میر قمر الدین خاں قرار
می یابد کہ چنین بظہور رسیدہ پس تصور صاحبان سیر رنگ پٹن می نماید این معنی ہم نوشتہ
می رود و یقین خاطر این جانب است کہ پسران و پسماندگان پٹپو سلطان را تا مقدور
موافق مکنونات سرکار دولت مدار و اظہار میر صاحب خواہند کرد و ضعف ملک ہرگز
بر آں ہا نخواہند داشت اقلب کہ پٹن ہم سابق برای در کونسل مذکور می شدہ بود کہ
تمامی ملک را سہ حصہ نمودہ یک حصہ بر آں ہا می دارند حالا آں ہم ماندہ است پٹپو تیکہ
نظم و نسق درست نشود و تقریر چیں شہرت کہ بخیاں ہر کس ہر آنچہ می رسد بگوید مناسط اعتبار
نی توان فرمود و یقین تصور دارند کہ گورنر جنرل بہادر بصواب دید و رضامندی میر صاحب
بخاں لعل خواہند آورد کہ سرخروئی این جانب و میر صاحب در حضور پرنور زیادہ از منو
خاطر خواہد گردید یقین تصور داشتہ ہیچ تا ملے دریں باب بخاطر راہ باب نفرمایند۔
از دریافت ارقام شریف کہ ملک ہفت لک ہون بخصہ سرکار اید در آں دو لک

بابتہ گورم کندہ جاگیر میر قمر الدین خان بہار فستہ باقی مانہ پنچ لک ہوں اگر ملکہ کہ در آن
 وقت اہلہار زیادہ محاصل زبان زد بودہ باشد قریب وہ لک ہوں خواہد بود بنظر غور تامل
 نمایند کہ بعد اخراجات قلعجات و عمالان و متصدیان و سہ بندی محال و غیرہ چہ قدر
 در سرکار باقی خواہد ماند کہ در آن توقع نگاہداشتن این پلاٹن ہا و این رحمت ترب سواران
 نمودہ آید از وقتیکہ این خیر دریافت گردید در تاملات عمیق متحیر چہ قسم عہدہ برائی اخراجات
 و کدام رو بصاحب و این جانب در حضور خواہد ماند ملحوظ این مراتب زیادہ از این جانب
 بہ آن عظیم الادصات مطمح نظر است باز ہم برائے اطلاع شمعہ از آن قلمی گردید چرا کہ پیش از
 مفتوح شدن قلعہ جنرل ہاریس بہادر نسبت فرستادن پیام بہ بیٹو سلطان زبانہ کیٹن ما کلمہ
 بریں معنی کہ در صورت دادن دو کروڑ روپیہ و نصف ملک صلح نمودہ آید از آن عظیم الادصات
 مشاورہ نمودہ بودند و آن جلیل المنائب نظر بر فواید و نیتین تجویز یورش و مورچال جواب
 دادند بفضل الہی حسب دلخواہ قلعہ مفتوح گردید باید کہ زیادہ از آن فواید حاصل شود و لیکن
 برعکس آن اہلہار از آن طرف گرد و دیگر اینکه آنچه انہامی خواہند کہ بجد و کد تمام لک ہوں
 از مال غنیمت بحصہ سپاہ سرکار مع آن عظیم الادصات و میر دوران بہادر و غیرہ تجویز می کنند
 در آن ارادہ آن جلیل المنائب این است کہ نصف راجا ہر کہ بکفایت بدست می آید و
 نصف نقد بگیزند تعجب نہار تعجب رونود غنائیم سہ خزانہ و غیرہ کہ مکرر گورنر جنرل بہادر
 کروڑ ہا سیوائے تو شکمانہ و آلات حرب و ضرب محفوظ است نوشتہ اند پس در ہمہ چیز
 حصہ سادی باشد موافق قرار دما و اگر بگویند کہ جمعیت ما زیادہ است و جمعیت سرکار کم

بقدر آن می دهم بهمین باید گفت که پس شرکت مساوی کجا ماند و خلاف نوشت و خواند
بعل می آید پس چه قدر بدنامی طرف کمینی عاید حال تواند شد زینهار زینهار اقبال گرفتار
مبلغ مذکور نخواهند نمود قطع نظر ازین دوستی با شماست دیگران تصور باید کرد و دیگر اینکه
اهل کمینی می گویند که رویه سپاه ما این است که غنیمت حق سپاه است پس پسران بیپوش سلطان
و وابستگان آنها را که نصف ملک و خزانه و غیره می خواهند که بر آن با تجویز بجالی دارند چرا
نمی گویند که این حق ماست از یورش قلعه را مفتوح کردیم و آنها داخل سیران که حکم فرمایند
دارند بگذر قدرت لایوت آنها بقدر مناسب تجویز باید نمود و تتمه در همه چیز حصه مساوی شود
و آن در حصه سپاه خود اهل کمینی مختار اند و بدستور در حصه سپاه سرکار کارپردازان سرکار دوتار
موافق قانون خود مخیر اند چنانچه این مراتب هم پیشی جی و شصت جنگ بهادر اطلاع داده شد
آنها ذمه گرفته اند که بهمین مراتب بگورنر جنرل بهادر نوشته شده است ازین معنی مطمئن خاطر
که بهمین قسم عمل خواهد آمد و این مراتب را ذمه خود گرفته اند که حصه سپاه سرکار حواله آن عظیم الاح
خواهد گردید آئینده کارپردازان سرکار مخیر اند و از تعدد خزانه و جواهر و امانت و آلات حرب
و ضرب و غیره نقد و جنس گوهر کا به باشد خود واقف گشتند و سرکار اطلاع ندادند این
که ام نیک طبعیتی و نیک نامی و حق پرستی است در عالم شرکت که حصه مساوی در همه چیز
باید آمد شریک نه کردن غیر از نفسانیت امر دیگر در نظر دور بیناں متصور نمی گردد و اینکه
منفذ الدوله بهادر انظار می کنند که امر جزوی و کلی این مهم سپردلار و بهادر است جواب باید داد
که تا مهم بودن آن هم به استقلال و صواب دید آن عظیم الاح و صاف و نظریه عالم بکا گفت

و دریافت معنون خرایط گورنر جنرل بہادر باز ہم از سرکار بدین مضمون در ہنہ خرایط درج گردیدہ کہ در ہنہ چیز بصوابید و استحسان آن عظیم الاوصاف بعمل آمد چنانچہ شصت جنگ بہادر قالی بمعنی اندمغر الدولہ را ہم ہمیں مراتب پست کند جواب باید داد کہ در آن جا زیادہ ازین مراتب شصت جنگ بہادر ابلاغ شدہ البتہ آگاہی دادہ باشند و نیز یہ اس جانب حکم رسیدہ لہذا اظہار نمودہ می شود و در صورتی کہ در ہنہ باب استحسان خاطر آن حلیل المناقب باشند اولی والا ہیج وجہ من الوجہ قبول نباید کرد۔

آنچہ در مقدمہ سخن شنوی اس جانب بالاجی نیڈت مرقوم خامہ و داد بود دریافت گردید ترقیم اس معنی کہ از قبیل الہام متصور گشت پیش ازین بہ بالاجی نیڈت نویسانندہ شدہ بود کہ قیام و استقلال خود و باعث رونق دولت باجی راؤ از چشم داشت نیدگانا دوستی اس جانب تصور دارند پس سرکار نیدگانا عالی نظر بصلاح و فلاح دوستی بہ الہی کیمی نوشت و خواند فرمودہ اند بدون اطلاع کیمی اگر نیز بہادر در پیش باب بکشدہ پیشانی چیز نمی توان نمود و اس قسم تا کہ پس بہتر آنست کہ مفید دولت و ابستہ موافقت بہ اہل کیمی نمونہ بند و بست مقدمات خانگی وغیرہ خود عمل آوردن اولی است کہ باعث آسایش و رفاه خلایق و اتحاد سرکارین گردد چنانچہ دین روز ہا بالاجی نیڈت از شیشا در می نیڈت نویسانند نظر بر صلاح سرکار دولت مدار از چندے جنیں مراتب ذہن نشین باجی راؤ می نمودند چنانچہ چیزے و براہ آوردہ ام و چیزے می آرم دریں روز ہا کہ کرنیل یا لمر بہا را یا باجی راؤ بہ تقریب شادی چننا پا برادر خود باز ضیافت نمودند وقت برخواست گفتند کہ بعضے مراتب بہ بالاجی نیڈت گفتہ شدہ است خواهند دریافت چنانچہ بوسے اظہار نیڈت مذکور

ازیں برمی آید بہ حشمت جنگ ازیں معنی آگہی داده شدہ بودنشی جی ہم انہار کردند کہ از انجا
ماہم چنین بد ریافت می رسد کہ رو بہ راہ و تہ نامہ جدید مطابق سرکار شاید مصلی خواهند آورد و
سوالی کہ اہل کمپنی از رگھوجی بھونسلہ نمودہ اند از انہار حشمت جنگ بہادر محلی معلوم گردید آنچہ
قرار گیرد بہ استرضائے حضور پر نور خواهد شد چنانچہ از سابق سلسلہ جنبا فی نایس معنی بہ اہل کمپنی بود و
دریں مادہ بہ رگھوجی نوشتہ شدہ بود حالابا از حشمت جنگ بہادر درخواست دارند کہ یک حکام
بنام رگھوجی متضمن استرضائے حضور می خواهند نوشتہ دادہ اطلاع آن بہ آل عظیم الاموات
نمودہ خواهد شد پیش از دوسہ روز خط پسر را مچند پنڈت متوفی رسیدہ خلص مضمون اینکہ بعد عشر
محرم المحرام آنچہ سوال جواب کمپنی قرار می گیرد دریافتہ حاضر حضور می شوم۔ چون بتقیم الدولہ بہادر
از قبیل ذکر از طرف خود بہ حشمت جنگ بہادر ونشی جی بمیان آورده بودند روز دویم کہ برادر ونشی
میران التیش بہادر مذکور آمدہ انہار کردند و برے ایشان قلمبند شدہ است نقل آن
بانتقل خریطہ گورنر جنرل بہادر باز امتیاطاً ترسیل داشتہ شد موضح می گردد غرض آنچہ سوال
جواب خاطر خواہ باشد زیادہ از اطلاع اینجا در ہمہ باب مصلی خواهند آورد۔

در باب تجویز تعلق داری گئی بنام ناگن گوڑا کہ مناسب ترقیم نمودہ اند بہ راجہ روشن رائے نوشتہ پسر
مشا را ایہ باید نمود بعد ازیں بعرض حضور پر نور رسانیدہ خواهد شد۔

تجویز جاگیر میر قمر الدین خان مناسب وقت و مضمون سند و چکلہ بسیار سخن از کمونات و موقوفات
کہ دوسہ تعلقہ متعلقہ گورم کندہ بود تفویض خان مذکور گردیدہ کیفیت تکرار آن از نوشتہ حشمت جنگ بہادر
از مقرر الدولہ خواهند دریافت کہ قصبہ کمار و کالوہ وراپختی در سرکاری باید۔

ہموارہ از ترقیم خیریت مسرور می نمودہ باشند زیادہ چہ تعلیم آید والسلام بمیر دوران بہادر م۔

شیخ الاسلام ابو محمد سید نور الدین ابن سید نعیم الدین بن سید محمد بن سید ابو موسیٰ

سید عبداللہ نیرت آفغانی سید حسین سید محمد سید فرج اللہ سید مرتضیٰ سید طالب سید منی

سید ابوالقاسم عالم سید زین العابدین مریم بیگم منسوب بہ اہل ملک سکینہ بیگم منسوب بہ قیصر الدہ

مرزا احمد علی و خیر کلاں نموت
مرزا محمد حسین ابن
مرزا محمد علی خان برادر
عزاد میر عالم
و خیر کلاں نموت
مرزا علی خان
فرزند میر عالم

میرزا فیروزی بن محمد زین العابدین
بن علی بن ابی طالب
دختر بزرگوار ملک

صاحب گیم مزب
بن خیر الدین
بن محمد تقی خاص

عبدالمجید اللہ
سید باقر

سید باستر میرزا حسن خان
میرزا حسن خان دختر منوب میرزا خان
پسر از ملک

محمّد علیخان شجاع الدین ابنیہ عالم علیخان سراج الدولہ غلام علیخان بزرگ
عیاقل خان زید قمر عزیز خان ذوقیر میرزا جہاں آرا بیگم دختر دگر گوشت
نوبت خان قرشاد یاوجک کوچک تیم الدولہ یسزین العابدین نموت میروندان میر کاظم علیخان

ترا بعلیناں سر لاہنگ شجاع الدولہ فتح المملکت

علاء السلطنة میرالایق علیخان
سالار جنگ میرالدولہ مختار الملک

میر یوسف علی خاں لارخانگ

اشیاء

کاپیام ۳۳، سرفرازی ۵۰، تندکلائی ۵۲،

شکایت ۵۲، تحریک معاہدہ ۴۲، عہدنامہ ۴۲

ہمکاب بکندرجاء ۴۸، تکمیل عہدنامہ ۴۸، آنتھا

شرائط ۴۹، تحریک ۴۹، عطاءے جاگیر ۴۹،

کاخط ۸۲، کو انعام ۸۵، کا اختلاف ۸۶، کی تحریر

۸۸ و ۸۹، تقسیم کی نسبت ۸۹، نسبت غنیمت ۹۰،

کا حکم ۹۰، کا احتیاط ۹۹، کا انتظام ۹۹، انضمام

سفارت ۹۹، کے تعلقات میر عالم سے ۱۰۰، کی

اجازت چھاؤنی کے لئے ۱۰۲، کاسب سی ڈی ۴

ریٹیم کو قبول کرنا ۱۰۳، کا انتظام انتقال نظام کے لئے

۱۰۴، کا انتقال ۱۰۵، نظر بندی ۱۰۵، واپسی ۱۰۵،

کو نیشن ۱۳۶، تعزیت کو ۱۳۹، کا رقعہ کارنول کے

۱۴۰، کے طرز عمل سے میر عالم کا مقابلہ ۱۸۰، کی البروز

۱۸۴، کا قصور ۱۸۸، کا مروجہ ۱۸۹، کی طرف سے

انتظام ۱۹۸، خط و کتابت ۱۹۹ (دیکھو عظم الامراء)

ارل کو رنوالس ۲۲، سے ملاقات ۳۲، سے بازوید

۳۵، کا تحفہ ۳۵

ہمیل خان غنشی - ۱۴۷

آر آر پیرس - ۷۴،

آرتھر ویلرلی - دیکھو کرنل آرتھر ویلرلی -

آصف الدولہ کی طبی - ۱۹۱،

آصفیاء اول - ۲،

آقا باقر طباطبائی کی موت - ۱۹۸،

ابو احمد خاں - ۱۴۷،

ابو الفضل خاں - ۳،

ابو القاسم میر عالم ۴، بہن کی شادی ۶، ولادت ۱۴،

ملازمت ۱۶، صدقہ مقدار ۱۰، کارگزاری ۲۲،

سفارت ۲۲، سفر ۲۳، تحریک نسبت سفارت ۲۶،

(دیکھو میر عالم بھی)

ابو المنصور خاں - ۲،

ابو تراب فضل - ۱۴،

ابو تراب (میر) - ۱۷۳،

ابو تراب خاں - ہمکاب سیفر ۲۳، ہمکاب سپہ سالار ۷۴،

اقتسام جنگ - دیکھو رکن الدولہ -

احمد علی خاں - دیکھو علیجاہ -

اخبارات ہند - ۱۹۷،

ارسطو جاہ - عظم الامراء ۶، ماموری میر عالم میں ۷۴،

- اسمعیل یا رجبگ کی روانگی ۱۲۴، کاخراج ۱۳۷،
 اشج الدولہ جہاد شہ صاحب ۔ کے حق میں جاگیر ۱۴۱
 کے نام سند ۱۴۲، موصیٰ لہ ۱۴۵،
 اشرف الملک ۔ ۲۰،
 اعتصام الملک ۔ ۷۳،
 اعتقاد الدولہ ۔ ۱۰۴،
 اعظم الامرا (دیکھو اسطو جاہ بھی) ۶، بنشی ۱۶، ماموری
 میر عالم میں ۷۱، کے فرزند کا انتقال ۳۹، مرہٹہ
 قیدی ۵۵، پونسے واپسی ۶۴، تجویر سیالاری ۶۲،
 علیحضرت کی واپسی ۵۵، ماموری میر عالم ۱۰، منظور
 شرائط ۱۲۴، کی ضیافت ۱۲۷، کا خط نڈیڑکے ۲۰،
 افتخار الدولہ (دیکھو رضا بنجم)۔
 افسر الدولہ ۱۴۷،
 اقدس ۶،
 الگزنڈر ۔ ۱۳۸،
 امتیاز الدولہ ۶۳،
 انشاء عالم ۱۶۶،
 اورنگ آباد کے صوبہ دار ۴۳، ۴۴،
 اویس کے صوبہ دار ۲،
 اوس ۶،
 اوصاف منیر ۱۴۰،
 ایسے مہرن کی تحقیق ۱۷۴،
 ایسا نگر ۲۲،
 اچلیس کرک پیارٹرک دیکھو کرک پیارٹرک۔
 ایرانی گلی ۱۵۲،
 ایشونت راؤ رامچندر ۱۱۷،
 ایشونت راؤ ہولکر ۱۱۳ و ۱۱۵،
 ایلچپور کے صوبہ دار ۵،
 ایلچی بیگ کی کمان ۱۵۳،
 ایلور پر قبضہ ۱۸،
 ایلٹ سیفر ۲۱،
ب
 بادشاہ بیگم ۳،
 بارلو بارنٹ سے سفارش ۱۸۴، کا خط ۴۱،
 بارنٹ دیکھو بارلو۔
 باری کلوز ممبر کبھی تقسیم ۷۸، ۱۱۳،
 بارہ درہ ۱۴۷،
 باغ و بہار ۱۶۵،
 بالکنڈ ۱۴۸،
 بیر علی یکاں ۱۷۸،
 بجاجی پنڈت ۴۸،
 بختاوری بیگم ۱۰۶،

بخشتی بیگم ۶۷، والدہ عالیجاہ ۶۳، کی سفارش ۱۰۸،
سے معروضہ ۱۱۹،

برابر بجائے عالیجاہ ۶۳،

برگس پیج جے کا بیان ۱۳۶،

برہان الدولہ ۵،

برہان الملک ۵،

بریلی کے کلکٹر ۱۹۸،

بالت جنگ فرانسیسی فوج ۲۰، انگریزوں کے معاہدہ ۲۱،

دفات ۲۲، کی دختر ۶۲،

بشیر النساء بیگم ۲۹،

بلاری ۹۹، بدامنی ۱۳۰،

بمبئی ڈاک کا انتظام ۱۳۳، کابریڈی تعلق ۱۳۴،

بنارس ۳۵،

بندگانِ عالی کے شرائطِ صلح ۵۵، کی اطلاع دی ۸۰،

بنگالہ ۲،

بنگلور - معرکہ ۴۸، بدامنی ۱۳۰،

بور سرفروزی ۶۶، ڈاکٹر، اشات میں اور سرفروزی ۱۳۴،

بہادر بندہ ۱۴۰،

بہجت بیگم ۴،

بہرام الدولہ کے تصرف میں ۱۵۱،

بہرام الملک ۵،

بہرام جنگ ۷۳،

بیدہ ۵۴،

بید نور تقسیم میں ۸۱،

پ

پارویس ۲۸،

پالیسر ۲۶ و ۲۷،

پانچکل ۴۹،

پٹن چرو ۱۴۱ و ۱۴۲،

پرانی حویلی ۱۵۳،

پمبر ۲۷،

پنجنہ شاہ ۱۴۵ و ۱۴۶، میں دفن ۱۹۵ و ۱۹۷،

پنچی ۱۱۶،

پنڈت پردھان ۱۱۱،

پورتیا دیوان میسر ۱۳۸،

پونہ ۲۰، عظیم الامر کی واپسی ۶۴، کی وکالت ۱۰۵، ڈاک ۱۳۲،

پھلوادی ۱۴۱ و ۱۴۲،

پمپنگاؤں ۵۳،

پیرس آر - آر - دیکھو آر - آر - پیرس -

پیشوا کا حصہ ۸۴،

ت

تاریخ ماہ نامہ ۱۶۲،

تیارخ مرہٹہ میں حدیقۃ العالم ۱۷۴ء

تامس سدنہام دیکھو سدنہام

تحفۃ العالم ۱۷۲ء

تذکرۃ البلاد والحکام ۵ء

تربل راؤ نائب رانی میور ۸۲ و ۷۶ء

ترنا ملی ۲۰ء

تزک آصفیہ اسباب جنگ کلاں ۵۱ء

تنجا پور معاہدہ ۷۶ء

تہنیت النسا یکم کی غارش ۱۰۸ء

ط

ٹریٹی آف گارنٹی کا ذکر ۵۱ء

ٹیمپو سلطان کے زیر اثر فریسی ۳۹ء کی غارت ۴۱ء

تحریک رشتہ ۴۲ء، فوجی قتل و حرکت ۴۳ء

فریسی گورنٹ سے ارتباط ۴۴ء، پرتھون ۴۴ء

منظوری صلح نامہ ۴۹ء کی خواہش قبضہ خاندان

۶۵ء کی شہادت ۷۵ء

ث

ثابت جنگ ہنری رسل، کا خیال میر عالم کی نیت ۱۸۳ء

ج

جارج پور ۲۶ء

جارج بارلو بارنٹ دیکھو بارلو بارنٹ

جارج رابرٹس ۶۷ء

جارج سیوم بادشاہ انگلینڈ کو رقم ۱۶۸ء

جانسن کا استقبال ۲۹ء، طلبی ۳۳ء

جان شور عدم مداخلت ۵۲ء

جان کناوی (دلادر جنگ) ۲۳ء، تصنیف تجا میں ۳۵ء

عہد نامہ ۴۳ء و ۴۷ء صلح میں ۴۸ء، رزیدنٹ ۵۲ء

جان ملکم کٹر ۹۸ء

جعفری ۱۴۰ء

جلیسر ۲۷ء

جنرل ہاریس کو ہدایت ۸۷ء، ممبر کیٹی تقسیم ۷۸ء، کویر عالم

کاخط ۱۴۳ء

جہاں پرور یکم ۶۶ء

جہانگیر علی شاہ ۵۰ء

جمیس مل ۱۷ء

ج

چارلس ریو دیکھو ریو

چارلس منکاف کا یا ۳ء

چاندور ۱۱۵ء

چنگل ۱۴۴ء

چند بابائی دیکھو، اہل نقا،

چند ولال عہدہ دار حصول مل مل ۲۹ء کی فتح ۸۶ء

حمید خان فشی دارالانشاء ۲۸، ۳۰،
حیدر آباد پربندہ ۲۰، کی صوبہ داری ۱۲۹ میں قباذ
۱۳۰، ڈاک کا انتظام ۱۳۳، کا پہلا ڈاکٹر ۱۳۴،

میں گرانی ۱۳۴، میں منڈی ۱۵۳،
حیدر علی کی ریشہ دوانی ۲۰، کی دھکی ۲۱،
حیدر نواز جنگ ۷۳،

خ

خاندوران دیکھو درگاہ قلی خاں،
خزانہ رسول خانی میں سرسرازی کا حال ۱۴۰،
خیر النساء بیگم دختر میر عالم ۱۳۷، کو جاگیر، موسیٰ بہا ۱۴۶،
خیر النساء بیگم بنہ عاقل الدولہ ۲۲، کا اغوا ۹۷،

د

داراجاہ ۶۹،
دارالشفاء ۱۴۷،
درگاہ قلی خاں موتمن الملک موتمن الدولہ خان
دوران ۴، ۱۷۵،
دریائے گنگا پرودہ میر عالم ۲۸،
دگوال ۱۸۹،
دلاور جنگ ۲۳، کا استقبال ۲۹، صلح میں ۴۸،
دلال - سی - ٹی ۱۵۹،
دوجا ۲۶،

کی تدبیر ۱۲۳، وکیل ۱۳۲، کے قرار نامے ۱۳۳،
کا انتخاب ۲۰، کے حق میں سفارش کا اثر ریاست ۲۰۰،
چھاؤنی کا قیام ۷۰،

چیتل درگ کا مقام وقوع و تقسیم ۸۱،
چیمیزی صدر ترجم ۲۸، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۵،
چینا پٹن (مدرس) ۱۲۹، ڈاک ۱۳۳،

ح

حاجی محمد زماں شوستری ۶،
حجۃ الباقعہ ۱۴۰،
حقیقۃ العالم اسباب جنگ کھڑا ۵۱، جنگ میوٹوم
۴۸، کی تصنیف ۱۷۱، عبد اللطیف کی تصنیف میں ۱۷۲،
ایک تلمیذ نمبر ۱۷۲، کا اصلی مصنف ۱۷۳،

حسام الملک ۲۳، خطاب ۱۲۸،
حسام جنگ (دیکھو رضا بنجم)
حسین ساگر ۷۰، ۷۱،
حسین علی بیگ ۱۲۸،
حسین علی خاں ۱۴۷،
حسین علی خاں مرتب رقعات ۱۶۵، ۱۶۶،
حسین یاور جنگ ۱۲۸،
حشمت جنگ (دیکھو کرک پیارک)
حمایت ساگر ۱۵۶،

رضا علی خاں ۱۲۸،
 رضا علی خاں سفیر صلح ۱۲۸،
 رضا نجم بن ابوالقاسم طباطبائی نجم الدولہ افتخار الملک
 مسام جنگ (صاحب اخبارات ہند) ۱۹۸۔
 رضی سید دیکھو سید رضی۔
 رقصات میر عالم ۱۶۵،
 رکن الدولہ اقامت جنگ موسیٰ خاں ۶، روائی ہند
 ۲۰، کاجم ۱۵، کپاس جہاں جی ۱۶۲۔
 رگھوتم راؤ (راجہ راجندر) شریک سعادت ۵۳، پیکھا ۵۱،
 ریڈ۔ کرنل نسبت فرج نظام ۷۵،
 ریوچارلس کا خیال ۱۷۳، کی تحقیق ۱۷۴، کافلہ بیان ۱۹،
 زمیندار کنک گیری سے مقابلہ ۸۶،
 زیارت عاشورہ ۱۶۱،
 زیبا بلخ ۱۳۷،
 زیب النسایہ کم زو جہیر عالم ۱۳۷، کو جاگیر ۴۴، سخی ۱۴۰،
 زین العابدین فرزند سید رضی ۴، ۵،
 زین العابدین فرزند یاد والدہ ۱۲۸،
 ساکل (ندی) ۱۵۳،
 سالار جنگ ۳ د ۳ د ۱۴۱، کی جاگیرات میں کپل ۱۴۳،

دوست علی خاں ۱۲۸،
 دولت راؤ سندھ ۱۱۳،
 دی نظام سے ۱۳۶،
 ڈف، گرانٹ۔ اباب جنگ ۱۵، حدیقہ کی نسبت ۱۵۴،
 رائچوتی جاگیریں ۸۶،
 رائچور ۶۹،
 رائیدرگ جاگیریں ۱۳۸، ۱۴۳، انگریزی سرکاری ۱۴۴،
 رئیس الملک (مرشد زادہ) ۵۰، عطائے جاگیر ۷۹،
 کا حصہ ۸۰،
 رابرٹس میجر۔ ۶۳،
 راجندر۔ ۱۸،
 راجہ راجندر (رگھوتم راؤ) دیکھو رگھوتم راؤ۔
 راجہ ناگپور ۲۱،
 راس کرنل ۳۵، ۳۶،
 رام نہت ۲۵، ۲۶،
 رانی میور ۷۶،
 رورور۔ ۱۹،
 رسکن ولیم ۱۷۳،
 رسل ہنری ۱۵۴، ۱۵۵،

ش

شامراج شریک سفارت ۵۳،

شاہ باقر حسین پنہی پر ۱۱۶،

شاہ پور ہیت رام کی روانگی ۱۲۷۷ھ

شاہ نواز خاں دیکھو مصماں الدولہ ۔

شجاع الدولہ ۲۷

شجاع الدولہ محمد علی خان نسیب میر عالم ۱۴۱۱ھ

شرف النساءِ گیم ۲۲، کی درخواست ۹۸،

شہریت اللہ خان ۱۴۵،

شمس الامراء ۲۹، کا انتخاب اور خدمت انجی ناراضی ۱۹۹

شمس الدین محمد حیدر - دیکو شیر جنگ -

شمس الملوك ويخيم شمس الامراء

شمشیر خنک شمشیر الملک ۱۰۴،

شکر و رگ ۱۳۰

شوکت جنگ دیکھ کرک پیاڑک ولیم۔

شہزادہ یحییٰ گم ۱۳۷۷ھ

شہسوار علی کو دست غیب ۱۹۳، ۱۹۴،

شیرخنگ ۴، ۱۷۵،

ص

صاحب اخبارات ہند ۱۹۸ء

صاحبِ گیم ۱۴۰، کا خدا ۱۰۱، کو جاگیر ۱۴۲، موسیٰ ۱۴۶

سید باقر میرزا ماں خاں ۴،

سید خواجہ ابن سید عبداللہ ۱۴۲

سید حاجی - ۵،

سید حسن - ۱۷۲۷

سید حسن بلگرامی دیکھو حماد الملک ۔

یہ حسین - ۴۴

سید رضی (والد میر عالم) پیدائش ۱، جاگیر ۲، جاگیر اور

شادی ۳، انتقال منشاءت شاعری ۴، تعلیم ۱۲

سید رضی (فرزند میر عالم) دیکھو میر دومان۔

یہ مطالب ۱۰۲

سید مقل خاں،

سید محمد اللہ، ۱۹۲۶ء

سید فرح اللہ ۱۷۲

بیدار ۱۷۲

سید محمد، صاحب اوصاف میر، ۱۴۰،

سید محمد مصطفیٰ مدتیۃ العالم ۱۷۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سید نور الدین ۱۷۲

سیف المملکت (خیر اللہ و لہ ترضی) یا رخاں علی حیاں یا تعالیٰ

نے انتقال کیا ۳۰، ہرکاب سکندر جاہ ۸۸،

سی ولٹ دیکھو ولٹ۔

ع

- صاحب تاریخ رشید الدین خانی کا بیان ۱۲۹،
 صاحب تاریخ مادہ نامہ (دیکھو غلام حسین خانی ہجری) ۱۶۲،
 سے استنباط ۱۶۳، کی تاریخ ۱۹۵۔
- صاحب حقیقۃ العالم اندازہ تعمیر ۱۰۴، مرض کی نسبت ۱۹۲،
 صاحب خزانہ رسول خانی کا بیان ہیبت رام کی نسبت ۱۲۲،
 کا خیال ڈاک پر ۱۳۳، کا بیان حق خدمت دہانی پر ۱۳۵،
 صاحب گکرا آصفیہ کا بیان ۱۰۸، کا بیان کردہ واقعہ ۱۸۴،
 کا اظہار سبب ۱۸۹،
- صاحب گوہر شاہوار کا بیان ہیبت رام کی نسبت ۱۲۲،
 کا بیان حق خدمت دیوانی پر ۱۳۵، کا اقبال ۱۳۶،
 کا لازم پر عالم پر ۱۸۰،
- صاحب مختار الاخبار کا مادہ تاریخ ۱۹۵، کا بیان ۱۹،
 صالحہ بیگم ۶۲،
- صفدر خاں ۴،
- صلاہت جنگ ۱۸،
- صلاہت خاں کا قبضہ ۱۱۳،
- صمصام الدولہ شاہ نواز خاں ۱۵،
- صمصام الملک عبدالحی خاں ۱۵،
- ظ
- ظفر جنگ (ماجزادہ) ۵۰،
- ظہور النساب بیگم ۶۲،
- عاشق حسین خاں ۴،
- عاشور خانہ ۱۵۱،
- عاقل الدولہ ۲۲،
- عالم آرا بیگم ۶۲،
- عالم التخص ۱۶۲،
- عالم علی خاں دیکھو سراج الملک،
- عالمیجاہ خروج ۶۲ و ۶۳،
- عباس علی خاں دیکھو نظام یار جنگ۔
- عبدالحی دیکھو مصمّم الملک۔
- عبدالعزیز خاں ۲۲، حصول محل نخل ۱۴۹ و ۱۴۲،
- عبد الغنی ۶،
- عبد اللطیف شوتری توجیہ علی گدی ۹۹، سفارت پر ۱۲۸،
- ۱۴۸، حقیقۃ کی نسبت ۱۷۱ و ۱۷۲،
- عبد اللطیف شیرازی ۱۷۲،
- عبد اللہ صاحب دیکھو شمع الدولہ۔
- عثمان ساگر ۱۵۹،
- عثمان علی خاں بہادر خلافت ملکہ دولہ ۱۵۹،
- عرض بیگی کی ڈیوٹی ۱۵۳،
- عزیز الملک دیکھو رک پایو رک ولیم،
- علی بیگ خاں ۱۳۷، و قدیس ۱۴۸،

علی زماں خاں دیکھو نیر للک -

علی نواز جنگ ۱۵۹

عماد الملک یحس بگرا می کا قول ۱۱۸، تالاب کی
نسبت ۱۵۲، کا خیال رقتات پر ۱۶۶، حدیقہ کی نسبت ۱۴۱

عنایت جنگ ۲۰

عوض خاں ۱۸۷

عیسیٰ ندی ۱۵۳

غ

غازی بندہ ۱۵۷

غفران مآب (دیکھو نظام علیاں ہی) ۱۷۲، میو کی

ہم پر ۲۰، کی سفارت ۲۲، معاہدہ ۲۳، احکام

قیل ۶۶، خانیت حلائے ملک منقوج ۷۸

قرار داد حصص ملک ۷۹، ہیبت رام کی سرفرازی

۱۱۷، بید رضی کو خطاب ۱۳۷، شریک بزم عقد ۱۳۹

ادائی تقریر ۱۳۹، کی خطا ۱۴۱، کی سرفرازی چندگو

۱۶۲، کا رقعہ بادشاہ انجمنیہ کو ۱۶۸، کا حکم ۱۹۰

کی اجازت ۱۹۷

غلام حسن خاں جوہر (صاحب تیرغ ماہ نامہ) کا غرض

۱۶۲ کے الفاظ ۱۶۳، کی تاریخ ۱۹۵

غلام حسین خان ناں خاں (صاحب گلزار آصفیہ) ۱۴۸

غلام حیدر خاں ۱۴۷

غلام تید خاں دیکھو اسطو جاہ -

غلام علی خاں سفیر صلح ۴۸

غلام نبی خاں شریک سفارت ۲۳، خانانان ۱۰۰

غیور جنگ دیکھو نیر للک -

ف

فتح علی بیگ ۲۶

فرخ نژاد خاں ۶

فخر الدولہ دیکھو کرک پائرک جے - ۷

فخر الملک کی صاحبزادی ۱۵۲

فوجدار میدنی پور ۲۶

فیض اللہ (صاحب خزائن رسول خانی) ۱۰۱

ق

قاضی بی ۱۴۴

قطب ثلث عالم ۱۷۴

قمر الدین خان صاحب جاگیر ۸۴، کی درخواست ۸۷

ک

کاظم علی ۲۳

کالوہ ۸۶

کالی بیگم ۱۰۶

کالی مکان ۱۵۲

کامگار جنگ حصول محل ۴۹

پکتان کناوی غیر ۲۳-۳۰-۳۴،

619 5/16

پکتان وائٹ کی اطلاع نسبت مدد ملے گی فوج ۷۷،

کلیگور ۱۴۱ء

کیتان ہنگ ۹۸،

کلکتہ - ۲۸، ڈاک کا انتظام ۱۳۳، بریدہ تعلق ۱۳۴

پتیل ۱۴۰، انگریزی سرکاریں ۱۴۲،

میں ایک مقدمہ ۱۸۱

کنتل وارڈ اپلی ۱۴۲

کلیاتی ۱۱-۴

کتاب ۲۴، ۲۵

کلیف گورنر ۱۴۳۳

کرتک ۲۲، ۲۵
کرک پیٹرک جے ۱ موئن الملک خزانہ شہنشاہ

کتاب ۱۸۶

شادی ۲۲، غلامیہ عالم سے ۴۰، پیش کنندہ صلح نامہ

کمال الدین ۱۸۲،

۶۶، اطلاع بر طر فی فوج ۶۷، خطاب ۸۲، تعلق ۹۴

کنجی کوٹ بندوبست ۹۹،

بریت ۹۸، کا اتمان ۱۰۰، شریک معروضہ ۱۰۲،

کنڈاپلی ۱۸، ۶۳،

دربار میں ۱۱۰، کا مطالبہ ۱۱۰، کا تبادلہ ۱۱۴،

کوئٹہ پور ۲۹

باریابی و مراسله ۱۱۵، ۱۱۶، اشاعت کا ذکر ۱۳۱

کوٹوال گورہ ۱۵۴، بند کاکتبہ ۱۵۵،

کو توجہ ۱۸۹۱ء کی عادت اور رائے ۱۹۱۱ء

کتابخانه عمومی

کرک پیا ترک ولیم، عزیز الملک منفر الدولہ شوکت جنگ۔

کورنوالس گورنر جنرل - ۲۲، ملاقات ۳۲، کاغذ بقدر

کاخ خلافت قوم فرانیس، کاخ نبیت عدم چرا

عبد نامہ ۳۷، کا خط خلافت ٹیپو ۴۲، کاشیہ ۵۹

پیرانه ۵۹، مجری تقسیم ۷۸، خطاب ۸۲، کو میر عالم

کو ارسطو جاہ کا خط ۱۷۰ کی تقریر ۱۸۵،

کا خط ۱۷۱

کوڑنگ راؤ۔ ۲۵،

کرنل فورڈ ۱۸،

کولن بیلی - ۱۴۴

کرنل آرتھر ویلزلی ریپلاری کے واسطے ۷۲، جمبر کھیتی باڑی

کھیر - ۵ - جاگیر ۱۰۰

کریم بیگ کا اخراج ۱۲۷

۷۵۲

کڑیہ فرانسیسی فوج ۱۵۹، بندوبست ۱۹۹،

کشمم - فرانسیسی فوج ۱۵۹ء

گویند بخش لشکر پر ۱۲۸،

لائق علی خاں دیکھو سرا لارنگ -

لطف الدولہ ۲۹،

لارڈ ٹنٹو کا انتقال میر عالم پر ۱۹۹،

م

مادھو اچاری ۱۰۵،

مارش من ۵۵،

مارکولس ویلزلی گورنر جنرل ہند ۶۲، خط ۶۴، ۶۵، ۶۶،

۷۰ کے شرائط ۷۰، کی تحریر ۷۲، تحریک نبت

پیرالاری ارسطو جاہ ۷۴، خط نبت عطا جاگیر

۷۹، رفع اعتراض میر عالم ۸۳، معاودت ۸۵،

خط ۹۱، کا اصول ۹۵،

مالکم - سرورازی ۶۶، ۱۳۲، مکتبہ قیسم ۷۸،

مالیٹ - ۵۲،

مالی میاں دیکھو سیف الملک -

ماما بٹن - قاصد ۱۲۲،

ماما چمپا - قاصد ۱۲۳،

مانٹ ریسر - ۱۳۰،

ماہ تھا کاسرا پاد خطاب ۱۶۲، کا تعلق میر عالم سے ۱۶۳،

مثنوی میر عالم ۱۶۴، کے اشعار ۱۶۴،

کیواں جاہ - حصہ جاگیر ۸۰،

کر بلائے معلیٰ میں جا رہا ۱۹۰، پر حملہ ۱۹۸، کو تخریب ۱۹۹،

ک

کاویل - نامہ ۱۱۳،

گدڑ چلکا ۲۳،

گرانٹ ڈف دیکھو ڈف -

گلزار آصفیہ ۲، کا بیان ۱۵۴،

گلزار حوض ۱۵۲،

گنٹور ۱۸، میں فرانسیسی فوج ۲۰، اجارہ پر ۲۱، تفصیل

۳۰، ۲۲،

گنجام ۲۲،

گنڈی پٹیہ ۱۵۹،

گینش نپت ۱۱۳،

گورم کندہ ۸۶،

گورنر جنرل خط سفیر لکھنؤ کو ۲۱، کے پاس سفارت ۲۲،

سے ملاقات ۳۲، رضامندی مشروط ۴، شجور ۲۸،

قیام کٹی تقسیم ۷۸، تحریک احوال ۸۰، کا خیال ۹۰،

سوزن ۹۱، تقریر کشن ۹۸، کو خط ۱۰۶، خط نبت

تقریر میر عالم ۱۰۰، کا خط انتقال میر عالم پر ۱۹۹، کی

سفارش ۲۰۰،

گو لکندہ میں کریم بیگ ۱۳۰،

مچھلی بندر ڈاک کا انتظام ۱۳۳

مچھلی کمان ۱۵۲

محمد بیگ ۲۸

محمد تقی خاں ۱۳۷

محمد حسین ۳۰

محمد سعید ۱۲۹

محمد شاہ پور ۱۴۴

محمد علی دیکھو اشج الدولہ

محمد علی شوستری ۱۴۸

محمد خیاث ۴۲

محمد کاظم ۱۶۶

محمد نگر میں بند گانہالی ۶۶

محکم ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹

مختار الملک تراب علی خاں ۴۴ کے عہد میں برابر

انگریزی میں ۱۴۲ کا انتخاب ۱۴۳

مدرس میں دیوان ۲۰ میں سعید الدولہ ۱۲۹ میں

ڈاک ۱۳۳ کا بریدی تعلق ۱۳۴

مرار پنڈت ۲۷

مرتضیٰ نگر ۲۰

مرتضیٰ یار خان - دیکھو سیف الملک -

مرزا قاسم ۲۲

مرشد علی خاں ۲

مرغ خانہ کی بادل ۱۵۱

مریم بیگم ۵

مستقیم الدولہ ۶، عمل دخل ۴۹، کی تاویل درخط

۵۴، اختلافات ۹۵، باعث کشیدگی ۹۸، سے

استفسار ۱۰۰، معروضہ ۱۰۱ و ۱۰۲، کے پاس وفد

۱۴۸، نائب میر عالم ۱۸۷، نقیل حکم میں ۱۸۸ کی

نسبت فرمان اور ملحدگی ۱۸۹، کی نظربندی پر نظر ۱۹۰

بے اجازت آجانا ۱۹۱

مشیر الدولہ - دیکھو سیف الملک -

مشیر خبگ ۲۰

مصباح العارفین ۱۶۰

مصطفیٰ نگر ۱۸، ۴۳

معالی میاں دیکھو سیف الملک -

معین الدولہ ۲۹ ۱۸۲۷

معفرت مآب کی اجازت ۲

معفرت منزل ماموری میر عالم ۱۰۸، کا حکم بہت نام کو

۱۲۲ کی ہدایت ۱۲۴، کا حکم فوج بے قاعدہ کو ۱۳۰

کاسو ظن ۲۰۰

مفتخر الدولہ دیکھو کرک پیاڑک ولیم -

مکر مہ بانو بیگم ۱۰۶

مکھن لال تو بیکی شیدگی ۹۸،

کی معذرت ۱۲۷ سے مطالبہ ۱۲۷،

ممتاز الامراء ۶۳ سے مشورہ اور خط ۱۰۶،

مہتاب جی ۱۲۲،

منزو سکرٹری کینٹی تقسیم ۷۸، کا عدم ملینان ۱۰۷،

مہدی یار خاں ۲۲،

میر الملک علی زماں خاں غیور جنگ ۴، خاصہ میں

میدک بھرت فرانسسی ۵۷،

۱۲۶، کا عقد ۱۳۹، کا عقد ثانی ۱۴۱، کا انتخاب

میدنی پور ۲۸ و ۲۸،

۱۹۹، کے شریک خدمت ۲۰۵،

میر دوراں - میر رضی (فرزند میر عالم) خطاب ۳۶، سے

موتمن الدولہ دیکھو درگاہ قلی خاں -

مطالبہ جہیزات ۱۰۰، پیدائش ۱۳۷، کو جاگیر ۱۳۷،

موتمن الملک دیکھو درگاہ قلی خاں -

کو عوض جمعیت میں جاگیر ۱۴۳، کی عروسی جاگیر ۱۴۴،

موتمن الملک دیکھو کرک پیارک ہے - ۷۱ -

کی قبر ۱۹۹،

موتمن خاں ۴،

میرزا محمد علی ۶،

موٹاپلی ۲۰،

میرزا محمد مہدی شہر تاتی سے خط و کتابت ۱۹۹،

موسلی جام متیس ۵۳،

میر صادق ۱۵،

موسلی ریمون ۵۷، کی وکالت اور سررشتہ داری ۱۱۱،

میر عالم (دیکھو ابوالقاسم بی) ۶، سفر کی روٹنہاد ۲۴،

موسلی خان دیکھو رکن الدولہ -

مہروردی سنگا ۲۹، مسئلہ استقبال ۲۹، ملاقات ۳۲، ۳۳،

مہاندی ۲۶،

تخت نظام ۳۴، واپسی ۳۴، بازوید ۳۵، خطاب ۳۶، لشکار

مہیت رام وکیل و سررشتہ دار و تعلقہ دار و مخالفت

سکنت میں کیا کیا ۳۹، تفویض سرکاران شمالی ۴۱، ہند نامہ

۱۱۳، حوالگی دیکھی ۱۱۷، تعلقہ اربار ۱۱۷، کی فکر

۴۳ و ۴۴، ہرکاب گنبد عبادہ ۴۸، صلحیں ۴۸، واپسی از جنگ

۱۱۸، کی تشویش ۱۱۸، سکر جانے کا حکم ۱۱۹، خط نامہ

۴۹، محل دخل ممالک ۴۹، کا معروضہ ۴۹، سفارت

کو ۱۱۹، تربیتی میں رہنے کی خواہش ۱۲۰، بیتل میں

۵۰، ۵۲، سفر سفارت ۵۳، سردار مرہٹے سے ملاقات ۵۳،

کو جائزہ ۱۱۹، کی نیت ۱۲۱، سے مقابلہ ۱۲۲، کا انتخاب

واپسی از سفارت ۵۵، دور اندیشی معروضہ ۶۶،

۱۲۲، تعمیل فرمان ۱۲۳، کی روانگی ۱۲۴، کا انجام ۱۲۷،

معروضہ نیت جاگیر علیجاہ ۶۳، سپہ سالاری پر ۶۳ و ۶۴،

میرکلاں خاں ۱۰۶،

میر مومن کاندپہ اور دائرہ ۱۹۳ کے دائرہ میں فن ۱۹۵

میسور۔ ۵، جنگ ۲۰،

ن

نادر قلم خاں ۱۰۰،

ناگیور ۲۵، ۲۱،

ناگل پٹی ۱۰۱،

نہجہ اشرف کا قلعہ اور دباویں کا حملہ ۱۹۸،

نجم الدولہ (دیکھو ضابطہ)

ندی پار ۱۲۸،

نزل جاگیر علیجاہ میں ۶۳،

نشان حیدری ۵،

نظام (دیکھو نظام علیخان بھی) حلیف کمپنی ۲۰، کی ناوشی ۲۱،

کو واجب الوصول رقم ۲۳، و پیام ۴۲، اور انگریزی ۴ کی

شکست ۵۵، انگریزی فوج کی برطرفی ۵۵، مخالف سپہ سالار

۶۵، کا حکم برطرفی ۶۶، کا حصہ میسور میں ۸۴،

نظام علیخان (دیکھو نظام بھی) سرزری میرمنی کو ۲، کو

اطلاع ۱۹، علی بوزدہ ۲۷، کا انتقال ۱۰۴،

نظام بار جنگ جہاس علیخان ۲۲، ۲۳، کو خطاب ۱۲۸،

نفسیہ سیکرٹری وزیر عالم ۱۳۷، کی شادی اور وضع عمل انتقال ۱۳۹،

نکارستان سیکرٹری جاگیر سید رضی کے متعلق ۲ و ۳،

ندی درگ میں بدامنی ۱۳۰،

نورالاصفیاء کا قلعہ تاریخ ۱۵۷،

نور جہاں آرا سیکرٹری - میر عالم کی بہو ۱۳۸، کو جاگیر ۱۴۴،

نویسہا ۱۴۶،

نہر حسینی کی تعمیر ۱۱۹،

نیپال ۱۴۷،

نیاز بہادر خان ۱۴۹،

و

والی گاؤں ۱۱۶،

واحد علی خاں ۱۳۸،

والاجاہ آباد میں بدامنی ۱۳۰،

وجوہٹ ۲۷،

ورنگل ۲۰،

وفادار خاں ۱۰۴،

ولسن (مورخ) ۶۶،

ولمٹ سی کا قول ۱۱۸، تالاب کی نسبت ۱۵۴،

ولیم رکن دیکھو رکن۔

ویراپور ۱۱۷،

ویشویشوارایا ۱۵۹،

ویلزلی دیکھو مارکوس ویلزلی۔

بادی الدولہ - ۱۷۳

باریس دیکھو خزل ہاریں۔

ہالینڈ رزیڈنٹ ۱۷، کوہایت ۲۱، واپسی ۲۲،

ہالی برٹن کی تحریر ۱۱۶،

ہرمین ایٹھے دیکھو ایٹھے،

ہسٹری آف نئی مرہٹاس میں اسباب جنگ کھلا ۱۵،

ہنڈمن سیدار فوج ۶۷،

ہنری کرل دیکھو کرل،

ہنمنت راؤ ۱۰۵،

ی

یادگار کمین لال ۳،

یاور الدولہ سفارت پر ۱۲۸،

یکساں دیکھو بیر علی،

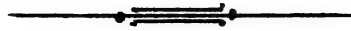
یوسف علی خاں دیکھو سالار جنگ،



صحیح نامہ

صفحہ	سطر	فصل	صحیح
۴	۳	بیز زندگی میں بھگم	بیز زندگی میں
۵	۴		فتح المجاہدین
۱۶	۵		جن جن
۲۰	۱۳	حاشیہ	بخاری
۲۱	۱۴		فرانسیسی اس
۳۱	۸		جغہ در سر بند
۳۸	۲		موقع
۵۵	۱۲		واپس سے ہوے
۵۶	۱۱		چاہتے تھے
۷۵	۱۳		آماہ
۸۰	۴		سلیماں جاہ ان کے
۹۶	۹		کپینی کے بہادر کے
۹۷	۱۰		اور اور
۹۹	۹		اور
۱۰۵	۷		بھی
۱۱۴	۱۱	عنوان	رام
۱۱۶	۱۸	حاشیہ	سب سی ڈی لے ری
۱۲۱	۱۴		اسی
۱۲۲	۱۷		اراجہ کو
۱۲۴	۴		سرفراز
۱۲۷	۱		متعلق
۱۳۰	۱۵		میر عالم باغ
	۱۰		تھی

صفحہ	سطر	خط	صحیح
۱۴۱	۱۴	لاق	لا یق
۱۴۹	۵	پاور چیانہ	باور چیانہ
۱۵۱	۱	اور منڈی کے شمال رخ پر قع تھا	.
۱۵۵	۱۴	دروازوں	دروازوں
۱۵۷	۱۵	عرق	عرق
۱۶۲	۱۴ حاشیہ	مجری	مجری
۱۷۶	۱۱	کیا	کی
۱۷۷	۳	علیہ السلام	علیہا السلام
۱۷۹	۱۷	طبیعتاً	طبعاً
۱۸۵	۱۰	تھا	.
۱۸۶	۳	اس کے وہ	اس کے کہ وہ
"	۵	پڑھنے	بڑھنے
۱۹۲	۴	دوور	دور
۱۹۲	۱۸ حاشیہ	مناسب	مناسب
۱۹۳	۱	حضرت مومنؑ	حضرت میر مومنؑ
۱۹۵	۴	۱۳۲۳ھ	۱۲۲۳ھ
"	۱۱	فرووس	فردوس
"	۱۵	ہوے	ہوی



— (مطبعة) —

شمس الاسلام پریں حقہ بازار
— (میدر آباد کن) —

